357

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔جون2008

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 09-2008 پر جاری عام بحث کا سمیٹنا

359

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

پیر، 23۔جون2008

(یوم الاثنین،18۔جمادی الثانی1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر 2 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o
مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِ o بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِى ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِ o فَبِأَيِّ
ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ o وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو
ٱلۡجَلَـٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِ o

سورۃالرحمٰن۔آیات17تا 27

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںo دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہےo اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گیo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد مقبول قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلے علیٰ حبیبنا صلے علیٰ محمد
صلے علیٰ شفیعنا صلے علیٰ محمد
ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں
صلے علیٰ حبیبنا صلے علیٰ محمد

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o بسم اللہ الرحمن الرحیم o اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔سب سے پہلے حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 4 ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ چونکہ کاٹھیا صاحب House میں نہیں آ رہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آج باقاعدہ ان کی طرف سے request بھی موصول ہوئی ہے یا نہیں کہ اسے pending کر دیا جائے۔ہمارے محکمے کو ان کی request موصول نہیں ہوئی کہ اسے pending کر دیا جائے لہذا اگر وہ نہیں آ رہے یا ان کا interest نہیں ہے تو میری استدعا ہے کہ اسے dispose of کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کاٹھیا صاحب کی تحریک استحقاق اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی اور محترمہ آمنہ جہانگیر کی طرف سے ہے لیکن یہ معزز اراکین بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک استحقاق بھی اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 6 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب کی طرف سے ہے۔یہ ایوان میں پیش ہو چکی تھی لیکن اس کا جواب آنا تھا۔

جناب طاہر نوید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!
جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر! پرسوں پشاور میں مسیحیوں کو عبادت کے دوران طالبان اغوا کر کے لے گئے۔ پاکستان میں تمام لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے اس لئے ہم اس واقعہ کی پر زور مذمت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی، جناب رحمٰن ملک اور جناب شہباز بھٹی چیئرمین آل پاکستان مینارٹی الائنس کے شکر گزار ہیں کہ جن کی خصوصی کاوشوں سے مغویوں کو دس گھنٹوں کے بعد بازیاب کرا لیا گیا۔ میں حکومت پنجاب سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ دوران عبادت اقلیتوں کے عبادت خانوں کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ شکریہ
جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ایڈیشنل سیکرٹری (ٹیکنیکل) مواصلات کا معزز رکن اسمبلی کو محکمانہ معلومات فراہم نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر خوراک، صحت ، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! رانا صاحب کی تحریک استحقاق کے ضمن میں یہ جواب موصول ہوا ہے کہ یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ مواصلات و تعمیرات نے ایک پرائیویٹ کمپنی لیفکو کو فیصل آباد تا لاہور سڑک کا ٹھیکہ B.O.T کی بنیاد پر 25 سال کے لئے دیا ہوا ہے۔ اس معاہدے کی رُو سے انھوں نے سڑک کو دورویہ کرنے کے بعد ٹول ٹیکس کی وصولی شروع کر دی ہے۔ معاہدے کی رُو سے کلاز 33.17 کے تحت یہ ایک confidential دستاویز ہے۔ البتہ جہاں قانون اجازت دے اسے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ٹول ٹیکس کے ریٹ لاہور تا فیصل آباد کے پانچوں ٹول پلازوں پر چسپاں کئے گئے ہیں۔ معاہدہ کی رو سے کمپنی ہر سال ٹیکس کے ریٹوں کو 5.74 فیصد بڑھا سکتی ہے۔ کمپنی پر over charging کے کسی بھی واقعہ یا واقعات کے مع ٹھوس ثبوت اگر محکمہ ہذا کے نوٹس میں لائے جائیں تو ضابطے کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ مذکورہ معاہدے میں دی گئی شرائط حکومت پنجاب کی باقاعدہ منظور شدہ ہیں جن کے تحت اس معاہدے پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

جناب والا! میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہتا ہوں کہ جب فاضل ممبر وہاں تشریف لے گئے، وہاں پر ان کی جو باتیں ہوئیں یا جو بھی معاملہ ہوا اس کے بارے میں بھی وضاحت دی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جب فاضل ممبر وہاں پر تشریف لے کر گئے تو ان کے ساتھ نہایت عزت واحترام کا رویہ اپنایا گیا، ان کے تحریری طور پر لکھے گئے مطالبے کے جواب میں ان سے وضاحت کی گئی کہ اس معاملے میں ان کی ایک تحریک التوائے کار نمبر 08/85 بھی موصول ہو چکی ہے جس کا ایک دو روز کے اندر پنجاب اسمبلی کو جواب روانہ کر دیا جائے گا۔اس تحریک التوائے کار کا جواب لف ہذا ہے۔اس کے علاوہ ان کے علم میں یہ بات بھی لائی گئی کہ جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق ایک تفصیلی نوٹ concession agreement کی کاپی وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوا دی گئی ہے جس میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اگرچہ agreement کی رو سے معاہدہ متعلقہ ایک confidential دستاویز ہے البتہ جہاں قانون اجازت دے اسے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔مزید یہ عرض ہے کہ ایڈیشنل سیکرٹری ٹیکنیکل سرکاری ملازم ہونے کی حیثیت سے کسی بھی محترم ممبر صوبائی اسمبلی کے ساتھ cooperate نہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔اس ضمن میں محترم ممبر صوبائی اسمبلی کو نادانستگی میں جو دقت ہوئی اس کا متعلقہ افسر معذرت خواہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ محکمہ نے جو جواب دیا ہے اس کے مطابق یہ کہا گیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی سہولت نہ ملتی ہو تو وہ متعلقہ محکمے کو اطلاع دے تو اس کا مداوا کیا جائے گا۔جب تک وہ معاہدہ سامنے نہیں آئے گا عوام کو کیسے پتا چلے گا کہ اسے یہ سہولت مہیا ہے یا نہیں؟ بنیادی طور پر میرا مدعا یہی ہے کہ اسے خفیہ کیوں رکھا گیا؟ انھوں نے مجھے کہا کہ آپ لکھ کر دیں تو ہم آپ کو لکھ کر جواب دیں گے کہ یہ معاہدہ خفیہ ہے۔اس کے بعد وضاحت کرنا کہ آج فائل وزیر اعلیٰ کے پاس چلی گئی یا ہم نے تحریک التوائے کار کا جواب دے دیا، یہ اس کا جواب نہیں ہے۔ میں نے اس دفتر کے چار بار چکر لگائے کہ آپ مجھے لکھ دیجئے چونکہ میں وہ لکھا ہوا اسمبلی میں پیش کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کی ضرورت ہی نہ پڑتی چونکہ اس نے مجھے زبانی بتا دیا تھا۔لہذا اب میری یہی استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اس agreement کے اندر جو چیزیں ہیں وہ ساری باہر آئیں اور عوام کو پتا چلے کہ انھیں کیا کیا سہولتیں ملنی چاہئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! مجھے یہ بتائیں کہ اس میں کوئی specific laws ہیں کہ اسے خفیہ رکھا جائے گا اور خفیہ رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں وضاحت تو یہی ہے کہ جو agreement ہوا تھا اسے confidential ہی بتایا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود فاضل ممبر کی بات بڑا وزن رکھتی ہے کہ یہ اتنی confidential نہیں ہونی چاہیے اور میں ان کی اس بات سے agree کرتا ہوں۔ میں اس میں ایک چیز کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جب اس چیز کو confidential بنا دیا گیا یا اس بارے میں ذکر کیا گیا تو بہتر یہی تھا کہ ان سے بات کرنے یا ان سے کوئی وضاحت لینے کی بجائے اس ہاؤس میں بات کی جاتی اور اس ہاؤس کے ذریعے اسے حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اب ساری صورتحال واضح ہو گئی ہے کہ یہ confidential ہے اور اس میں یہ بات لکھی ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہاؤس کی ایک sub-committee بنا دی جائے، ہم اس میں بیٹھ کر اس معاہدے کو دیکھ سکتے ہیں اور فاضل محرک بھی اس میں شامل ہو جائیں گے تاکہ اس کے decorum کے مطابق یہ چلتا رہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک معاہدہ خفیہ رکھا گیا ہے۔ یہ کونسا قانون اور شق ہے جو پبلک کے مفاد کو خفیہ رکھنے کے لئے لاگو کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہی بات ہو رہی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): یہ معاملہ تو کمیٹی میں پیش کرنے کی بجائے ہاؤس میں پیش کیا جائے۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں بات کرتا ہوں۔ جی، پیر صاحب!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! وہ جو یہ بے حساب ٹیکس لے رہے ہیں اور جو معاہدہ ہے اس کو انھوں نے خفیہ اس لئے رکھا ہے کہ بہت سی اپنی commitments کو انہوں نے fulfill کرنا ہے۔ اسی وجہ سے یہ معاہدہ confidencial رکھ رہے ہیں۔ اس میں ہزاروں نہیں بلکہ اربوں روپے کا

گھپلا ہے۔ ہم سب یہاں پنجاب کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اگر ہم اس معاہدہ کو open نہ کروا سکے تو میرا خیال ہے کہ یہ پنجاب کی عوام کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ان کی بات سے agree کرتا ہوں اور میں نے پہلے بھی یہ offer کی ہے کہ ایک clause کے تحت اس کو confidential رکھا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر آپ چاہتے ہیں، ہاؤس بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کو open کیا جائے تو اس کے لئے ایک sub-committee بنا دی جائے جس میں یہ پیش کر دیا جائے گا اور وہ کمیٹی اس کو دیکھ لے گی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ ایک نہایت اہم issue سامنے آیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے request کروں گا کہ اس کے لئے sub-committee کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے وہاں پر ساری چیزیں thrash out ہو جائیں گی۔ سب کمیٹی کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ معاملہ سیدھا سیدھا استحقاق کمیٹی کے پاس جائے اور وہاں thrash out ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: حکومت پنجاب کا ارادہ ہے اور ان کی کوشش بھی یہی ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دیا جائے تو ان حالات میں اس طرح کے معاہدے خفیہ ہونے کی کوئی logic سمجھ نہیں آتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو ہم استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس میں Minister concerned بھی کمیٹی میں ان کے ساتھ بیٹھیں۔ یہ معاہدہ کمیٹی کے سامنے لایا جائے اور اس کو thrash out کرنے کے بعد کمیٹی یہ معاہدہ ہاؤس کے سامنے لے کر آئے۔ تو یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

سردار شیر علی خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں اپنے حلقے کے حوالے سے گزارش کی تھی۔ میرے علاقے سے ایک نہر داجل برانچ گزرتی ہے جس کے اوپر lift pump پچھلے اٹھارہ سال سے لگے ہوئے ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار مربع زمین اس سے کاشت ہوتی ہے۔ پچھلے پانچ چھ دنوں سے پولیس کی بھاری نفری، Elite Force کی گاڑیاں مع ڈی۔پی۔او اور ایس۔ای ان lift pumps کو اکھاڑنے کے سلسلے میں میرے حلقے میں operation کر رہے ہیں۔

میں نے آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی سے گزارش کی تھی۔ انھوں نے ایس۔ ای اریگیشن ڈیرہ غازی خان سے بات کی جنھوں نے یہ کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ جی یہ illegal لگے ہوئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ lift pumps پچھلے اٹھارہ سال سے چل رہے ہیں۔ پچھلے مہینے کے آخر تک بھی ان کو پانی دیا جاتا رہا ہے اور لوگوں نے وہاں اپنی زمینوں پر کپاس کاشت کی ہے۔ اگر یہ illegal تھے تو اب تک ان پر action کیوں نہیں ہوا؟ پچھلے آٹھ سالہ دور میں رینجرز کا ہیڈ کوارٹر اسی نہر کے اوپر بنایا گیا تھا، یہیں سے وہ پانی لیتے تھے۔ پرویز مشرف کے آمرانہ دور میں بھی اس کو ختم نہیں کیا گیا۔ دوسرا مجھے اس بات کی بھی سمجھ نہیں آتی کہ lift pumps صرف میرے حلقہ سے ہی کیوں اکھاڑے جا رہے ہیں؟ Indus river، تونسہ بیراج سے لے کر روجھان تک lift pumps لگے ہوئے ہیں۔ صرف میرے حلقہ پی پی۔247 میں یہ operation کیوں کیا جا رہا ہے؟ ڈیرہ غازی خان میں کیوں نہیں کیا جا رہا، راجن پور شہر میں کیوں نہیں کیا جا رہا اور روجھان میں کیوں نہیں کیا جا رہا؟ میری جناب سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے یہ operation بند کیا جائے۔ اگر lift pumps illegal ہیں تو پھر سارے اکھاڑے جائیں نہ کہ صرف میرے حلقہ سے یہ اکھاڑے جائیں۔ اگر یہ illegal ہیں تو ان کو legal کیا جائے اور اس operation کو بھی فوری بند کروایا جائے۔ بہت شکریہ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر آبپاشی ابھی موجود نہیں ہیں وہ آتے ہیں تو اس معاملے کو take up کر کے ان سے بات کریں گے۔ آج سالانہ بجٹ برائے سال 09-2008 پر بحث کا آخری دن ہے۔ بحث کے اختتام پر وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گے۔ واضح رہے کہ آج کے دن میرے پاس 93 معزز اراکین کی فہرست موجود ہے۔ جیسا کہ 21۔ جون کو اعلان کیا گیا تھا آج بھی دو نشستیں ہوں گی۔ پہلی نشست دو بجے تک جاری رہے گی۔ دو بجے سے چار بجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہوگا۔ وزیر خزانہ صاحب کی طرف سے اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں مرد اراکین کے لئے کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور اس سے ملحقہ کمیٹی روم (سی) میں خواتین اراکین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوسری نشست چار بجے شروع ہوگی اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ آخری معزز رکن اپنی تقریر

مکمل نہ کر لیں اور وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up نہ کر لیں۔ اب کارروائی کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں اور سب سے پہلے میں نگہت ناصر شیخ صاحبہ کو دعوت دوں گا۔ میرے خیال میں ابھی وہ آئی نہیں ہیں۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ کو tax free بجٹ پیش کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتی ہوں۔ پانچ سالوں کے بعد یہ پہلی بجٹ copy ہے جس کو ہاتھ لگاتے ہوئے نہ تو غریبوں کی سسکیوں کی آواز آئی ہے نہ ہی ان کی آہوں کی آواز آئی ہے بلکہ اس کو ہاتھ لگاتے ہوئے ایک عجیب سی خوشی کا احساس ہوا ہے۔ اس بجٹ میں غریبوں کو ہر شعبے میں relief دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! میں آپ کی بات کو تھوڑا سا interrupt کروں گا۔ جس طرح اس سے پہلے بجٹ پر سارے معزز ممبران بحث کر رہے ہیں۔ ہم نے پہلے پانچ منٹ کا وقت رکھا تھا، پھر ممبران کی بات کو دیکھتے ہوئے دس منٹ کیا۔ 21 تاریخ کو یہاں پر جو عام بحث ہوئی اس دن 75/73 ممبران نے اپنے نام دیئے تھے۔ double session چلا کر، پورا دن اجلاس چلنے کے باوجود بھی یہاں پر صرف 25 ممبران بات کر سکے تھے تو آج اپنے معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ پانچ منٹ کا وقت ہے اور کوشش کرنی ہے کہ پانچ منٹ کے اندر ہی اپنی بات مکمل کر لیں۔ پانچ منٹ پر یہاں سے bell بج جائے گی اس کے بعد زیادہ سے زیادہ ایک منٹ دوں گا کیونکہ تمام معزز ممبران یہاں پر اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے بات کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ آج maximum ممبران کو time دیا جائے گا تو اب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ نے پانچ منٹ میں اپنی بات کو wind up کرنا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ:

عجب دستور زبان بندی ہے تیری محفل میں
جہاں بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جہاں آپ مہربان ہوتے ہیں وہاں آپ گھنٹہ گھنٹہ بولنے دیتے ہیں اور اب ہماری باری آئی ہے تو آپ نے پانچ منٹ کی قدغن لگا دی ہے۔ جب تک میں بولوں گی آپ سنیں گے کیونکہ آپ بھی میرے ساتھ اپوزیشن میں بیٹھ کر ایسا ہی کرتے تھے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں پہلی حکومت کی طرح عوام کو اعداد و شمار کے ہیر پھیر میں الجھانے کی بجائے واشگاف الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ قوم کے ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کو کہاں خرچ کیا جائے گا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ آمدنی ان لوگوں پر خرچ کی جائے گی جو کہ محکوم، نادار اور مفلس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آمریت کے آٹھ سال کی گھناؤنی تاریک رات کے بعد ہمیں ورثے میں بجلی، مہنگائی اور لاقانونیت کے بحران ملے ہیں۔ ان بحرانوں سے سب سے زیادہ غریب طبقہ متاثر ہوا ہے۔ ہمارے قائدین کی دور اندیشی اور قربانیوں کی وجہ سے ہم ایک روشن مستقبل کی طرف پیش قدمی کے قابل ہو سکے ہیں۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ میں امید رکھوں گی کہ وہ اپنی اتحادی پارٹی کے ساتھ مل کر صوبہ پنجاب کو پاکستان کا ایک خوبصورت اور مثالی صوبہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ حقیقت ہے، تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں نے عدل و انصاف کو اپنا شعار بنایا وہی کامیاب و کامران ہوئی ہیں۔ ہماری حکومت نے ماتحت عدلیہ کی تنخواہوں میں بنیادی pay scale کے تین گنا کے برابر بطور الاؤنس مہیا کیا ہے یہ ایک مثبت قدم ہے لیکن اس کے ساتھ ہی معزز عدالت عالیہ سے یہ بھی توقع کرنا ضروری سمجھوں گی کہ وہ غریب عوام کو سہل اور جلد انصاف مہیا کریں اور اس کے ساتھ یہ شرط بھی رکھی جائے، میں تمام جج صاحبان کے بارے میں یہ بات نہیں کہوں گی لیکن بہت سی عدالتیں ایسی بھی ہیں کہ جہاں پر انصاف بکتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے ہمیں اس کی بھی اصلاح کرنی ہوگی جہاں ہم ججوں کی تنخواہوں میں اضافہ کرتے ہیں وہاں پر ججوں کی بہتر کارکردگی پر بھی غور کرنا ہوگا۔

جناب والا! تعلیم کے بارے میں یہ عرض کروں گی کہ اس کے لئے بجٹ میں 30-ارب 13 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تعلیم کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ غربت مٹانے کے لئے سب سے بہترین نسخہ تعلیم ہے دانا کا قول ہے کہ کسی بھی قوم کا مستقبل دیکھنا ہو تو اس کے تعلیمی اداروں، درس گاہوں کا مشاہدہ کرو کیونکہ انہی میں بچوں کی اخلاقی، سماجی اور روحانی تربیت ہوتی ہے۔ یہیں سے انہیں مستقبل کی امامت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں اور خصوصاً پنجاب میں تعلیم کا دوہرا نظام ہے۔ تعلیم کے اس دوہرے نظام کو ممکن تو نہیں لیکن کوشش ضرور کی جا سکتی ہے کہ اس کو ختم کیا جا سکے۔ پہلی حکومت نے پڑھے لکھے پنجاب کے نام پر جس طرح غریبوں کے پیسوں کو modeling کرتے ہوئے کروڑوں روپے ضائع کئے اس سے یہ ہوا کہ پڑھے لکھے پنجاب میں غریبوں کی غربت کا مذاق اڑایا گیا۔ کسی غریب کو کتابیں دی گئیں اور نہ ہی کسی کو مفت تعلیم دی گئی۔ یہ صرف

ڈھنڈورا کی حد تک رہا جتنا بھی پیسا تعلیم پر خرچ کرنا تھا اس modeling میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی نے خرچ کیا جس کی وجہ سے غریبوں کو تعلیم ملی اور نہ ہی کتابیں مفت ملیں۔ حکومت نے اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ان کے طریقہ تعلیم کو ملک میں رائج کرنے کی کوشش کی۔ امتحانات کے طریق کار کو یکسر بدل دیا گیا اور تمام بہتر رزلٹ دینے والے جو سکول تھے انہیں اپنی من پسند N.G.Os کے مالکان کو دے دیا گیا۔ اسی طرح تھوڑے پیسوں پر اساتذہ بھرتی کئے گئے جس کی وجہ سے سکول کا معیار تعلیم کم ہو گیا اور امتحانات میں بہتر رزلٹ نہ آ سکے۔ اس کے علاوہ حکومت نے سیلف فنانس سکیم ختم کی ہے یہ حکومت کا ایک بہت اچھا اقدام ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ غریب کا بچہ بہتر نمبر لینے کے باوجود اچھی درسگاہوں میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور امیر کا بچہ پیسوں کے عوض یونیورسٹیوں میں داخلہ لے لیتا تھا اور اس کے بعد وہ یونیورسٹی کے نام پر ایک بدنما داغ بن جاتا تھا۔ حکومت کا یہ قدم قابل تحسین ہے۔ یہ تمام اقدامات حکومت کی نیک نیتی اور غریب پروری کو ظاہر کرتے ہیں لیکن میں یہ بھی ضرور کہوں گی کہ ہم نے اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں کیونکہ پہلی حکومتوں میں ایسا نہیں ہوا تھا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں صحت کی پالیسی کے بارے میں بات کروں گی کہ صوبے کے تمام بڑے بڑے ہسپتالوں میں وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ غریبوں کا علاج مفت ہوگا۔ یہ دعوے تو میں بہت سالوں سے سن رہی ہوں لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ غریبوں کو ہسپتال سے اسپرین کی گولی بھی نہیں ملتی۔ تمام دوائیاں بڑے بڑے لوگوں کو مل جاتی ہیں کیونکہ زیادہ بیماریوں کا شکار امراء ہیں یا پھر یہ میڈیکل سٹوروں پر چلی جاتی ہیں جیسا کہ پچھلے دنوں ڈسٹرکٹ بہاولپور میں لاکھوں روپے کی ادویات چوری ہوئیں اور اس کے بعد میڈیکل سٹوروں پر پہنچ گئیں۔ اس کے بارے میں اخبارات اور ٹی۔ وی دونوں میں آتا رہا ہے۔ ہمیں اس کے لئے ایسی کمیٹیاں بنانی چاہییں بلکہ میں یہ کہوں گی کہ تمام حلقوں کے جو ایم۔پی۔ایز ہیں ان کی یہ ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ ہفتے میں ایک دفعہ ان تمام ہسپتالوں کو چیک کریں اور ہمارا جو یہ دعویٰ ہے کہ ہم غریبوں کو مفت دوائی دیں گے یہ پورا ہو سکے۔

جناب والا! پولیس کے لئے 30۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جوں جوں پولیس کو فنڈز زیادہ دیا جاتا ہے crimes کی شرح بھی بڑھتی جاتی ہے۔ پولیس بدنامی، رسوائی، ناانصافی کا ایک ایسا اشتہار بن گئی ہے کہ معاشرے کو استحصال زدہ معاشرہ بنا دیا ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ایک ضلع میں ایک

ایس۔پی، ایک ڈی۔ایس۔پی اور غالباً ایک یا دو ایس۔ایچ۔او ہوتے تھے۔اب پورا پولیس کا محکمہ ایک ضلع میں بھرتی کر لیا جاتا ہے۔اس سے یہ ہوا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی ایف۔آئی۔آر درج کروانے کے لئے بھاری سے بھاری رشوت دینی پڑتی ہے۔معاشرے کے اس ناسور کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ بھی ہو رہا ہے کہ پولیس کا محکمہ چوروں، ڈاکوؤں اور پیشہ ور افراد کی سرپرستی کرتا ہے اور یہ اپنی state کے بے تاج بادشاہ ہیں۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ درخواست بھی کروں گی کہ سب سے پہلے معاشرے کے اس بگڑے ہوئے حصے کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔وزیر اعلیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ بہتر کارکردگی کرنے والے پولیس آفیسروں کو ترقی دی جائے گی۔میں یہ بھی عرض کروں گی کہ جس تھانے میں crime کی شرح زیادہ ہو اس آفیسر کو نہ صرف معطل کر دیا جائے بلکہ ملازمت سے نکال دیا جائے تاکہ باقی لوگوں کے لئے عبرت بن سکے۔

محترمہ یاسمین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ 1973 کے آئین پاکستان کے مطابق child labour ban ہے اور میں اس بجٹ میں یہ بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ اکثر غریب گھروں کے بچے ورکشاپوں میں کام کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ اپنی باری پر بات کر لیں۔ایک تو اس بات کو یقینی بنائیں کہ ایک ممبر جب بات کر رہا ہوتا ہے تو اس کے flow of ideas ہوتے ہیں۔یہاں آپ پڑھ کر تو تقریر کر نہیں سکتے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کوئی متعلقہ بات بھی کرنا چاہ رہی ہیں تو جب آپ کی باری آئے گی تو آپ اپنی تجاویز دیں فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ نوٹ کریں گے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ یاسمین خان: جناب والا! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دو منٹ اگر آپ لے لیں گی تو پانچ منٹ تو ان کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔

محترمہ یاسمین خان: جناب والا! میں ایک منٹ میں بات ختم کر لیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ یاسمین خان: میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ 1973 کے آئین کے تحت child labour ban ہے اور میں چاہ رہی ہوں، میرا جو پوائنٹ ہے وہ یہ ہے کہ میٹرک تک بچوں کو مفت تعلیم دی جائے تاکہ غریب گھروں کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ تعلیم کی بنیاد پر ہی اس ملک نے ترقی کرنی ہے اور 1973 کے آئین کے تحت child labour کو ختم کیا جائے۔

According to constitution, 1973 child labour is banned. So Education up to matric should be free so that the poor people may go to school and attain education. When educated people are aware in this country only then we can progress. If we don't have any awareness, we cannot progress in this country. So this is my point of order. Thank you, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے فرمایا کہ حکومت آمدورفت کی بہتری کے لئے اگلے مالی سال میں نجی شعبے کے تعاون سے بڑے شہروں میں ایک ایک ائیر کنڈیشنڈ بس چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس مد میں ایک ارب روپے کی subsidy بھی دی گئی ہے تو میں یہ عرض کروں گی اور وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ بسیں واقعی غریبوں کے لئے ہیں؟ غریب آدمی تو چھکڑا نما بسوں میں سفر کرتے ہیں۔ ایک ڈائیو و بس ہمارے پورے شہر میں چلتی تھی جس کا کرایہ پورے شہر میں اگر آپ پھر لیں آٹھ روپے تھا لیکن ہمیشہ کی طرح پلاٹوں پر قبضہ کرنے والے، ناجائز قبضہ کرنے والے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کے بیٹے مونس الٰہی نے پلاٹوں پر جس طرح وہ اپنے گھر کا مال سمجھ کر قبضہ کرتے رہے اس طرح سے انہوں نے ڈائیو و بس سروس پر بھی قبضہ کر لیا اور یوں اس کا کرایہ غریبوں کی پہنچ سے باہر ہو کر تین گنا ہو گیا اور اس کا نام Semi Daewoo رکھ دیا گیا۔ جناب میں تو اس پر سفر بھی کرتی رہی ہوں۔ میری حکومت سے درخواست ہے کہ 30۔جون 2009 تک تمام ٹرانسپورٹ کو سی۔این۔جی میں منتقل کر دیا جائے۔ تین ماہ کے اندر وہ تمام سرکاری گاڑیاں جو ڈیزل پر چلتی ہیں انہیں بھی سی۔این۔جی میں منتقل کر دیا جائے۔ اس سے ڈیزل کی بچت ہو گی اور ماحول کے لئے بھی یہ بہت سود مند ہو گا۔ جناب سپیکر آپ بات تو سنتے نہیں ہیں اپنی گاڑی کو پٹرول پر جو چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر! بجلی کی کمی کا جہاں تک سوال ہے، بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ویسے تو لوگ بُری طرح پریشان ہیں اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ جہاں چھوٹے ڈیم بنائے جائیں وہاں پر solar energy اور hydal energy کا اجراء بھی بہت ضروری ہے۔ چیچو کی ملیاں نندی پور کے نزدیک اس سے پہلے بھی یہ سکیم کام کر رہی ہے تو میری یہ درخواست ہو گی کہ اس طرح کے مزید turbine لگائے جائیں تاکہ بجلی بہتر طریقے سے پیدا کی جا سکے۔ میں گندم کے سلسلے میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ گندم اور چاول کی کم از کم قیمت خرید بین الاقوامی قیمتوں کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہم اپنے کسانوں سے 625 روپے میں گندم خرید لیتے ہیں اور جب ہم باہر سے گندم منگواتے ہیں تو 1400 روپے فی من کے حساب سے منگواتے ہیں تو یہ سراسر زیادتی ہے اس لئے قیمتوں کا تعین کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کروں گی کہ میں وزیر خزانہ کو ایک دفعہ پھر مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے بیرونی قرضوں پر انحصار کم کرنے کی کوشش کی ہے، گزشتہ سال کے مقابلے میں بیرونی قرضوں کے حجم میں 23۔ارب کی کمی کی گئی ہے تاکہ ترقیاتی کاموں میں زیادہ سے زیادہ فنڈ دیا جائے۔ غریب اور مفلس طبقے کو بنیادی خورد و نوش کی کم قیمت پر فراوانی مفت علاج معالجے کی سہولتوں کے لئے حکومت پنجاب 13۔ارب روپے سے زیادہ کی سبسڈی دے گی۔ غریب لوگوں کو سامان خورد و نوش کی فراہمی کے لئے براہ راست نقد رقوم کی فراہمی کا پروگرام بھی شامل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے اب آپ یہاں پر اپنی بات ختم ہی کر دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں یہاں پر معاشرے میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے گزارش کروں گی کہ آپ نے جو Price Control Committee بنائی ہے اس میں ایسے لوگوں کو شامل کیا جائے جو واقعی چیزوں کی قیمتوں کو check کریں۔ ہوتا یہ ہے کہ Price Control Committees جو check کرنے کے لئے جاتی ہیں وہ ایک جگہ پر بیٹھتی ہیں وہاں پر کھاتی پیتی ہیں اور واپس آ جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس میں شامل کیا جائے جو واقعی انہیں check کر کے بتائیں کہ چیزیں کس طریقے سے بِک رہی ہیں۔

جناب سپیکر! حکومت کا سب سے اچھا قدم ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن وغیرہ کے قرضے جو بیواؤں کے ذمے واجب الادا تھے وہ معاف کر دینا میرے خیال میں یہ ویسے بھی ایک نیک کام ہے اور غریب عوام کی طرف سے حکومت کے لئے دعائیں بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں صرف اپنے ضلع کے لئے صحت کے حوالے سے بات کروں گی۔ میرے ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ شیخوپورہ ہسپتال ہے۔ وہاں پر اتنی بری حالت ہے کہ wash rooms کے اندر پانی کی ٹونٹیاں تک نہیں ہیں۔ باقی بیماریوں کا علاج تو دور کی بات ہے وہاں صفائی کا یہ حال ہے۔ حکومت سے میری یہ گزارش ہو گی کہ شیخوپورہ میں بھی کڈنی سنٹر، dialyses centre, اور burn centre بنائے جائیں تاکہ لوگوں کو لاہور نہ آنا پڑے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میں نے اپنے ضلع کے crime کے بارے میں بات کی تھی اور آج پھر مجھے وہ کہنا پڑا۔ میں نے آج سے صرف 3 دن پہلے آپ کو بتایا تھا کہ میرے ضلع میں crime کس طرح اپنے عروج تک پہنچا ہوا ہے تو جب میں گھر گئی تو مجھے میرے گاؤں سے پھر ٹیلی فون آیا کہ ایک 10 سالہ بچے کو اغوا کیا گیا ہے جس کا تاوان انہوں نے 10 لاکھ روپیہ مانگا ہے تو اس کے ماں باپ نے یہ کہا کہ ہم اتنے غریب ہیں کہ 10 لاکھ روپیہ نہیں دے سکتے تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ بچے کو مار کر جہاں نعش رکھنی ہے وہ جگہ ہمیں بتا دیں۔ یہ دکھ کی بات ہے کہ میں اس floor پر بولتی رہی، چیختی رہی، میں کہتی ہوں کہ نہ پہلے کبھی کسی پر اثر ہوا تھا اور نہ ہی آج کسی کے اوپر اثر ہو گا۔ میں آخر میں اس دعا کے ساتھ ختم کروں گی کہ:

دعا کرو سررشتِ بہار زندہ رہے
گلوں کی بات چمن کا نکھار زندہ رہے
ہزار بار میں پیوندِ خاک ہو جاؤں
میرا وطن میرے پروردگار سلامت رہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! پریس گیلری کی طرف سے مجھے ایک چٹ موصول ہوئی ہے اور اس پر انہوں نے لکھا ہے اور میں آتے ہوئے بھی دیکھ کر آئی ہوں کہ روزنامہ "الجریدہ" کے درجنوں ملازمین اس وقت اسمبلی کے باہر اپنے واجبات کے لئے مظاہرہ کر رہے ہیں اور انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام ایک لیٹر بھی بھجوایا ہے جس پر ان سب کے sign موجود ہیں۔ ان کی دادرسی ہونی چاہیے۔ ان کے مطابق بانڈے صاحب کی وفات کے بعد بغیر تنخواہ کے ان سے کام لیا جاتا رہا ہے اور اب جب انہوں نے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا ہے تو ان میں سے سب کو باری باری نکال دینے کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اس وقت موجود نہیں ہیں لیکن ان کے بارے

میں یہ لیٹر ہے جو میں آپ کو دینا چاہتی ہوں۔ "الجریدہ" کے ملازمین جو باہر مظاہرہ کر رہے ہیں میری گزارش ہو گی کہ ہم میں سے کچھ لوگوں کو وہاں جانا چاہیے، ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا چاہیے۔ وہ professional لوگ ہیں انہوں نے کام کیا ہے اور کام کرنے والے لوگوں کو ان کی اجرت سے محروم کرنا اخلاقی اور قانونی طور پر بھی غلط ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس بات کا نوٹس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس حوالے سے لیٹر مجھے بھی آیا تھا اور میں نے منسٹر ملک ندیم کامران صاحب کو مذاکرات کرنے کے لئے بھیجا ہے چونکہ آپ کو بھی انہوں نے address کیا ہے تو آپ بھی kindly ساتھ ہی چلی جائیں اور معاملات کو دیکھ کر ہاؤس کو آگاہ کریں۔ اب وارث کلو صاحب بجٹ پر بحث کریں گے۔

جناب محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مہربانی کی اور بجٹ 09-2008 کا جائزہ لینے کے لئے مجھے فرمایا۔ اس بجٹ میں 389۔ارب کی آمدنی ہے اور یہ فاضل بجٹ ہے کیونکہ اس پر اخراجات کم ہیں۔ اس میں بہت اچھی اچھی باتیں ہیں۔ 160۔ارب کا ترقیاتی بجٹ ہے، غریبوں کے لئے 117۔ارب رکھے گئے، گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے، dialysis کے بارے میں میاں صاحب کا جو پہلا پروگرام تھا بہت اچھا ہے کہ انہوں نے شروع کیا ہے۔ بیوگان کے قرضوں کے لئے انہوں نے معافی کا اعلان فرمایا ہے۔ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پٹہ پر دینے کے لئے کہا ہے۔ میں اس میں دیکھ رہا تھا کہ تعلیم کے لئے 110۔ارب روپے مختص ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ لسٹ میں سب کے نام ہیں اس طرح سے نہ تو تقریر کرنے والے صاحب کی طرف میری concentration ہو رہی ہے جن جن کے نام ہیں ان سب کو موقع دیا جائے گا۔ 5 منٹ کی limitation اسی لئے رکھی گئی ہے۔ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں اگر کوئی مسئلہ ہے تو اپنا نام سیکرٹری صاحب کو لکھوادیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اس طرح صحت کے لئے بھی 30۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ 110۔ارب روپے تعلیم کے لئے ہیں۔ اس میں دو چیزیں میں دیکھ رہا تھا۔ ایک تو میری بہن نے بھی فرمایا، ایک ارب روپیہ جو شہر کی ٹرانسپورٹ کے لئے رکھا گیا ہے۔ یہ ذہن تسلیم نہیں کرتا کیونکہ یہ اتنا منافع بخش کام ہے کہ ٹرانسپورٹر خود بخود ہی چلے آئیں گے اور آپ competition کرائیں گے تو

یہ آ جائیں گے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو عرض کروں گا کہ یہ ایک ارب جو ٹرانسپورٹر کی جیب میں جانا ہے تو اس کو second thought میں کوئی زیبا نہیں لگتا۔ وہ کہتے ہیں کہ انصاف ہوتا ہوا نظر آنا چاہیے اور ناانصافی آپ غریب کے ساتھ کرتے ہیں یا امیر کے ساتھ کرتے ہیں، وہ ناانصافی ہوتی ہے۔ لگژری ٹیکس لگایا گیا ہے اس کو اور زیادہ کر دیں لیکن وہ retrospective effect نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ apparently پبلک میں یہ ہو رہا ہے کہ آپ آج جو بجٹ دے رہے ہیں، 2005 سے آپ ٹیکس وصول کر رہے ہیں اور اس کے repercussions پتا نہیں کیا کیا ہوں گے اور وصولی کرنے والے محکمے کیا کریں گے؟ اب یہ ساری چیزیں فرداً فرداً discuss ہو چکی ہیں لیکن چونکہ آج ہاؤس میں time short ہے۔ میں ایک بات کروں گا کہ انسانی تہذیبی ارتقاء پر اگر ہم نظر ڈالیں تو سب سے پہلے انسان نے جو سیکھا ہے کیونکہ انسان کے لئے سب سے اہم اس کا پیٹ ہے اور پیٹ کو پالنے کے لئے سب سے پہلا کام جو انسان نے سیکھا ہے اور اسی کا ارتقاء ہوا ہے اور وہ ہے زراعت۔ زراعت کے ذریعے ہی اس نے اپنی معیشت بنائی ہے۔ اگر آج ہم لوگ اپنی پنجاب کی معیشت پر نظر ڈالیں تو اتنی deplorable حالت ہے کہ 2005 کا آپ گیلپ سروے دیکھیں تو اس وقت 36 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے تھے تو اس میں ہمارے لئے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ جو صوبہ سب سے زیادہ fertile ہے، جس صوبے میں سب سے زیادہ اچھا نظام آبپاشی تھا جس کی زمینیں سونا دینے والی تھیں تو اس کے break up میں بلوچستان 15 فیصد ہے، 25 فیصد سرحد والے ہیں اور 34/35 فیصد سندھ ہے اور پنجاب 57 فیصد غربت کی لکیر سے نیچے زندہ ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ساڑھے آٹھ سالہ دور آمریت میں یہ ہوا ہے کہ پنجاب کی معیشت کی حالت بد سے بدتر ہو گئی ہے۔ آج ہم سب نے مل کر ایک عہد کرنا ہے۔ آج ہم نے معیشت کو ٹھیک کرنا ہے۔ وہ کیسے ٹھیک ہوتی ہے، ہم نے آج یہ بات نہیں کرنی کہ ہم نے کون سے ہوٹلوں میں رہنا ہے۔ آج ہم نے جھونپڑیوں میں رہنا ہے۔ آج ہم نے عہد کر کے اٹھنا ہے کہ ہم نے لوگوں کو روٹی دینی ہے۔ پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ "پیٹ نہ پئیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں" آج ہمارے لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ آج افلاس اور مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑ دی ہے، زبوں حالی کا وہ حشر ہے کہ خودکشیاں اور خودسوزیاں ہو رہی ہیں اور ہم بات کریں کہ ہمیں اچھے five star hotel دیں۔

جناب سپیکر! آپ، سارا ہاؤس اور پوری قوم تسلیم کرے گی کہ کسی بھی قوم کی معیشت کا پہلا زینہ زراعت ہے۔ زراعت کے ساتھ یہاں کیا ہوا ہے؟ میں یہاں پر تھوڑی سی جھلکیاں پیش کروں

گا۔یہاں زراعت میں پچھلے دور میں ایک شعبہ زرعی انجینئرنگ ہوا کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو بلڈوزر اور ٹریکٹر فراہم کرتے تھے اس پر سبسڈی ملتی تھی، زمیندار اپنی زمینیں level کرتے تھے وہ سبسڈی ختم کر دی گئی۔ وہ بلڈوزر پڑے ہوئے ہیں اور ان کی مرمت کسی نے نہیں کروائی۔ یہاں پورے پنجاب میں دو مقصد حاصل کرنے کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے تھے۔ ابھی میرے بھائی باتیں کر رہے تھے کہ صرف میرے ہاں یہ ہو رہا ہے کہ lift irrigation ختم کی جا رہی ہے، اتنا ظلم ہوا ہے کہ پچھلے سیکرٹری آبپاشی کے آگے میں ہاتھ جوڑتا رہا ہوں کہ خدارا! اگر آپ کا زراعت سے تعلق نہیں ہے تو یہ محکمہ چھوڑ دیں لیکن عارف ندیم صاحب نے جتنے اقدامات کئے وہ سارے زراعت اور آبپاشی کے خلاف کئے ہیں۔ اس سے یہ ہوا کہ سارے کے سارے پنجاب کے لئے کابینہ کا فیصلہ ہوا کہ سارے ٹیوب ویل اکھاڑ لو، ساری lift irrigation اکھاڑ لو اور پنجاب کے سارے ٹیوب ویل ختم کر دیئے گئے، سارے connections کو disconnect کر دیا گیا۔ اس میں کیا فائدہ تھا؟ اس سے دو فائدے ہو رہے تھے ایک تو ٹیوب ویل سکارپ پانی کو suck کرتے تھے اور پانی زمیندار کو دیتے تھے جس سے زمیندار سستے داموں آپ کو گندم اور گنا فراہم کرتا تھا۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں پہلے پٹواری سسٹم تھا اس میں یہ ہوتا تھا کہ پٹواری ہر فصل کے حساب سے الگ الگ یعنی گنے کا اتنا rate اور گندم کا اتنا rate رکھتا تھا پھر آگے flat rate آبیانہ آ گیا۔ ادھر بیئرز لگ گئے، اس میں اتنا معاشی استحصال ہے کہ جتنا command area ہے اس کا زمیندار آبیانہ دینے پر مجبور ہے اور آپ کے لوگ جاتے ہیں اور جا کر زبردستی زمیندار اور کاشتکار سے آبیانہ وصول کرتے ہیں۔ یہ کہاں کا اصول ہے کہ پانی تو آپ نے دیا نہیں ہے، پانی آپ کے پاس ہے نہیں، ڈیم آپ بناتے نہیں، نہریں آپ کی خشک پڑی ہیں اور زمیندار سے آپ آبیانہ وصول کرتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں میں ایک اور بات کروں گا کہ زمیندار کاشتکار ایک ایسی مظلوم قوم ہے، ایک ایسا مظلوم انسان ہے کہ دنیا میں دیکھ لیں demand and supply کا فارمولہ apply ہوتا ہے۔ آپ جہاں بھی جاتے ہیں رسد اور طلب کی بات ہوتی ہے تو یہ کون سا قانون ہے کہ آپ کے اہلکار ہر زمیندار کی ہر پیداوار کی قیمت یہاں گورنمنٹ میں بیٹھ کر fix کرتے ہیں کہ ہم نے 400 روپے یا 600 روپے فی من گندم لینی ہے؟ میں یہاں پر خوشامد کرنے کے لئے نہیں آیا۔ میں وزیر خزانہ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میرے ضلع خوشاب کا سارا علاقہ بارانی ہے،

تھل ایریا ہے، پہاڑ ہیں، ہمارے ہاں تو اپنے لئے گندم پوری نہیں ہوتی اور آپ نے ایک ایس۔پی کو اور ڈی۔سی۔او کو کہا کہ 60ہزار بوری لا کر ہمیں دو۔ زمیندار اپنی فصل پر کھڑا ہے۔ اسے اپنے لئے ضرورت ہے۔ آپ کا تھانیدار پہنچ گیا، آپ کا ڈی۔ڈی۔او(آر) پہنچ گیا اور زمیندار سے گندم لے لی۔ آپ ان سے 600روپے میں لیتے ہیں اور باہر سے آپ 1400روپے میں لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ گنے کی قیمت مقرر کر دیتے ہیں۔ جب گنے کی قیمت مقرر کر دیتے ہیں اور دفعہ 144 لگا دیتے ہیں کہ تم نے بیلنے نہیں لگانے۔ ہمارے تو بیلنے ہوتے تھے، ہم شکر دیتے تھے، ہم گڑ دیتے تھے۔ آپ نے دفعہ 144 لگا کر مارشل لاء ادوار میں زمیندار کی کمر توڑ دی۔ میرے بھائیوں نے پہلے بتایا ہے کہ گنے کا حشر کیا ہوا ہے؟ اس سال گنے کا زمیندار اتنا لٹ گیا ہے کہ اب اس کی economy تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ سڑکوں پر گنا جلتا رہا ہے۔ یہ کتنا ظلم ہے کہ اگر آپ نے قیمت مقرر کی ہے تو پھر حکومت اس سے پورا گنا کیوں نہیں لیتی؟ حکومت اس سے پورا گنا وصول کرے۔ آپ جتنا گنا لے رہے ہوتے ہیں وہ سارا صنعتکار کو دیتے ہیں۔ وہ ادھر مافیا بن گئے ہیں۔ وہ حکومت کو blackmail کرتے ہیں۔ ادھر شوگر مل ایسوسی ایشن ہے اور سارے طاقتور لوگ اس میں بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر زمیندار کدھر جائے۔ زمیندار کا یہ حشر ہو رہا ہے۔ میں guarantee کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ 17۔ارب روپے کی سبسڈی دے دیں، آپ ان غریبوں کو سبسڈی دے دیں لیکن جب تک آپ زمیندار کاشتکار کو خوشحال نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کے پورے ملک کی، آپ کے پورے صوبے کی معیشت develop نہیں ہو سکتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک مثال دیتا ہوں کہ میرے علاقے میں کچے گھروندے اور کچے کوٹھے ہیں۔ وہاں کچے کوٹھے والا آدمی جسے نسل در نسل میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے پاس سائیکل نہیں ہے لیکن اس کی خواہش ہے کہ میرا بیٹا سائیکل پر جائے لیکن چونکہ وہ روٹی پوری نہیں کر سکتے تو سائیکل کہاں سے لیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ ترقیاتی بجٹ بہت اچھا ہے۔ آپ سڑکیں بنائیں، آپ انڈر پاس بنائیں اور سارا کچھ بنائیں اور ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلائیں لیکن خدارا! غریب کو روٹی تو دیں۔ جب تک آپ انھیں روٹی نہیں دیتے تو اس وقت تک آپ کی معیشت اسی طرح رہے گی، آپ کا امن وامان ٹھیک ہو گا اور نہ کوئی اور کام ٹھیک ہو گا۔

جناب سپیکر! پچھلے دور میں تعلیم کا کیا حال ہوا کہ انگریز دور میں ظاہر ہے کہ ہم غلام تھے اور وہ حاکم تھے۔ انھوں نے یہاں پر اچھے اچھے کالج ڈویژنل سطح پر بنائے۔ انہوں نے ڈی ماؤنٹ

مورنسی کالج سرگودھا، ایمرسن کالج ملتان، مرے کالج سیالکوٹ اور گورنمنٹ کالج لاہور بنائے۔ پچھلے دور میں جاوید اشرف قاضی (چالیس سپارے والے) نے ان سارے کالجوں کو ایک سازش کے تحت خود مختار کر دیا اور جو خود مختار نہیں ہوئے ان کالجوں کو slaughter کر کے وہاں یونیورسٹیاں بنا دیں۔ یونیورسٹیاں تو الگ بھی بن سکتی تھیں۔ آپ ضرور یونیورسٹیاں بنائیں یہ اچھی بات ہے لیکن اب کیا ہوا کہ غریب کے بچوں سے، 90 فیصد لوگوں سے quality education کا حق چھین لیا گیا اس لئے میری استدعا ہے کہ جو تعلیمی ادارے خود مختار کئے گئے ہیں ان کو گورنمنٹ اپنی تحویل میں لے اور غریبوں کو وہاں سے quality education دے۔ آپ جگہ جگہ پر scattered نہیں کر سکیں گے۔ یہ جو سارا فراڈ ہوا ہے آپ اس فراڈ کو ختم کریں۔

جناب سپیکر! یہی حالت صحت کی ہے کہ لوگ ہمارے ہاں سے کہتے ہیں کہ ہم میو ہسپتال میں علاج کرانے جا رہے ہیں، ہم لاہور جا رہے ہیں وہ یہاں آتے ہیں۔ آپ نے یہاں سارے ہسپتال autonomous کر دیئے ہیں، خود مختار کر دیئے ہیں۔ اب وہاں سے ہمارے غریب آدمی ادھر سے اٹھ کر یہاں آ جاتے ہیں، پہلے مفت علاج ہوتا تھا۔ اب تعلیم کے لئے کون غریب آدمی 4 ہزار روپے فیس آپ کے autonomous ادارے کو دے گا۔ غریب آدمی تو نہیں دے سکتا۔ اسی طریقے سے health میں یہی حشر ہوا ہے کہ سارے ہسپتال autonomous ہو گئے ہیں غریب گاؤں سے تین سو میل کا سفر کر کے آتے ہیں اور یہاں آ کر آپ غریب کو کہتے ہیں کہ پیسے لائیں۔ یہ ہسپتال مفت میں کچھ نہیں دیتا۔

خدارا! آپ سارے ہسپتالوں کو نہ دیں۔ یہ جو پہلے ہسپتال غریبوں کا مفت اور اچھا علاج کرتے تھے وہ تو پہلے کر لیں۔ بات لاقانونیت کی اور تھانہ کلچر کی ہوتی ہے تو معاشی اور معاشرتی انصاف دونوں آپ کے معاشرے کے لئے ضروری ہیں اور اس کا بھی تعلق آپ کی معیشت سے ہے۔ اس ملک میں بالکل ارتکاز دولت ہو گیا ہے، دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ہو گئی ہے۔ آپ جب per capita income نکالتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہماری اتنی income ہو گئی ہے اور بہت اچھی ہو گئی ہے۔ یہ سارے jugglery figures آپ کے Economist دیتے ہیں اس میں وہ کہتے ہیں کہ ہماری تو per capita income یہ ہے لیکن وہ کیسے ہوتا ہے کہ دو فیصد کے پاس اربوں روپے ہیں اور 98 فیصد لوگ بھوکے مر رہے ہیں؟ اب جب آپ اس حساب سے تناسب نکالیں گے تو per capita income تو پوری ہو گئی۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک اس ملک میں انصاف نہیں آئے گا، جب تک اس

ملک میں معاشی اور معاشرتی انصاف نہیں ہوگا تو کئی لوگ یہاں کہتے ہیں کہ انصاف کی کیا ضرورت ہے؟ روٹی کپڑا چاہیے تو میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک اس معاشرے میں معاشی اور معاشرتی انصاف نہیں ہوگا اس وقت تک روٹی، کپڑا اور مکان بھی نہیں ملے گا۔ یہ بھی تب ہی ملے گا جب آپ معاشرتی اور معاشی انصاف دیں گے، یہ ارتکاز دولت کو روکیں گے، غیر مساویانہ تقسیم کو روکیں گے۔ یہاں ایک سپیکر بات کر رہے تھے کہ دنیا میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سب سے اچھا نظام جمہوریت کا نظام ہے۔ آج میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں سب سے اچھا نظام زندگی اسلام کا نظام ہے اور اسلام کے برابر کوئی نظام نہیں ہے۔ یہ جمہوریت اسلام سے چرایا گیا ایک چربہ ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جمہوریت تو صحیح طور پر ہو۔ ہمارے ہاں تو شبِ خون ہوتا رہا ہے اور چالیس سال مارشل لاء کا دور ہی رہا ہے۔ جرنیلوں نے، بیوروکریسی نے اور سب نے مل کر اس ملک کو لوٹا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 60 سال کے بعد آج پہلی دفعہ قوم نے اس coalition کے ساتھ امیدیں وابستہ کی ہیں۔ قوم جو کہ دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کا ووٹر نظریاتی طور پر ان میں بُعد المشرقین ہے لیکن چونکہ دونوں جمہوری ذہن کے لوگ ہیں اور دونوں کی یہ خواہش ہے کہ یہ اتحاد چلتے رہنا چاہیے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ مل بیٹھ کر چلیں۔ میں اس coalition کو یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قوم تمہیں معاف نہیں کرے گی کیونکہ اس ملک کو آج تک Establishment نے divide and rule کے ذریعے تمام سیاستدانوں اور عوام کو distribute کیا ہے اور اس کے بعد انگریز والی چال چلتے ہیں۔

میری استدعا ہے کہ یہ coalition مل بیٹھ کر کام کرے کیونکہ جب تک یہ مل کر کام نہیں کریں گے تب تک عوام کو فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ Establishment گھات لگائے بیٹھی ہے اور 60 سال کے بعد Establishment versus Politicians ایک جنگ شروع ہوئی ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب سیاستدان اکٹھے ہو گئے ہیں تو یہ ساری Establishment اپنی اپنی جگہ پر چلی گئی ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ لوگ اکٹھے رہیں۔ میں آخر میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ پچھلے ساڑھے آٹھ سالہ دور میں شوکت عزیز، جہانگیر ترین، زبیر سومرو، یہ ظفر کمال، یہ ملٹی نیشنل، یہ اتصالات۔ خدارا! سوچیں ٹھیک ہے کہ یہ مرکز کا مسئلہ ہے لیکن لٹ تو ہم رہے ہیں۔ ملٹی نیشنل اور یہ جو بیرونی بھیڑیے ہیں ان کو ذرا دیکھیں تو یہ حشرات الارض کی طرح بھاگ رہے ہیں۔ بنکوں کو دیکھیں تو یہ حشرات الارض اور mushroom کی طرح اُگ آئے ہیں۔ foreign

banks نے آپ کے چھوٹے چھوٹے بنکوں کو eat up کر لیا ہے جیسے بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی ہے۔ اب ملٹی نیشنل کمپنیوں نے یہاں آ کر آپ کی ہوا لے لی، پچھلی حکومت کہتی تھی کہ سرمایہ کاری آ رہی ہے۔ اس سرمایہ کاری سے آپ خوش ہیں کہ موبائل کے ذریعے سناؤ اور سنتے ہی جاؤ۔ انہوں نے یہ کلچر دیا ہے کہ اس میں گانے آ رہے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ کون سی کمپنی ہے، Warid ہے، Telenor ہے اور فلاں ہے۔ آپ نے اپنی اتصالات ہی بیچ دیں، حبیب بنک 22۔ارب میں بیچ دیا۔ یونائیٹڈ بنک مفت میں بیچ دیا۔ اب آپ ان کا منافع دیکھیں اور اوپر سے مرکز میں جو enactment ہوئی ہے۔ آپ Banking Ordinance, 2001 دیکھیں اس میں جو اتنا ظلم ہے وہ لوگوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ جب آپ وہ Ordinance پڑھیں گے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک East India Company آئی تھی، آج ہم نے کتابوں میں پڑھ لیا اور ہم سارے کہتے ہیں کہ East India Company نے ہمیں لوٹ لیا اور تباہ و برباد کر دیا لیکن ہم ہوش ہی نہیں لے رہے۔ پچھلے ادوار نے تو یہ کر دیا اب میری اتحادی گورنمنٹ سے یہ استدعا ہے کہ خدارا! ان لوگوں پر ایک دفعہ enactment کریں دوبارہ توجہ دیں۔ یہ جو ساری دنیا کے بنک ادھر بھاگم بھاگ آئے ہیں، کیا آپ کو پتا ہے کہ وہ کتنا کتنا profit لے کر جا رہے ہیں، آپ کا سارا پیسا سمیٹ کر دنیا میں باہر لے جا رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ dollar اور pound کا کیا حشر ہے اگر یہی حال رہا تو میرے منہ میں خاک یہ ڈالر 100 روپے اور پاؤنڈ 200 روپے تک پہنچے گا۔ پھر آپ 17,17۔ارب روپے کی subsidy دے کر عوام کو خوش نہیں کر سکتے۔ میں یہاں خوشامد نہیں کر سکتا اور نہ میں کروں گا۔ عوام نے اس coalition partners کے ساتھ بہت سی توقعات بالخصوص میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہیں۔ بیوروکریسی کا بجٹ یہاں نہیں چلے گا، وہ ان چیزوں کو نہیں جانتی۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ coalition partners کو crease سے باہر نکل کر ہٹیں لگانی پڑیں گی اور جب یہ sixer لگائیں گے تب جا کر آپ کی economy ٹھیک ہو گی۔ جب تک آپ ملک کی economy ٹھیک نہیں کریں گے بے شک جتنی مرضی subsidy دے دیں یہ ساری چیزیں lollypop ہیں۔ اوپر سے کرپشن کی یہ حالت ہے کہ سارے ادارے اس آٹھ سالہ دور میں تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ بجٹ آتا ہے تو اس کے بعد یہ رابطے کرنے شروع کر دیتے ہیں جس طرح جب سال میں قربانی آتی ہے تو قصائی چھریاں لے کر چلے جاتے ہیں کہ اب ذبح کر رہے ہیں اور گوشت لے کر گھر جانا ہے اسی طرح یہ ادارے آپس میں distribute کرتے ہیں۔ اس بجٹ میں عوام کے

لئے کیا بچتا ہے کیونکہ یہ سارے ادارے تیار بیٹھے ہوتے ہیں اور انہوں نے اپنی اپنی provisioning کی ہوئی ہے۔ کسی کا کوئی قرضہ ہوتا ہے تو C&W میں بیٹھا ہوا بندہ کہتا ہے کہ بجٹ کے بعد سکیمیں آئیں گی انشاء اللہ آپ کو pay کر دیں گے۔ میری استدعا ہے کہ بجٹ کی re-organization ہونی چاہیے، ruthless re-organization ہونی چاہیے، ruthless re-structuring ہونی چاہیے اور میں اپنے بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ خدا کی قسم! کچھ نہیں بچے گا۔ آج ہم یہاں پنجاب میں بیٹھے ہوئے خوش ہیں کہ ہم آرام سے بیٹھے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے۔ ایک دو واقعے ہوئے ہیں کہ ایک خود کش حملہ آور F.I.A بلڈنگ میں آیا تو پورا لاہور اپنے گھروں میں ڈر کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ دن دور نہیں جب ہمارے ہاں بھی سرحد، بلوچستان اور سندھ بن جائے گا۔ مرکز میں بھی ہماری اتحادی گورنمنٹ ہے یہاں پر بھی ہماری حکومت ہے تو خدارا! ہمیں extraordinary اقدامات اٹھانے پڑیں گے اور میری آخر میں استدعا ہے کہ ہم نے status conscious نہیں ہونا، آج سے یہ عہد کریں کہ۔

دور میں ہم قرض کی پیتے تھے مے اور کہتے تھے
کہ ہاں رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

بندے بندے کے پاس موبائل ہے، بندے بندے کے پاس موٹر سائیکل اور کاریں ہیں لیکن یہ ساری قرض کی ہیں۔ consumer banking پر توجہ دیں۔ وہ فراڈ ہے آپ کے گھروں سے اور تجوریوں سے پیسے لے کر نکل رہے ہیں۔ یہ سارے multinational آپ کا پیسا چھین کر باہر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آخر میں استدعا ہے کہ جناب آصف علی زرداری، سید یوسف رضا گیلانی، میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف آج سے عہد کریں کہ ہم نے سادگی کے ساتھ رہنا ہے، وہ آج سے سادگی شروع کریں اور ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم سادہ طریقے سے زندگی گزاریں گے۔ ہم عام ہوٹلوں میں رہیں گے، ہم فائیو سٹار نہیں مانگتے، ہم گلیوں میں غریبوں کے ساتھ رہیں گے لیکن سادگی اپنائیں گے۔ آج ہم نے عہد کرنا ہے کہ ساڑھے آٹھ سال کے بعد ایک نیا دور طلوع ہوا ہے۔ اس دور سے لوگوں کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں، اگر ہم آج بھی بیوروکریسی کی dictation لیتے رہیں گے، بیوروکریسی کے کہنے پر چلیں گے، بیوروکریسی کی figures پر چلیں

گے تو یہ پاکستان ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جو بیوروکریسی کا set up ہے یہ اس انگریز کا set up ہے جس نے کسی اور نظریے سے اور کسی اور نظر سے چلایا تھا۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں گا کہ میں نہ تو بجلی مانگتا ہوں کیونکہ ادھر بجلی تو ہے، نہ میں سڑکیں مانگتا ہوں۔ خدارا! ادھر تعلیم تو دے دیں، ہمارے ہاں کوئی تعلیم نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ new opening نہیں ہو سکتی یہ ضلع کا subject ہے۔ پتا نہیں ہمارے حصہ میں کوئی اپ گریڈیشن آئے گی یا نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ مون سون آتی ہے تو ہماری تین تحصیلیں، نورپور تھل، منکیرہ اور چوبارہ ہیں۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ ہم تو اپنا ضلع بنا رہے ہیں کیونکہ مون سون جب آتی ہے تو وہ یا تو جنوب سے گزر جاتی ہے یا ساؤتھ سے گزر جاتی ہے۔ ہمارے ہاں بارش نہیں ہوتی۔ اسی طریقے سے جب ساؤتھ کی باری آتی ہے تو ساؤتھ کو فنڈز چلے جاتے ہیں۔ ساؤتھ میں ہمیں کچھ نہیں ملتا، جب وسطی پنجاب کی بات ہوتی ہے تو وسطی پنجاب والے سارے کہتے ہیں کہ انڈر پاس بن رہا ہے، یہ رِنگ روڈ بن رہی ہے۔ 60۔ارب کی کوئی چیز ہوتی ہے تو 45۔ارب روپے رِنگ روڈ پر لگ جاتا ہے، 45۔ارب سیالکوٹ موٹروے پر لگ جاتا ہے اور ہم ادھر ایک ایک سکول کے لئے ترس رہے ہیں۔ بچیوں کا سکول نہیں ہے، بچوں کے سکول نہیں ہیں، upgradation نہیں ہے۔ اگر ہو سکے تو ٹھیک ہے ورنہ زندہ تو رہنا ہے ہر حال میں رہیں گے۔ آخر میں ایک شعر سنا دیتا ہوں۔

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

وزیر خوراک، صحت و مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک، صحت و مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ نے ابھی میری ڈیوٹی لگائی تھی کہ "الجریدہ" کے کوئی صاحبان باہر protest کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں گیا ہوں۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے ان سے مذاکرات کئے ہیں اور پریس گیلری میں ان کے جو انچارج ہیں ان سے بھی میری ابھی بات ہوئی ہے تو انہوں نے ایک نکتے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ "الجریدہ" کے کوئی مالک ہیں اور ہمارے ایم۔پی۔اے میاں نصیر صاحب جو کہ کینٹ سے تعلق رکھتے ہیں ان کی کوئی involvement جو یہ بتا رہے ہیں ان کے کہنے پر میری میاں نصیر

صاحب سے فون پر بات ہوئی اور میں نے ان سے کہا کہ ان کو چھ ماہ کی تنخواہ نہیں ملی اس وجہ سے وہ تھوڑے disturb ہیں اور وہ مال روڈ پر اسمبلی کے سامنے protest کر رہے ہیں تو آپ مہربانی فرما کر اس کی کوئی وضاحت کریں تاکہ میں نے ہاؤس میں جا کر بتانا ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے مجھے بتایا کہ میرا personal اس اخبار کے ساتھ تعلق نہیں ہے البتہ ان کے ایک عزیز ہیں جن کا نام شبیر صاحب ہے ان کا تعلق ہے اور ظہیر شہزاد صاحب جو یہاں پریس گیلری کے انچارج ہیں انہوں نے دو دفعہ ان سے مذاکرات بھی کئے اور انہوں نے یقین دہانی کروائی تھی کہ ہم بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکالیں گے لیکن ابھی تک چونکہ کوئی حل نہیں نکلا تھا اس لئے آج وہ protest کر رہے تھے۔ابھی جو ہماری ان سے بات طے ہوئی ہے وہ یہ ہوئی ہے کہ نصیر صاحب نے کہا ہے کہ میں کل دوپہر کو دو بجے جناب سپیکر کے چیمبر میں آؤں گا اور اسی طرح پریس گیلری کے انچارج بھی وہاں پر موجود ہوں گے اور اس کے علاوہ الجریدہ اخبار کا ایک نمائندہ بھی وہاں موجود ہوگا تو آپ کی سربراہی میں، آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر کل یہ بات کریں گے اور اس میں جو بھی معاملات ہوں گے وہ آپ resolve کروا دیں۔ میں اس کے بعد جو جلوس تھا ان کے پاس گیا تھا ان کو میں نے بتا دیا ہے، ظہیر صاحب بھی میرے ساتھ گئے تھے ان کو بتایا کہ ہمارا معاملہ طے ہو گیا ہے اور آپ لوگ کل دوپہر دو بجے تک اپنے سارے معاملات کو pending کر لیں۔وہ جلوس بھی ختم ہو گیا ہے اور یہ بات بھی طے ہو گئی ہے کہ کل دو بجے آپ انشاء اللہ اس کو دیکھیں گے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔آپ نے جو نام لئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ خود بھی آئیں۔چونکہ آپ نے مذاکرات کئے ہیں اور محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ بھی کل چیمبر میں آ جائیں تو بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔اب محترمہ نازیہ راحیل صاحبہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی سیالکوٹ میں 45۔ارب روپے کی موٹروے سکیم کے بارے میں بات کی ہے۔میں یہ بات clear کرنا چاہتی ہوں کہ سیالکوٹ پورے پاکستان میں سب سے زیادہ ٹیکس pay کرتا ہے اور اس ملک کو بہت زیادہ زرمبادلہ ملتا ہے۔ سیالکوٹ میں جو ایئرپورٹ تعمیر ہوا ہے وہ بھی ان کے اپنے self finance کے تحت ہوا ہے اور

مجھے امید ہے کہ آئندہ ان باتوں کا خیال کیا جائے کیونکہ اس وقت پاکستان میں اگر کوئی انڈسٹریز چل رہی ہیں تو وہ صرف سیالکوٹ کی وجہ سے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! ضلع سیالکوٹ کی طرف جو موٹروے جانی تھی اس سے ہمارے ضلع کو فائدہ نہیں پہنچا۔ اب انہوں نے جو روٹ تبدیل کیا ہے یہ گجرات کی طرف لے گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہاں ہم نے انٹرنیشنل ایئرپورٹ بنایا ہے، ہم موٹروے بھی بنا لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

MRS. NAZIA RAHEEL: بسم اللہ الرحمن الرحیم Thank you honourable Speaker for allowing me time here to appreciate the efforts of Finance Minister, Tanveer Ashraf Kaira. It is really a balanced and praiseworthy budget and I really appreciate it. It is really being praised by all the spheres of community. But here are some of the suggestions which I would really like to share with the Minister and all the Members of the House. Coming to the budget , we can see here that a very good piece of news specially for those farmers who own less than 4 acres of land which is written and mentioned in the Government plan not less than 12.5 acres would be given on lease to such farmers. Indeed, it is very bold step but here I would like to add,

کہ اگر ایسے farmers کے لئے جو بڑے شہروں کے نزدیک ہیں ان کو سرکاری زمین دی جائے۔ وہ ایسے farmers کو الاٹ کی جائے تو اس سے middle man یا agents کا رول کافی حد تک curtail ہو جائے گا۔ ان سے cheep rates پر جیسے یہ لوگ خرید لیتے ہیں اور بڑے

شہروں میں high rates پر بیچ دیتے ہیں۔اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ farmers کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ملے گا اگر ان کو main cities میں زمین الاٹ کی جائے۔

And other positive approach in the budget is performance based incentive scheme for the teachers. I feel it's a very bright idea for improving the performance of the teachers. I feel that it is need of hour,

اس کے ساتھ ساتھ اگر ٹیچرز کو regular refresher courses بھی کروائے جائیں تاکہ ان کی performance مزید improve ہو اور جس طرح میرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ جو بہت ہی deprived اور backward area ہے اس دیہاتی علاقے میں زیادہ تر یہ ہے کہ وہاں پر حاضری میں punctuality نہیں ہے وہ بہت کم ہے and so is the devotion towards teaching اس لئے میری گزارش ہو گی کہ:

Teachers belonging specially to rural and backward areas really need to be trained on new pattern of teaching.

اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ٹیچرز کو special regular refersher courses کروائے جائیں۔

As mentioned in the budget that free and air-conditioned bus service would start for the students who are resident of the main districts. It is a very commendable step but I feel that if this free bus service could be extended to the financially low and deprived areas as well so that students thereof can also avail benefits of this service. Similarly, here it is suggested in the budget that at least 350 MW of electricity plan is there to be produced in the Punjab.

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! اخبار میں ہے کہ پی پی۔10 سے میاں محمد شہباز شریف کا Notification ہو گیا ہے۔

And according to the Constitution of Pakistan, Article 223...if you will allow me, I would like to read this, sub clause (4) Subject to clause (2), if a member of either House or of a Provincial Assembly becomes a candidate of a second seat which, in accordance with clause (1), he may not hold concurrently with his first seat, then his first seat shall become vacant as soon as he is elected to the second seat.

جناب سپیکر! میں اس کے بارے میں آپ کی رولنگ چاہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات بڑی واضح ہے کہ انہوں نے ابھی اپنی دوسری سیٹ کا حلف نہیں لیا اور ہوتا یہ ہے کہ جب آپ elect ہوتے ہیں تو اس کے بعد you have to vacate one of your seats ابھی انہوں نے یہ فیصلہ نہیں کیا ہے تو اس کے بعد let him decide first.

SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI: Sir, I request you to go through your copy of Constitution of Pakistan and kindly read this clause in detail and I am here to seek your explanation and to understand this clause. Kindly give your ruling on this.

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بات صرف اتنی ہے کہ already ان کا Oath ہو چکا ہے اور حلف لینے کے بعد انہوں نے اپنی ذمہ داریاں بھی شروع کر دی ہوئی ہیں اور جب الیکشن کمیشن کی جانب سے notify ہو گا تو ساتھ ہی الیکشن کمیشن کے Rules کے مطابق وہ خود بخود de-notify کر دیں گے کیونکہ

Already he has been elected in this House and he is functioning here as well. Thank you.

SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI: According to this paper he has been notified from PP-10 for the second time.....

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔آپ تشریف رکھیں اور اس کے متعلق میں نے rules بھی بتا دیئے ہیں. that is very much clear بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

MRS. NAZIA RAHEEL: I think he should better have a seat and let me complete it, please. Have you seat to sit? Similarly, it is suggested in the budget that at least 350mw of electricity.

SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI: Sir, Article.....

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ جس relevant آرٹیکل کا حوالہ دے رہی ہیں تو That is bar against double membership اب یہ article-223 جو ہے جس کی آپ بات کر رہی ہیں اگر آپ اس کو پورا پڑھیں تو

(1) No person shall, at the same time, be a member of:-

- (a) Both Houses; or
- (b) A House and a Provincial Assembly; or
- (c) The Assemblies of two or more Provinces or
- (d) A House or a provincial Assembly in respect of more than one seat.

اس کے بعد

(2) Nothing in clause (1) shall prevent a person for being a candidate for two or more seats at the same time, whether in the same body or in different bodies, but if he is elected to more that one seat he shall, with in a period of 30 days after the declaration of the result for the last such seat, resign all but one of his seats, and he does not so resign, all the seats to which he has been elected, shall become vacant at the expiration of the said 30 days period.

اب آئین بڑا واضح ہے اور ابھی ان کا نوٹیفکیشن وہاں سے ہوگا then he has got 30 days to decide کہ انہوں نے کون سی سیٹ رکھنی ہے اور کون سی نہیں رکھنی ہے؟ جب یہ مسئلہ آئے گا اور جب یہ دن پورے ہوں گے تب یہ ہاؤس بھی دیکھے گا اور اس پر ساری کارروائی بھی کرے گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! یہاں پر آپ نے تھوڑا سا miss کر دیا ہے کہ اگر دونوں سیٹوں کا اکٹھا نوٹیفکیشن ہوا ہوتا اور

Within a period of 30 days, then he would have the choice to vacate one of those seats.

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ دونوں طریقے سے دیکھ لیں تو تب بھی 30 دن پورے نہیں ہوتے۔ اگر both angles دیکھیں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر بات ہو چکی ہے۔ آئین بڑا واضح ہے، قانون بڑے واضح ہیں اور اب آپ تشریف رکھیں اور ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

MRS. NAZIA RAHEEL: Similarly Sir it is suggested in the budget that at least 350mw of electricity is being planned that it could be produced to encounter with the energy crisis prevailing in our country. Here I would like to suggest that if we encourage the production of solar energy, it would, definitely, will help us in minimizing the energy crisis.

اور solar energy کے لئے جو equipment باہر سے منگوایا جائے تو اگر اس کو ٹیکس فری کر دیا جائے تو

I think it would definitely promote the use of solar energy and it will help us in eliminating and to overcome the energy crisis which are being faced by our country. Similarly, another suggestion is for upgradation of schools. I feel the amount which is fixed.

کیا گیا ہے it is a big less for example. کہ میرا حلقہ نیابت کمالیہ سٹی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آتا ہے جس کے بارے میں بتانا چاہوں گی کہ جو within my constituency and forty villages which are called chaks. تو وہاں پر یہ صورتحال ہے کہ after

partition پر ائمری سکول اب تک اپ گریڈ ہو کر مڈل تک نہیں گئے اور جو مڈل سکول ہیں وہ اب تک اپ گریڈ ہو کر ہائی level تک نہیں پہنچے تو. I think I feel اس کے لئے جو فنڈ مختص کیا گیا ہے یہ تھوڑا سا less ہے اس کے لئے تھوڑا زیادہ کیا جائے کیونکہ جب اپ گریڈیشن ہو گی تو ظاہر ہے کہ اساتذہ کی تعداد بھی زیادہ ہو گی، طلباء کی تعداد بھی زیادہ ہو گی اور آپ کو capacity building بھی زیادہ کرنا ہو گی تو I think, I feel اپ گریڈیشن کے لئے یہ جو amount it should be increased for that purpose اس کے علاوہ Micro Finance loaning scheme کے متعلق یہاں پر میں یہ تجویز دوں گی کہ اگر اس کو interest free کر دیا جائے اور اس کے return کے لئے ایسا fool proof سسٹم بنایا جائے تاکہ جو amount دی گئی ہے اس کا return بھی ہو اور یہی رقم آئندہ بھی ایسے needy یا deserving لوگ جنہیں چاہئے، ان میں circulate ہو سکے۔

And other is a very huge amount that has been suggested for welfare programmes in the prisons for the prisoners. No doubt, welfare programmes would be very beneficial.

جناب سپیکر! یہاں پر اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارے قیدیوں کی کیا حالت ہے کہ ایک سیل میں capacity اور space اگر دو بندوں کی ہے تو وہاں پر 10/10 اور 20/20 قیدیوں کو رکھا گیا ہے۔

Prisoners, of course, they are prisoners, they have committed sins, they have committed crimes but they are humans as well they should be treated like humans.

تو میں یہاں پر کہنا چاہوں گی کہ اصلاحی پروگرام کے ساتھ ساتھ ان کو environment جو دیا جا رہا ہے اور انہیں جو space دی جا رہی ہے، اس کا بھی پہلے خیال رکھا جائے کیونکہ جب آپ انہیں better environment دیں گے تو ان کی thinking بھی تب ہی positive ہو گی اور ان کی ذہنی اصلاح تب ہی بہتر ہو سکے گی جب آپ ان کو neat and clean environment دیں اور ان کو space دیں اور یہاں پر ایک تجویز یہ دوں گی کہ جیسے ڈاکٹرز بھی prisoners میں ہوں تو

I think there should be a post of psychiatrist as well.

کیونکہ قیدیوں کے لئے

I think it's very necessary that these should be a post of psychiatrist in all the prisons. It's my suggestion.

یہاں پر ایک چیز کا میں مزید ذکر کروں گی کہ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹس یا فلٹریشن پلانٹس ہیں تو I talk about on behalf of my district کہ وہاں پر

50 percent of the population is suffering from symptoms of hepatitis C. It's getting very common. It's fine time if we plan something for the deprived and financially low areas

کہ اس سے پہلے ہمیں مزید جانی نقصان ہو تو ہمیں چاہئے کہ ایسے اضلاع اور علاقوں میں فلٹریشن پلانٹس کے لئے بجٹ میں کوئی فنڈ مختص کیا جائے تاکہ اس چیز کو ہم جلد سے جلد eliminates کر سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پیر اشرف رسول!

پیر محمد اشرف رسول: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا شکر گزار ہوں اور کائرہ صاحب کی اس skill کا میں قائل ہو گیا ہوں کہ یہ گجرات میں رہتے ہوئے بھی اتنا اچھا بجٹ بنا سکتے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے ورنہ تو اس کے بارے میں ہمارا بڑا negative نظریہ ہوتا تھا۔ اب بجٹ کی خوبیوں کی بات کرتا ہوں کہ سوشل سیکٹر میں 24 فیصد کا اضافہ ہے جس میں تعلیم، صحت، فراہمی ونکاسی آب، suppose کچی آبادیاں ہیں۔ اس میں مجموعی طور پر 24 فیصد کا بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے جو ایک اچھی symbol ظاہر کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر! اس طرح جو دوسرے sectors ہیں service sector, production sector اور agriculture sector اس کے تمام بجٹ کا اگر white paper دیکھا جائے تو اس میں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے agriculture میں 214.5 فیصد کا اضافہ کیا جو بجٹ مثبت ہونے کی دلیل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک عوامی بجٹ کے لئے جو سب سے ضروری کام تھا اور سب سے اہم کام تھا کہ judiciary کی تنخواہیں جو انہوں نے بڑھائی ہیں وہ بہت اچھا کیا ہے کہ انہوں نے تین سو گنا تنخواہ میں اضافہ کرنے کی بات کی ہے لیکن دوسری طرف سرکاری ملازمین کے لئے 20 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ ان کی مجبوریاں بھی ہو سکتی ہیں اور حالات بھی ہو سکتے ہیں لیکن ان تمام حالات میں یہ ایک متوازی بجٹ ہے اور اس میں غریب لوگوں

کے لئے 17۔ارب روپے کی سبسڈی کی بات کی گئی ہے۔ وہ طالب علم جن کے والدین کے پاس پیسے نہیں ہیں ان کے لئے 20 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ 11 ہزار یتیم بچوں کے لئے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریبوں کے لئے بجٹ میں بہت اچھی چیز ہے اور یہ واقعی عوام دوست بجٹ ہے کہ جس میں 72 سکولوں میں 11 ہزار غریب اور یتیم بچوں کو پڑھایا جائے گا اور کل آنے والے وقت میں آہستہ آہستہ ہر تحصیل میں دو عدد اس طرح کے سکول ہوں گے۔

کاشتکاروں کے لئے سستے green tractor کا جو انہوں نے کہا کہ میرٹ کی بنیاد پر 60 ہزار ایکڑ زمین لیز کی جائے گی یہ بھی اچھی بات ہے۔ جعلی دوائیوں کی روک تھام کے لئے انہوں نے task force کی بات کی ہے وہ بھی اچھی بات ہے۔ زرعی تحقیقات کے لئے ایک ارب 21 کروڑ یہ بڑی اہم بات ہے کہ سائنسدان جو زرعی تحقیقات کرتے ہیں یہ ان کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔ تعلیم کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں اور امن وامان قائم کرنے کے لئے پولیس کے لئے اس بجٹ میں 30۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں I.T کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں یہ تمام چیزیں بہت اچھی ہیں۔ 60 ہزار طالب علم جو TEVTA کے ذریعے پڑھائے جائیں گے یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا بجٹ ہو یا سابقہ حکومت کا بجٹ ہو۔ سابقہ حکومت کے بجٹ کے لئے میں ایک بات کرتا ہوں کہ:

غریب شہر کے تن پہ لباس باقی ہے
امیر شہر کے ارماں ابھی کہاں نکلے

ان 60 سالوں میں جب بھی بجٹ بنا ہے وہ متوازی ہی ہوتا ہے جو میں نے سنا ہے میں پہلی بار اسمبلی میں آیا ہوں۔ جب بھی بجٹ پڑھا جاتا ہے ہمیشہ یہی کہا جاتا ہے کہ یہ متوازی بجٹ ہے، غریبوں کا بجٹ ہے، یہ عوام کے فائدے میں جائے گا، ہسپتالوں میں علاج مفت ہو جائے گا، غریبوں کو تعلیم دی جائے گی۔ جو لوگ 60 سالوں سے لیبر، مزدور، کسان اور کاشتکار جدوجہد کر رہے ہیں ان کو بڑا فائدہ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی بجٹ بناتا ہے وہ ایمانداری سے بناتا ہے لیکن جب اس کی implement کا وقت آتا ہے اس کی خرابی وہاں سے شروع ہوتی ہے۔ جب یہ بجٹ بن کر bureaucracy کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے، جب یہ establishment کے نمائندوں کے ہاتھ میں جاتا ہے وہاں جاکر خرابی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے بجٹ میں بہت چیزیں دیکھیں یہ متوازی بھی ہے، لوگوں کے لئے اچھا بھی ہے اور جیسا کہا گیا ہے کہ یہ پنجاب کا سب سے بڑا developing بجٹ

ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہی بجٹ جب ضلع ناظموں کے پاس چلا جائے گا، یہ بجٹ جب سیکرٹریوں سے implement ہوگا جو agriculture سیکرٹری تھا وہ خزانہ میں چلا جاتا ہے اور خزانہ والا سیکرٹری production میں چلا جاتا ہے۔ اگر اس کو روکنے کے لئے کچھ نہ کیا گیا تو پھر وہی ظلم ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلی بار پاکستان کی تاریخ میں صوبائی حکومت مرکزی حکومت ہے جو anti-establishment اور فوج کے خلاف آئی ہے۔ ہمارے اوپر اب بھی ان کی تلوار کھڑی ہے۔ ان کے سرخ فیتے ہیں۔ آج بھی اس ایوان میں کہا جاتا ہے کہ فلاں جو agreement ہے وہ خفیہ ہے۔ بھئی! وہ کیا ہے وہ کیا ایسا agreement ہے جس کو out نہیں کیا جا سکتا؟ جس طرح وہ حمود الرحمن کمیشن رپورٹ تھی کہ بنگلہ دیش کیوں علیحدہ ہوا وہ رپورٹ آج تک نہیں آئی۔ آج وہی چیز دہرائی جاتی ہے کہ فلاں agreement خفیہ ہے اس کو کل لائیں گے۔ بجٹ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ بجٹ بنانے والے کی کوشش ہوتی ہے، عوامی نمائندوں کی کوشش ہوتی ہے چند کو چھوڑ کر کہ بجٹ میں عوام کو ریلیف ملے۔ کوئی شخص یہ نہیں چاہے گا جو اصل ووٹ لے کر آیا ہے، جو فوج اور establishment کے خلاف لڑ کر آیا ہے، جو عوام کے ووٹوں سے آیا ہے کہ عوام کو ریلیف نہ ملے، وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ کاشتکاروں کے مسئلے حل نہ ہوں، وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ تھر میں پانی نہ آئے، وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ allegations کے مسئلے ہوں۔ یہ اگر چاہتی ہے تو یہ C.S.S کلاس چاہتی ہے، یہ establishment چاہتی ہے اور یہ فوج ہے جو بجٹ کو ناکام بناتی ہے۔ جب کبھی گورنر ہاؤس سے ہم ایک فوجی کو نکالتے ہیں تو ان کا کوئی care taker نمائندہ آ کر آپ کے بجٹ کو خراب کرے گا، آپ کا امن و امان خراب کرے گا۔ خدا کے لئے میں کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) یا وہ تمام لوگ جو genuine عوام کا ووٹ لے کر آئے ہیں اپنی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کو بند کر دیں ورنہ اگر ہم نے یہ بند نہیں کیں تو یہ عوام اور تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ میں اپنے آپ کو بھی کہتا ہوں کہ مجھے Senior Minister سے کسی کی transfer پر جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ Labour Minister شیخوپورہ میں جو مرضی کمیٹیاں بنا دے مجھے اس بات پر نہیں جھگڑنا چاہیے۔ یہ بات میں اپنے آپ کو بھی کہتا ہوں یہ بجٹ تب ہی کامیاب ہوگا جب دونوں پارٹیاں اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بھول کر عوام کے لئے کام کریں گی۔ میں آخر میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں، مجبور ہوں ویسے تو قوم کی بات کرنی چاہیے تھی، پنجاب کی بات کرنی چاہیے تھی، میرا ضلع شیخوپورہ جس کے ایک سابق I.G کے Director General نے دو ٹکڑے کر دیئے، وہ

بریگیڈیر اعجاز شاہ قریشی جس نے اس کے دو حصے کر دیئے، ہم نے اس کو پھر بھی قبول کر لیا لیکن اس کی demarcation کے مسائل ہیں اس تحصیل کی demarcation کے مسئلے ہیں کہ ایک شخص کو 28 کلو میٹر کے بعد تھانہ پڑتا ہے، یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے حل کرنے چاہئیں۔ جس طرح toll tax کی بات ہوئی، شاہدرہ کا toll tax چونکہ شیخوپورہ اس سے joint ہے۔ یہ شاہدرہ کا toll tax جب ہم چھوٹے تھے پانچ سال کے اور سکول جاتے تھے اس وقت سنا تھا کہ یہ ایوب خان نے بنایا ہے اس کے ایک سال میں پیسے پورے ہوں گے پھر toll tax معاف ہو جائے گا۔ وہ معاف ہونے کی بجائے پیسوں سے شروع ہوا پھر دس روپے پر گیا اور اب دو سو روپے تک چلا گیا ہے۔ خدا کے لئے یہ کم از کم شاہدرہ ، فیروز والا اور مرید کے والوں کے لئے معاف کیا جائے ۔ یہ کوٹ عبدالمالک میں 35,35 روپے لے رہے ہیں ہمیں کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟ پچھلی حکومت تو یہ کرتی رہی خدارا! اس میں کوئی task force بنائیں اور خاص طور پر فیروز والا اور مرید کے کو بجٹ میں خصوصی فنڈز دیں۔ آپ بسوں کی بات کرتے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ گوجرانوالہ میں بھی چلتی ہیں۔ فیصل آباد میں ائیر کنڈیشنڈ بسوں کی بات ہوتی ہے لاہور میں ہوتی ہے ہم تو درمیان میں گھرے ہوئے ہیں ہمیں بھی کوئی بسیں دے دیں بسیں ہمیں بھی چاہئیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں عدالتوں کو مضبوط کرنا پڑے گا، پاکستان کے آئین کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ قانون ہر جگہ موجود ہے احتساب کا قانون موجود ہے اس bureaucracy کا احتساب کرنا پڑے گا، قانون پر implement کریں گے تو مسئلہ حل ہوگا۔ کہیں قانون یہ نہیں کہتا کہ agriculturist کو بھوکا مارا جائے، کہیں قانون یہ نہیں کہتا کہ child labour ہونا چاہیے۔ قانون تو موجود ہے لیکن اس پر عملدرآمد کرانے والے یہ bureaucracy، پولیس اور یہ فوج۔ ان کو خدا کے لئے نکیل ڈالیں ان کو لگام ڈال کر کھینچیں تاکہ یہ ٹھیک ہوں تب ہی حالات ٹھیک ہوں گے۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کا شکر گزار ہوں، بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ آپ نے فوج کی بات کی، ہم فوج کے خلاف نہیں ہیں لیکن ہم ایسی فوج چاہتے ہیں جو پاکستان کے آئین کے تابع ہو۔ اب میں ملک احمد حسین ڈیہر صاحب کو floor دیتا ہوں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! ان ساٹھ سالوں میں ایوب خان سے لے کر آج تک مجھے کوئی ایک فوج بتادیں جو آئین کے تابع رہی ہو۔ ہم اس فوج کو نہیں مانتے جو عوام کو ڈنڈے مارے اور عوام کو کوڑے مارے۔ وہ سپاہی ہو یا جرنیل ہو ہم نہیں مانتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو بات میں نے کی ہے وہ یہی کی ہے کہ جب rules سب کے لئے ہیں تو rules ان کے لئے بھی ہیں۔ ہماری جو جمہوریت کے لئے جدوجہد ہے اصل میں اس کی روح ہی یہ ہے کہ کوئی ادارہ چاہے وہ فوج ہے جب تک وہ آئین کے تابع نہیں ہوگی اس کو ہم نہیں مانتے لیکن اگر فوج آئین کے تابع ہوگی تو وہ ہمارے لئے ہر لحاظ سے قابل احترام ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! مجھے ایوب خان سے لے کر آج تک کوئی ایک جنرل کا نام بتادیں جس نے قانون کو اور آئین کو مانا ہے جو service میں موجود ہوں ان کا بتائیں، اس کا نہ بتائیں جو ریٹائرڈ ہو گئے ہیں، ریٹائرڈ ہو کر تو سارے مان جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

I am extremely thankful to you Mr. Speaker for your special grant of time to me

آج پنجاب میں ہماری coalition government ہے بلکہ میں اس سے پہلے محترمہ بے نظیر بھٹو، شہید ذوالفقار علی بھٹو، آصف علی زرداری صاحب کا نام لینا چاہوں گا جن کے سیاسی تدبر سے اس ملک میں حالات مزید بہتری کی طرف جا رہے ہیں۔ میں میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز شریف کا نام لینا چاہوں گا۔ایک بہت عرصے بعد جو جمہوری حکومت قائم ہوئی ہے اور جو coalition قائم ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک آخری موقع ہے۔ پچھلے ادوار میں دونوں حکومتوں اور پارٹیوں کو علیحدہ علیحدہ سزاوار کیا گیا ہے اور انھیں ہمیشہ آمریت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔یہ پہلی دفعہ اکٹھے ہوئے ہیں اور شاید یہ پہلا اور آخری موقع ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ سازشوں کا شکار ہو کر ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر ہمارا ملک جمہوریت کے ایک ایسے disaster کے دوراہے پر آ چکا ہو گا کہ پھر شاید اس ملک کو بچانے والا کوئی نہ ہو۔ میں بجٹ کے حوالے سے ابتدا میں اس لئے ذکر کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر موجود تمام ایم۔پی۔ایز جو عوام کے نمائندے ہیں جنھوں نے اظہار خیال کیا ہے یا کرنا ہے یہ دو لاکھ کے قریب لوگوں کے نمائندے ہیں۔لہذا ایک ایم۔پی۔اے کی آواز ان دو لاکھ شہریوں کی آواز

ہے اور میں یہاں پر جس چیز کی کمی محسوس کر رہا ہوں سب سے پہلے اس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر جو اپنی خامیاں، خوبیاں سراہ رہے ہیں یا کسی بات پر اعتراض کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے تمام منسٹرز اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ صاحب کا ہونا بہت ضروری ہے اس لئے کہ ان دو لاکھ آدمیوں کی آواز ہم ایک آدمی ہیں اور اگر ہماری آواز سنی جائے گی، ہمارے مسائل سنے جائیں گے اور ہماری reservations سنی جائیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بیوروکریٹس، سیکرٹریز اور افسران جن کے ساتھ بیٹھ کر meetings کی جاتی ہیں، ان سے بجٹ بنوایا جاتا ہے اور ان سے رزلٹ لیا جاتا ہے جو شاید اپنے اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں ہی ہمیں confuse کر دیتے ہیں۔ اگر یہاں بیٹھ کر ہم ایم۔پی۔ ایز کی بات سنی جائے تو بہت سارے ایسے مسائل ہیں جو شاید ان باتوں کے سننے سے ہی حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایک بات کا جواب جاننا چاہوں گا کہ کیا جو بجٹ بنایا گیا ہے اسے yes کر دینے کے بعد اسے final کر دیا جائے گا یا ہم جن مسائل کا ذکر کر رہے ہیں یا جو تجاویز دے رہے ہیں کیا ان سے اس میں کوئی تبدیلی بھی لائی جائے گی، کیا ان سے کوئی بہتری بھی لائی جائے گی؟ ابھی میرے بھائی اظہار خیال کر رہے تھے کہ بجٹ تو بنا دیا جاتا ہے، اس میں اعداد و شمار تو بتا دیئے جاتے ہیں لیکن اس پر عملدرآمد کے لئے ہمیں بہت سی خامیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس coalition کی اگر سب سے پہلی کوئی ذمہ داری یا فرض ہے تو that is the reduction of poverty، میں بجٹ کے topic کی طرف آتے ہوئے سب سے پہلے reduction of poverty کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ایم۔پی۔اے بننا، ہمارا نمائندہ بننا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ہم غربت کو ختم کر کے یہ task پورا کر سکتے ہیں تو پھر ہمیں جمہوریت کا نام لینا چاہیے، پھر ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ یہ جمہوری حکومت آئی ہے، یہ غریب کی آواز سن رہی ہے اور اگر ہم غربت کو ختم نہیں کر سکتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑے failure ہم خود ہیں پھر آئندہ ہمیں جمہوریت کی آواز نہیں اٹھانی چاہیے۔ پھر ہمیں یہ نہیں کہنا چاہیے we are the true representatives of the people میرا سوال یہ ہے کہ آج تک جتنے مہینے ہو گئے ہیں ہمارے مخالف ہم پر طنز کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ آج ہمیں خود اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ہم نے reduction of poverty کے لئے جو policies بنائی ہیں ہم نے اس پر عملدرآمد کس طرح کرانا ہے۔ میں آپ کو چھوٹے سے چند points بتا دینا چاہتا

ہوں کہ ہماری معیشت کا انحصار basically that is on the agriculture اگر سب سے پہلے ایگریکلچر کو لیا جائے اور ہم اسے true means کے ساتھ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی غربت پر قابو پا سکتے ہیں۔میں یہاں پر ملک احمد اوکھ صاحب کا ذکر کروں گا وہ ہمارے وزیر زراعت ہیں۔میں انھیں ماہر زراعت کے طور پر جانتا ہوں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس بجٹ میں زراعت کی حالت کو دیکھ کر مجھے یہ لگتا ہے کہ شاید ان کے ماہر زراعت ہونے سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا گیا اور شاید اس میں بیوروکریسی کے ہاتھ کافی زیادہ ہیں۔اللہ کرے کہ ہمیں رزلٹ حاصل ہوں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو بجٹ بنایا ہے اس میں سب سے زیادہ توجہ اس بات کی طرف دینی ہے کہ ہم نے جن زرعی اجناس پر duties کم کی ہیں یا ختم کیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے اس کی implementation کیسے کرنی ہے۔ جس طرح ہم اس کی implementation کرنے والے ہیں کیا اس کا ڈائریکٹ فائدہ اس غریب کو پہنچے گا، کیا اس کا فائدہ ڈائریکٹ اس کسان کو پہنچے گا یا مڈل مین اس کا فائدہ اٹھا جائے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سب سے پہلے اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں کسان کی پروڈکشن کی cost کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کھاد کی قیمت کم کی گئی، یہاں پر pesticide کی قیمت کم کی گئی، یہ کتنی کم کی گئی ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس میں غیر حقیقی منافع جات کا خاتمہ کیا گیا ہے یا نہیں؟ سوال یہ ہے کہ اگر امریکہ سے pesticide منگوائی جا رہی ہے تو وہ 200 ڈالر فی کلو کے حساب سے ہے اور اگر وہی pesticide ستر روپے کلو کے حساب سے چائنہ سے منگوائی جا رہی ہیں تو اس کا جو منافع لے رہے ہیں کیا وہ 200 ڈالر کے حساب سے اسی طرح لیا جا رہا ہے یا اس میں منافع بھی کم کر کے غریب کسان کو اس کا فائدہ دیا جا رہا ہے؟ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ جو قیمت کم کی جاتی ہے ہمیشہ اس کا فائدہ middleman لے جاتا ہے اور اس کا direct اثر کاشتکار تک نہیں جاتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ غیر حقیقی منافع جات بہت important ہیں اس کے لئے آپ کو ایوان میں کوئی کمیٹیز بنانی چاہییں یا کوئی سٹینڈنگ کمیٹی بنانی چاہیے جو اس چیز کا جائزہ لیں اور غیر حقیقی منافع جات کو ختم کیا جائے اور کسان کو facilitate کیا جائے۔

جناب والا! میں یہاں پر شوگر ملز کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک شوگر ملز نے ادائیگی نہیں کی۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ شوگر ملز سے ادائیگی کرائی جائے۔

بھکر کی شوگر مل میں جنرل منیجر اور اکاؤنٹنٹ کو گرفتار کر لیا گیا تو وہاں پر فوراً payments ہو گئیں کیا باقی شوگر ملز پر یہ action نہیں لیا جا سکتا، کیا اس طرح کی پالیسی نہیں بنائی جا سکتی تاکہ شوگر ملز والوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے اور کوئی نہ کوئی حل نکالا جائے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں زرعی ترقیاتی بنک کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی ترقیاتی بنک میں سب سے پہلے غریب کاشتکار کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کیا غریب کاشتکار کی آج بھی نہیں سنی جائے گی، کیا جو اب جمہوریت کا نام لینے والی حکومت آ چکی ہے اور ہم جو غریب کے نام پر ووٹ لے کر آئے ہیں کیا آج بھی ان غریبوں کے قرضوں کو معاف نہیں کیا جائے گا؟ میری التجا ہے کہ ان غریبوں کے قرضوں کو معاف کر دیا جائے اور اسے standardwise جنھوں نے ایک لاکھ دینا ہے، جنھوں نے دو لاکھ روپے قرضہ دینا ہے، بارہ ایکڑ والے غریب کاشتکاروں کے قرضے معاف کر دیئے جائیں اور بے شک بڑے جاگیردار اور بڑے صنعت کاروں کے قرضے معاف نہ کئے جائیں۔ میں زرعی ترقیاتی بنک کے بارے میں ایک اور تجویز دینا چاہتا ہوں کہ زرعی بنک کے ذریعے جو قرضہ دیا جاتا ہے اس قرضے کے بدلے جو پیسا کاشتکار کو دیتے ہیں اسے وہ پیسا نہ دیا جائے بلکہ اس کے بدلے آپ اسے ٹوکن دیں اور اس ٹوکن کے بدلے اسے کہیں کہ فلاں جگہ پر جا کر یہ کھاد لے لیں اور آپ ensure کریں کہ وہاں پر وہ تازہ اصلی اور صحیح کھاد ملے۔ آپ انھیں ٹوکن دیں کہ وہاں سے pesticides لے لیں and get it ensured that the pesticide is taking it's the real one وہ pesticide جو گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہو اور انہیں صحیح pesticide دیں، اسی طرح ان کو صحیح بیج دیں۔ لہذا میں دوبارہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کو پیسا نہ دیں بلکہ ڈائریکٹ ٹوکن دیں جس کے بدلے میں کسان ڈائرکٹ جا کر اپنی اجناس لے کر اپنا کام چلائے۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو ایک سب سے بڑا ظلم کاشت کار کے ساتھ ہے وہ middleman کا کردار ہے۔ جب تک آپ middleman کے کردار کو کاشتکار کی زندگی سے ختم نہیں کریں گے اس وقت تک کاشت کار کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ آپ جتنے بھی ان کو taxes معاف کر دیں، آپ جتنا بھی ان کو facilitate کر دیں، middleman کھاتا کھاتا اب سرمایہ دار بن چکا ہے اور کاشت کار وہیں پر پڑا رو رہا ہے۔ آپ کو ان چیزوں پر توجہ دینی پڑے گی۔ آپ کا بیوروکریٹ ان پر توجہ نہیں دے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: kindly ایک منٹ میں wind up کر لیں۔ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر (ایڈووکیٹ): جناب ابھی تو میں نے شروع کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ادھر ہی ختم کر دیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر (ایڈووکیٹ): اگر یہ باتیں ہی نہ کریں تو پھر ہمارے آنے کا کیا فائدہ ہے؟ بہر حال میں اس کو مختصر کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وزیر خزانہ صاحب یہاں پر آپ کے points and suggestions لینے کے لئے بیٹھے ہیں۔یہاں پر بڑی بڑی مفید باتیں ہوتی ہیں لیکن بہت زیادہ معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ اگر ہم تقریر کی بجائے points and suggestions دیں تو اس کا کچھ فائدہ بھی ہو سکے گا۔ایک یہ بات پوچھی جا رہی ہے کہ آیا ان تجاویز کے اوپر کوئی عملدر آمد بھی ہو گا یا نہیں؟ تو اس حوالے سے یہ ہے کہ جب وزیر خزانہ wind up کریں گے تو ان سب باتوں کا جواب دیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بجٹ کا حصہ بھی بنائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ points کی طرف آئیں تو That will be most beneficial.

جناب احمد حسین ڈیہر (ایڈووکیٹ): میں صرف suggestions دے رہا ہوں۔اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ رہا۔اس کے بعد میری یہ درخواست ہے کہ کاشت کار کو آپ subsidy بجلی، ڈیزل اور کھاد کی شکل میں دیں۔ بجلی خصوصی طور پر اس کو سستی مہیا کریں، اسی سے ہی ان کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ جس طرح باہر سے مہنگی گندم منگوا کر supporting price سے سپلائی کی جاتی ہے۔ اگر یہ supporting price کاشت کار کو دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمیں زیادہ فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! غربت اور مہنگائی کو ختم کرنے کے لئے میں ایک تجویز دوں گا اور اس حوالے سے میں نیوزی لینڈ کی مثال دینا چاہتا ہوں۔نیوزی لینڈ میں جو G.D.P ہے وہ 90 فیصد لائیو سٹاک کے اوپر ہے۔ وہاں پر صورتحال یہ ہے کہ وہ 90 فیصد آمدنی لائیو سٹاک کے ذریعے حاصل کر رہے ہیں اور اسی کے اوپر ان کا ملک چل رہا ہے تو ہم اپنے ملک کو اس کے اوپر کیوں نہیں چلا سکتے، اس کے لئے انھوں نے کیا کیا ہوا ہے؟ ان کے پچاس پچاس ہزار ایکڑ کے اوپر cattle farms بنے ہوئے ہیں، کم از کم پچاس ہزار ایکڑ کے اوپر poultry farms, sheep farms and goat farms ہیں اور بڑے high standard کے farms ہیں۔ان

farmsکے لئے انہوں نے حکومت کی ایک زمین مخصوص کی ہوئی ہے جیسا کہ ہمارے پاس بھی زمینیں ہیں۔ شریف آباد ساہیوال میں زمین ہے، گھوڑی پال مربعے ہیں۔ نیوزی لینڈ میں گورنمنٹ ہزاروں، سینکڑوں ایکڑ زمین ان لوگوں کو دیتی ہے اور وہ وہاں پر پچاس پچاس ہزار ایکڑ کے farmsبناتے ہیں اور پھر ان farmsپر وہ چراگاہیں بناتے ہیں۔ 70فیصد حکومت ان کو loanدیتی ہے اور وہ بہت زیادہ تعداد میں جانور breedingکے لئے importکرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے مواقع اگر آپ ہمارے ملک میں بھی دیں تو ہمارا ملک مہنگائی کے اس عذاب سے باہر نکل سکتا ہے۔ یہ سب کچھ ان کا insuredہوتا ہے۔ وہاں نیوزی لینڈ میں سب veterinary freeہوتی ہے۔ یہاں پر تو یہ صورتحال ہے کہ ہمارے علاقے میں veterinary centreہی نہیں ہیں۔ اب میں اپنے علاقے کی بات کر دوں کہ میرے علاقے میں شاید ایک سے زیادہ veterinary centreبھی موجود نہیں ہے چونکہ سپیکر صاحب نے کہا ہے کہ وقت کم ہے تو میں مختصر کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ سبزیوں، پھلوں کو exportکرنے کی طرف توجہ دی جائے۔ اس کے لئے international airports زیادہ سے زیادہ بنائے جائیں۔

یہاں پر جنگلات پر 30کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں، وائلڈ لائف پر 30کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں، فشریز پر 30کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ لائیو سٹاک پر ایک ارب 90کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ میں حکومت کی اس پالیسی کو سراہتا ہوں کہ وہ لائیو سٹاک پر اتنی زیادہ رقم خرچ کر رہی ہے لیکن یہ چیز مدنظر رکھنی چاہیے کہ اس کا directفائدہ farmersکو ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! LASER levelerکے لئے پچھلے دور میں جو سکیم بنائی گئی وہ کامیاب نہیں ہو سکی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ LASER levelerایک بنیادی چیز ہے اس سے کاشت کار کی پانی کی کمی دور ہو سکتی ہے۔ اگر آپ کسان کو مفت LASER levelerفراہم کریں اور انہیں پانچ چھ سال کا targetدیں کہ اس سال میں اس علاقے کی تمام زمین کو levelکر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت سود مند ثابت ہو گا۔

اس کے بعد میں تعلیم کے بارے میں بہت مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ شعبہ تعلیم کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے اس پر میں نے جب غور کیا ہے تو مجھے یہ پتا چلا ہے کہ زیادہ تر فنڈز بڑے

شہروں میں لگا دیئے جاتے ہیں۔چند جو بڑے شہر ہیں،ان کی شہری آبادیوں کے اوپر education کے فنڈز بہت زیادہ لگا دیئے جاتے ہیں۔70فیصد آبادی دیہات سے تعلق رکھتی ہے۔دیہات میں لڑکیوں کے گرلز کالج نہ ہونے کے برابر ہیں،لڑکیوں کو بہت دور دور تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے۔ اسی طرح میں اپنے علاقے ملتان کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر primary schools بہت کم ہیں۔وہاں سکولوں کی upgradation نہیں ہو رہی تو میں گزارش کروں گا کہ ملتان کے پرائمری سکولوں کو upgrade کیا جائے۔ تعلیم کے حوالے سے سب سے اہم بات یہ عرض کرنی ہے کہ بیوروکریسی ہمارے ساتھ ہمیشہ ظلم کرتی ہے کہ ایجوکیشن کی جو grant ملتی ہے اس میں سے 60 فیصد grant ہمیشہ واپس چلی جاتی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہے۔ایجوکیشن کی جو grant ملتی ہے اس کے لئے ایک انکوائری کمیٹی بنائی جائے،اس ایوان کی ایک بااختیار کمیٹی بنائی جائے یا یہ معاملہ Standing Committee کے حوالے کیا جائے کیونکہ پچھلے سال 9۔ارب روپے کی grant آئی تھی جس میں سے 6۔ارب روپے کی grant واپس ہو گئی۔یہ اتنا بڑا ظلم کیوں ہوا ہے؟اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے چھ ماہ میں بیوروکریسی ایسے سخت اصول بنا لیتی ہے جس کے تحت کہتے ہیں کہ ہم یہ سکول approve نہیں کر سکتے،ہم یہ کام نہیں کر سکتے اور جب آخری چھ مہینے رہ جاتے ہیں تو اس میں ان کی دوڑ لگ جاتی ہے کہ جلدی جلدی funds کو کھپاؤ لیکن اس قلیل وقت میں پھر کچھ نہیں ہو سکتا۔میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے پر خصوصی توجہ دی جائے،آج ہی طے کر لیا جائے کہ جو امداد آئی ہے اگر اس میں سے کوئی پیسا بچ گیا تو اس کے ذمہ دار ہم ان بیوروکریسی کے لوگوں کو ٹھہرائیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کرنے سے یہ چیز ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!یہاں پر پرائیویٹ سکولوں میں بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے۔یہاں پر teachers کو ان کے rights نہیں دیئے جا رہے۔ان کا job structure بہتر نہیں ہے،خاص طور پر جب تین مہینے چھٹیاں ہوتی ہیں تو سکول کے بچوں سے فیسیں لے لی جاتی ہیں لیکن teachers کو ان کی تنخواہیں نہیں دی جاتیں۔پرائیویٹ سکولوں میں trained teachers نہیں ہوتے،ان کی training کا کوئی system نہیں ہوتا،ان کی job security نہیں ہوتی۔میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے بھی ایک واضح اور جامع قانون سازی کی جائے۔یہ معاملہ بھی مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں پولیس کے بارے میں بہت مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ پولیس میں 2002 Ordinance لایا گیا ور پھر 2005 میں اس میں کچھ ترامیم کی گئیں۔ پولیس میں ایک investigation system اور دوسرا operation system ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید کچھ افسروں کو کھپانے کے لئے کیا گیا ہے۔ اس دوہرے نظام کی وجہ سے غریبوں کے لئے بہت بڑے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ investigation officer کے پاس انھیں علیحدہ جانا پڑتا ہے، پرچہ درج کرانے کے لئے علیحدہ جانا پڑتا ہے۔ وہ پہلے S.H.O کو پیسے دے رہے ہوتے ہیں پھر investigation officer کو پیسے دے رہے ہوتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں پولیس کا system پیسوں کے بغیر تو چلتا نہیں ہے۔ اس کے لئے chain of command قائم کی جائے اور اس دوہرے نظام کو ختم کیا جائے۔ پہلے لاہور میں 4 ایس۔ پی ہوتے تھے اور crime rate control میں تھا آج لاہور میں 12 ایس۔ پی صاحبان کام کر رہے ہیں، ایڈیشنل آئی۔ جی صاحب ان کے کمانڈر ہیں لیکن اس کے باوجود 200 فیصد تک یہاں پر crime rate بڑھ گیا ہے۔ میں ایک اور اہم بات آئی۔ جی پنجاب کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہاں لاہور میں ایک کھلی کچہری لگاتے ہیں۔ میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، یہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس بارے میں یہ کہوں گا کہ کبھی ان کی meetings ہوتی ہیں، کبھی کہیں پر کوئی مجبوری پڑ جاتی ہے اور وہ کھلی کچہری میں نہیں آ سکتے۔ بہت سارے ہمارے لوگ جو ہمارے ڈی۔ جی۔ خان، ملتان اور جنوبی پنجاب سے آئے ہوئے ہوتے ہیں انہیں جب پتا چلتا ہے کہ آج آئی۔ جی صاحب کھلی کچہری میں نہیں بیٹھ رہے تو وہ دھکے کھا کر واپس چلے جاتے ہیں۔ وہ جب یہاں آتے ہیں تو کچھ بیچ کر آتے ہیں اور مایوس واپس لوٹ جاتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کھلی کچہری ضرور لگائی جائے لیکن صرف لاہور میں نہ لگائی جائے۔ ہر ضلع، ہر ڈویژن میں آئی۔ جی صاحب کھلی کچہری لگائیں۔ اس لئے کہ اس حکومت نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ غریب کو انصاف اس کی دہلیز پر دے گی اور اگر آئی۔ جی صاحب ہر divisional level پر جا کر یہ کچہری لگائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا وہ وعدہ بھی پورا ہو گا۔

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جرم کا جو system ہے اس میں سب سے بڑا ظلم جھوٹے پرچے اور جھوٹے medico legal کے لئے پہلے بھی قانون موجود ہے۔ But it is not implemental. اس کے لئے اگر کوئی سہل قانون بنایا جائے، اس کے لئے اگر کوئی ایسی

قانون سازی کی جائے کہ جو بھی جھوٹا پرچہ درج کروائے یا جو بھی جھوٹا medico legal کاٹے اس کا liable اس آفیسر کو قرار دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ہم بہت بڑی خدمت کریں گے اور ان غریبوں کو جھوٹے پرچوں سے بھی بچا سکیں گے کیونکہ ایک غریب آدمی جس کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں ہوتی اس پر جھوٹا پرچہ درج ہوتا ہے تو میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ زندگی بھر وہ مقروض ہو جاتا ہے۔اس کی زندگی عذاب بن جاتی ہے اور اگر آپ اس کو جھوٹے پرچوں سے بچا دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی خدمت خلق آپ کی نہیں ہو سکتی اس لئے میں زور دے کر یہ کہتا ہوں کہ جھوٹے پرچے جس کی بنیاد medico legal ہوتا ہے جو کہ ڈاکٹر ہمیشہ دس بیس ہزار روپے لے کر کاٹتے ہیں۔۔۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! یہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے It is not a Private Members Day میں اپنے محترم دوست سے کہوں گا کہ ٹائم بہت کم ہے اور جناب نے جیسا کہ کہا ہے کہ 93 بندوں کی لسٹ ہے۔اگر ہم proper budget پر بحث کریں جو زراعت سے متعلق ہو۔یہ پولیس کی development اور دوسری development کے متعلق باتیں ہیں جب Private Members Day آئے گا میرے معزز دوست اس دن بول لیں کیونکہ وقت کی پابندی ہے اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں اگر to the point بولا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ میں بار بار ممبروں سے گزارش کر رہا ہوں کہ اگر ہم suggestions and points کی طرف بجٹ پر بات کریں تو بہتر ہو گا۔اس کے اوپر آپ کو پورا ٹائم ملے گا اور اسمبلی میں پوری بات ہو گی لیکن ایک تو لسٹ بہت لمبی ہے دوسرا میرے ہاتھ میں چٹیں بہت زیادہ ہیں اور جو وجوہات ممبروں نے اس کے اوپر لکھی ہیں وہ وجوہات پڑھ کر مجھے اپنا سکول اور کالج کا زمانہ یاد آ رہا ہے۔اس لئے مہربانی فرما کر اس کو wind up کر لیں۔

چودھری غلام نبی: جناب والا! آپ پرچی چلالیں یا پھر لسٹ چلالیں کیونکہ پرچی کی وجہ سے معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ ہمیں بتادیں کہ اگر پرچی چلانی ہے تو ہم پھر چلے جاتے ہیں، اگر لسٹ چلانی ہے تو ہم بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ میرا لسٹ میں پانچویں نمبر پر نام ہے اور یہ بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! آپ بے فکر رہیں۔ میں لسٹ کے حساب سے ہی چلا رہا ہوں۔ پلیز اب آپ اس کو wind up کر دیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جی، میں wind up کر رہا ہوں۔ محکمہ پی اینڈ ڈی نے بجٹ میں جو منصوبے دیئے ہیں میں ان کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو development programme انہوں نے دیئے ہیں اس میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ بہت سارے ایسے علاقے ہیں جن کے کوئی منصوبے بھی شامل نہیں کئے گئے اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ پی اینڈ ڈی جب بھی ایسے منصوبے بنائے تو اس کے لئے وہ خاص طور پر یا تو ایم۔پی۔ایز کو یا اگر آپ کی کوئی کمیٹی بنائی گئی ہو اس میں سب کو بیچ میں بٹھا کر تمام علاقوں کی نمائندگی لے کر ان کے مسائل سن کر اس میں شامل کیا جائے۔ آخری بات کر کے میں اجازت چاہوں گا کہ جس طرح ابھی بنکوں کے privatization کی بات ہوئی تھی کہ پچھلے دور میں جو privatization ہوئی ہے اور بنکوں میں گھپلے ہوئے ہیں وہاں ہمارے ملتان میں پاک عرب کھاد فیکٹری کی بھی privatization ہوئی ہے تو میں ان کی توجہ ادھر بھی دلوانا چاہتا ہوں کہ اس میں بھی بہت بڑی دھاندلی ہوئی ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب محمد حفیظ اختر چودھری!

محترمہ صغیرہ اسلام: روایت یہی ہے کہ ایک خاتون اور ایک مرد ممبر کو موقع دیا جائے۔ اگر کوئی خاتون نہیں ہوتی تھیں تو اس کی جگہ دوسری خاتون کا نام لے لیتے تھے۔ آپ نے پھر مرد ممبر کو بلا لیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں لیڈیز کو زیادہ وقت دے رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب والا! مجھے پہلے وقت دے دیں۔ میں نے ہسپتال جانا ہے ورنہ سرجن چلا جائے گا۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: جناب والا! ہمارے معزز اراکین نے بھی کہا ہے کہ:
You should make sure that all the ministers are present during the session.

They have a very careless attitude. Which I اور وزراء بالکل نہیں آتے ہیں must point to you. یہ ہمارے colleague ہوتے ہیں اور جب وزیر بن جاتے ہیں تو super man بن جاتے ہیں .they are not available to us کہ ان سب کے cell نمبر اور ٹیلیفونوں کے براہ راست نمبر ہم تمام ممبران کو دیئے جائیں ہم تکلیفوں میں رہتے ہیں لوگ ہمارے پیچھے اپنے کاموں کے لئے بھاگتے ہیں۔ ہم دور دور سے آتے ہیں اور ہم نے اپنے حلقوں کے کام کرنے ہوتے ہیں اور یہ جو وزراء ہیں۔

They are not available. So, please, make sure that they are available to each and every member.

چاہے رات ہو، چاہے دن ہو ان کے وہ cell نمبر دیں جو بند نہ ہوں۔ یہ نہ ہو کہ سیکرٹری صاحب بولیں کہ وزیر صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں ۔ They must make themselves available to the members اور واپس call back کریں کہ ہاں جی آپ نے فون کیا تھا تو کس بات کے لئے کیا اور ہم یہ بھی promise کرتے ہیں کہ ہم کوئی فضول فون ان کو نہیں کریں گے، ان کو disturb بھی نہیں کریں گے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میرے معزز رکن اسمبلی نے بات کی ہے وزراء available نہیں ہیں اور وزراء کے جو cell نمبر ہیں وہ ان کو دیئے جائیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وزراء کے cell نمبر directory میں اور internet پر available ہیں۔ اگر دیکھیں تو۔۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: وہ تو بند ہوتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): نہیں جب تک ہم اسمبلی میں اور اس House میں بیٹھے ہیں تو یہاں آپ کو پتا ہے کہ jammer لگا ہوا ہے۔ کسی بھی وزیر کا فون available نہیں ہوگا جب ہم اسمبلی کے اجلاس سے باہر جائیں گے تو ان سے بات ہو سکتی ہے۔ یہ ہمارے چیمبر میں آ سکتی ہیں اور اپنے مسئلے مسائل بیان کر سکتی ہیں ہم یہاں پر موجود ہیں اور یہ ہم سے discuss کر سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب ہم بجٹ پر بحث کو آگے بڑھاتے ہیں۔جناب حفیظ اختر چودھری!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے مجھے بڑی دیر کے بعد وقت دیا اور اس جمہوری بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ہمارے قائد ایوان، وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس مشکل حالات میں ایسا بجٹ پیش کیا کہ جبکہ ہمارے حصے میں بحران آئے اور ان بحرانوں کو مدنظر رکھ کر یہ بجٹ پیش کیا گیا۔

جناب سپیکر!یہ اقتدار، یہ اختیارات مستقل نہیں ہوتے تبدیلی وقت کا خاصا ہے اور تبدیلی ہی مستقل عمل ہے۔غریب مزدور کسان اور پسے ہوئے ان طبقوں کو ہمیں فراموش نہیں کرنا جن کی بدولت آج ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔بدلتے ہوئے وقت میں ہمیں ان چیلنجوں کو سامنے رکھ کر فیصلے کرنا ہوں گے۔آج جو آپ نے وقت دیا اگر میں تمام محکموں کا ذکر کرنا شروع کروں صرف ان کی لسٹ اور ان کا نام ہی لینا شروع کروں تو وہ وقت ختم ہو جائے گا۔میں تعلیم پر زیادہ بات نہیں کروں گا کیونکہ میرے اکثر دوستوں نے اس پر بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے صرف چند گزارشات کروں گا۔ہر حکومت نے اس محکمے کے لئے خاصی رقم مختص کی ہماری حکومت نے بھی اس محکمے کے لئے 30۔ارب روپے سے زائد کی رقم مختص کی ہے۔ہماری یونین کونسل جس کو تقریباً پچیس سے تیس ہزار کی آبادی پر ڈیزائن کیا گیا ہے میری یہ تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک ہائر سیکنڈری سکول بچوں کا اور ایک ہائر سیکنڈری سکول بچیوں کا ضرور ہونا چاہیے اور ہمارا حلقہ تقریباً گیارہ سے بارہ یونین کونسل پر مشتمل ہے۔میری وزیر خزانہ صاحب کو یہ تجویز ہوگی کہ پورے حلقہ میں ایک ایک ڈگری کالج ضرور ہونا چاہیے جو بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

جناب سپیکر!میں اب آپ کی توجہ Agriculture sector کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ہمارا پنجاب جو 9 کروڑ کی آبادی پر محدود ہے۔یہ ہمارے ملک کی پچاس فیصد سے زائد کی آبادی بنتی ہے۔اس وقت جہاں پر جنگلات کے لئے پیسے رکھے ہوئے ہیں کیونکہ اس ملک میں ہمارا سب سے اہم مسئلہ pollution کا ہے لیکن وہ پیسے اتنے کم ہیں کیونکہ اس مسئلے کو اگر ہم نے کنٹرول نہ کیا اس کے لئے زیادہ رقم اور اس department کو فعال نہ کیا تو یہ pollution کے حوالے سے سب سے بدترین ہمارا صوبہ ہوگا کیونکہ آج اگر صوبہ سرحد میں دیکھیں تو وہاں فی ایکڑ

ہے اور اگر ہم اپنے صوبے میں دیکھیں تو یہاں فی ایکڑ plantation 25 plants 2 to 3 plants population ہے اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ شجر کاری کی جو مہم چلتی ہے اس میں ایسا قانون وضع کیا جائے جس سے ہم اپنی plant population کو increase کر سکیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارا جو national tree declare کیا گیا ہے اس درخت کی کاشت صرف اسلام آباد تک محدود ہے۔ اس کی plantation ہمارے پورے پاکستان میں نہیں ہے۔ ہمارے ایسے درخت جس میں شیشم، کیکر اور نیم کے درخت ہیں ان کو ہماری فرنیچر کی انڈسٹری میں export کیا جاتا ہے اور ہم ان سے خاصا زرمبادلہ کما رہے ہیں، ان درختوں کی طرف آج توجہ نہیں دی جا رہی۔ ان میں ایسی diseases آ چکی ہیں، ایسی بیماریاں آ چکی ہیں جن سے وہ شیشم کے درخت آج بھی خشک ہو رہے ہیں۔ تحقیق کے اداروں اور محکمہ جنگلات کو پابند کیا جائے کہ وہ ایسے اقدامات کریں کہ جن سے ہم اپنے اس صوبہ میں plant population کو increase کر سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارا ملک قدرت کی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ ہماری 60 percent economy is based on agriculture لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایگریکلچر کے لئے آج تک ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے دوستوں نے پانی کے اتنے مسائل بتائے کہ ان کی باتیں سن سن کر یہاں ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم پانی پانی ہو جاتے ہیں اس لئے کہ آج پاکستان کو بنے ہوئے 60 سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا لیکن ہم نے اپنے water resources کے اوپر کوئی توجہ نہیں دی۔ اب بات یہ ہے کہ اگر ہم اپنے water resources کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو یہ پنجاب ہی نہیں بلکہ پورا ملک بنجر ہو جائے گا۔ جس طرح پوری دنیا میں water resources کم ہو رہے ہیں۔ میری آپ سے اور وزیر خزانہ صاحب سے التجا ہے کہ ہمیں اریگیشن کے نئے ایسے سسٹم introduce کروانے چاہییں جن سے ہم اریگیشن کے مسائل کو حل کر سکیں۔ اس میں grip irrigation and spring colour irrigation introduce کروانا چاہیے تاکہ ہم اپنے water کو proper طریقے سے utilize کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ایگریکلچر کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ اگر اس پر بحث کی جائے تو آج کا پورا دن ہی شاید ناکافی ہو گا کیونکہ ہمارے بجٹ میں جو سبسڈی ٹریکٹر کے لئے رکھی گئی ہے میں اس سبسڈی کو ناکافی نہیں کہوں گا، اب ضرورت ہے کہ اس ٹریکٹر کو چلانا کس طرح سے ہے۔ inputs

اتنے مہنگے ہو چکے ہیں، ڈیزل اتنا مہنگا ہو چکا ہے، کھاد اتنی مہنگی ہو چکی ہے، بجلی اتنی مہنگی ہو چکی ہے کہ اگر زمیندار کو ہم نے یہ چیزیں سستے داموں provide نہ کیں تو یہ مسائل ٹریکٹر دینے سے حل نہیں ہوں گے اس لئے میری گزارش ہے کہ ٹریکٹر کی جو سبسڈی ہے اس میں زمینداروں کے لئے جو inputs ہیں جس میں seeds, fertilizers, pesticides, water, electricity ہے یہ اس سبسڈی کی مد میں دے دینے چاہییں اور خاص طور پر زمینداروں کے لئے ڈیزل سستا کرنا چاہیے تاکہ ان کے پاس جو ٹریکٹر ہیں وہ تو چل سکیں۔ ابھی تو topic شروع ہوا ہے اور آپ نے bell بجا دی۔ بڑے دن انتظار کے بعد میری باری آئی ہے۔ ہم نے تقریباً ایک ارب 21 کروڑ کا بجٹ ریسرچ کے لئے رکھا ہے۔ ہمارے ادارے ایسے ہیں جو اس وقت white elephant کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جناب سے میری التجا ہے کہ ایسے تحقیقاتی اداروں کو بند کر دینا چاہیے۔ میں ایک example quote کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم دیکھیں کہ ایک ہمارا Floriculture department ہے جو 25 سال سے ہمارے پنجاب میں کام کر رہا ہے لیکن آج تک ان کی output کیا ہے؟ اگر ہم بنگلور کو دیکھیں تو وہ دنیا کا سب سے بڑا floriculture میں cut flower کا exporter ہے لیکن ہمارے اس ملک میں یہ Floriculture department ہمارے اوپر ہی نہیں، ہمارے ملک کے اوپر ہی نہیں، ہمارے پنجاب کے اوپر بھی یہ بوجھ ہے۔ ایسے white elephant اداروں کو ختم کر دینا چاہیے یا میں یہ کہوں گا کہ جس طرح میرے بھائی کلو صاحب نے بات کی کہ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ جو facilitate کرتا تھا، جو بلڈوزر دیتا تھا وہ آج تمام سبسڈی واپس لے لی گئی ہے اور وہ بلڈوزر اسی طرح پڑے ہیں، ناکارہ ہو چکے ہیں اور وہ جو زمینداروں کو بورنگ کا سامان دیتے تھے آج وہ سامان اتنا خستہ ہو چکا ہے اگر 400 فٹ سے نیچے جانا پڑے تو وہ کسان کو کہتے ہیں کہ آپ اس کے لئے کوئی surety bond دیں کہ اگر کوئی پائپ نیچے رہ گیا تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ ایسے محکموں کے لئے نیا بورنگ سسٹم لے آئیں۔ اگر آپ نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم نے زمینداروں کو facilitate کرنا ہے تو پھر ایسے اداروں کو ختم کر دیا جائے یا اس کی right sizing کر دی جائے، down sizing کا لفظ میں اس لئے نہیں استعمال کر رہا کہ میں کہتا ہوں کہ اس میں right sizing کر لیں تو اس طرف ہمیں توجہ دینا ہوگی۔

جناب والا! ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمارے اس پنجاب میں ایشیاء کی سب سے بڑی ایگریکلچر یونیورسٹی موجود ہے جس میں ایوب ریسرچ سنٹر ہو یا رائس ریسرچ سنٹر ہو، اب ضرورت اس امر کی

ہے کہ ہمیں اپنے crop کے لحاظ سے zoning کرنا ہوگی۔ ہماری جو colra belt ہے ہم دنیا میں rice میں کوالٹی کے لحاظ سے اور production کے لحاظ سے آج نمبر 1 ہیں۔ میری استدعا ہے کہ جو rice zone ہے اس میں rice zoning ہونی چاہیے، شوگر کین ایریا میں شوگر کین کی انڈسٹری ہونی چاہیے اور کاٹن کے ایریا میں cotton zoning ہونی چاہیے اور اس طرح سے ہم اپنے مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایسٹ پاکستان میں ہمارے آم کی جو varieties ہیں دنیا میں اس کا جواب نہیں ہے لیکن افسوس کہ ہم نے اس کی export کے لئے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے citrus کے ساتھ پوری دنیا کا کوئی ملک مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن ہماری export کیا ہے۔ منڈیوں کے لئے جو نیا بجٹ رکھا گیا ہے میری التجا ہے کہ وہ بجٹ منڈیوں پر نہ لگایا جائے بلکہ زمینداروں کو دیا جائے کیونکہ ہم زمیندار مر رہے ہیں، پِس رہے ہیں۔ کون سا ایسا قانون ہے جس کے تحت اگر کوئی manufacturer ہوتا ہے تو وہ اپنی cost and production کے بعد اپنا profit mention کرتا ہے اور اس کے بعد اپنی قیمت announce کرتا ہے؟ یہ واحد زمیندار ہے جس کی قیمت دوسرا آدمی مقرر کرتا ہے۔ اس وقت زمیندار اور consumer پِس رہا ہے۔ middle man کا جو role ہے، اگر ہم نے اس مارکیٹنگ سسٹم کو تبدیل نہ کیا تو یہ زمیندار بد سے بدتر ہوتا جائے گا اور یہ خوراک کا بحران آج ہی نہیں بلکہ آئندہ بھی آپ کے گلے پڑا رہے گا۔ ہماری crop policy کوئی نہیں ہے۔ جب گندم کی کٹائی ہو رہی ہوتی ہے تو اس وقت ہم wheat or cotton کی پالیسی دے دیتے ہیں۔ اب ہمیں review کرنا ہے کہ ہم نے cotton policy اس وقت دینی ہے جب wheat کی harvesting ہو رہی ہو اور wheat policy اس کی کاشت سے بھی پہلے ہمیں دینی چاہیے۔ پرائس کنٹرول والے اسلام آباد میں بیٹھ کر ہمارا ریٹ مقرر کرتے ہیں جنہوں نے کبھی گاؤں نہیں دیکھا۔ اگر ان سے پوچھا جائے تو وہ کہتے ہیں، ہاں! گجر خان کے پاس سے گزرا تھا وہاں ایک گاؤں تھا۔ اگر ایسے policies maker ہوں گے تو ہمارا زمینداروں کا حشر یہی ہوگا۔ ان تحقیقاتی اداروں کے اوپر مانیٹرنگ ہونی چاہیے اور صرف رقم مختص کرنے سے ادارے نہیں چلتے، بلڈنگ بنانے سے ادارے نہیں چلتے۔ ان اداروں کو چلانے کے لئے ٹیکنیکل لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج اگر میں اپنے ضلع کی بات کروں تو میرے ضلع میں ایجوکیشن میں 1200 سے زیادہ sanctioned posts خالی پڑی ہوئی ہیں۔

جناب والا! اسی طرح صورتحال Health میں ہے۔ ہمارے جتنے بھی Rural Health Centres ہیں اور ہمارا D.H.Q ہسپتال ہے اس میں 43 sanctioned posts خالی ہیں۔ یہ صرف ہمارے salary structure کی وجہ سے ہے۔ اگر ہم نے اپنے salary structure کو revise نہ کیا تو ہمیں کوئی ڈاکٹر نہیں ملے گا، کوئی کینڈا کی immigration لے لے گا، کوئی امریکہ کی لے لے گا اور سب technical لوگ ملک سے باہر چلے جائیں گے۔ ہمیں اس چیز پر غور کرنا ہے۔

جناب والا! میری ایک گزارش ہے کہ ہمیں export zone بنانے چاہییں جسے حکومت کو facilitate کرنا چاہیے، ہمیں cold storage کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں vegetables کو store کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنی export کو بڑھائیں اور دوسرے ملکوں کی منڈیوں تک رسائی حاصل کریں۔ آج اگر آپ عرب ریاستوں کے اندر جا کر دیکھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ انڈیا کی fresh vegetable اس مارکیٹ میں available ہے لیکن افسوس ہے کہ ہماری کیوں نہیں ہے؟ اس میں کچھ اقدامات حکومت کی سطح پر کرنے ہیں اور حکومت کو special cargo flights چلانی چاہییں۔ وہ ہم زمیندار نہیں چلا سکتے یہ آپ کا کام ہے کہ آپ export zone بنائیں اور وہ پیسا جو منڈیوں کی طرف لگا رہے ہیں جو cold storage کی طرف لگا رہے ہیں اس پیسے سے export zone بنا کر زمینداروں کو سہولیات دیں اس طرح ہم اپنے ملک کی economy کو اوپر لے جا سکتے ہیں اگر انقلاب آئے گا تو وہ صرف اور صرف ہمارے Agriculture sector کی وجہ سے آ سکتا ہے۔ آج maize کی پوزیشن یہ ہے کہ 900 روپے سے ریٹ کم ہو کر 350/400 روپے پر آ گیا ہے۔

جناب والا! ہمیں ایسی private industry کو ترجیح دینا ہوگی تاکہ ہماری inputs کے ذریعے ہمیں جو output اور production آ رہی ہے اس پر ہمیں مناسب rate ملے۔ آج ہم بات کرتے ہیں کہ ہم chrome maximization کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر ہم نے chrome maximization کے منصوبے شروع کرنے ہیں تو پھر اس میں ہمیں ایسے اقدامات کرنے ہوں گے۔ کل tunnel farming کی بات ہوئی تھی تو یہ وہ technique ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ پاکستان میں اس وقت 2500 سے لے کر 3000 ایکڑ پر tunnel farming ہو رہی ہے۔ جس میں ہم off season

vegetables کاشت کر رہے ہیں۔ وہ ایک بیج دو روپے سے لے کر 11 روپے تک ہم خرید رہے ہیں۔ ہمارے تحقیقاتی اداروں کو پیسے اس لئے نہیں دیئے جاتے کہ ہم وہ hybrid seed باہر سے منگوائیں۔ آج افسوس کی بات ہے کہ ہماری جتنی بھی تحقیق ہو رہی ہے وہ field oriented نہیں ہے وہ research oriented ہے اور وہ field کے ساتھ related نہیں ہے۔ تحقیق کے لئے جتنا بھی پیسا دیا جا رہا ہے اس کا زیاں ہو رہا ہے۔ اس پیسے کا صحیح استعمال اس طرح سے ہونا چاہیے کہ زمینداروں کے مسائل حل ہونے چاہئیں۔ ہم کبھی mango malformation کے لئے اپنے پودے تباہ کر لیتے ہیں اور کبھی mango میں bug آ جاتی ہے اور کبھی کاٹن میں bug آ جاتی ہے۔ اس طرح سے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ ہمارے زمینداروں کے جو مسائل ہیں ان کے اوپر تحقیق ہونی چاہیے جو field کے ساتھ related ہوں تب جا کر ہم اپنے ملک کی ترقی کے لئے اہم کردار ادا کریں گے۔ میں تے ایہہ کہواں گا کہ:

ساڈے ملک وچ کدھے نیاں کوئی نئیں
کاواں نوں آکھدا کاں کوئی نئیں
مجھ سادھ دی چور نوں پھڑا چھڈی
لائی آکھدا کیتا گناہ کوئی نئیں

جناب سپیکر! اس وقت زراعت کے جو ادارے ہیں ان کی right sizing کی بات ہوئی ہے جو سفید ہاتھی کا کردار ادا کر رہے ہیں ان اداروں کی بات ہوئی تو صرف زراعت کے ساتھ یہ بے انصافیاں کیوں ہیں۔ آج زراعت واحد محکمہ ہے جس میں سوا 17 گریڈ لاگو ہے۔ جس میں 17 گریڈ اور ساتھ تین advance increments شامل ہیں۔ پاکستان میں، پنجاب میں کسی اور محکمے میں یہ گریڈ رائج نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ code book میں دیکھا جائے اور پڑھا جائے تو اس میں کہیں نہیں لکھا ہوا یہ صرف محکمہ زراعت میں تین advance increments کیوں ہیں؟ کسی ادارے میں 18 grade direct میں appointment نہیں ہوتی لیکن صرف محکمہ زراعت میں ہوتی ہیں۔ ہمیں ایسے اقدام کرنے ہوں گے اور ہمیں ان لوگوں کا moral develop کرنا ہوگا۔ ان کے لئے ہمیں incentives دینا ہوں گے جو تحقیق کرتے ہیں، جو کوشش کرتے ہیں اور جو ہمارے لئے نئی اقسام لے کر آتے ہیں۔

جناب والا! Tunnel farming میں آج ہم production کے حوالے سے گو کہ اُردن کے مقابلے میں بہت پیچھے ہیں۔ اگر ہم کھیرے کی بات کریں تو ہم 70 ٹن فی ایکٹر پیداوار حاصل کر رہے ہیں لیکن اگر اُردن کا موازنہ کریں تو وہ 120 ٹن فی ایکٹر پیداوار لے رہے ہیں۔ اگر ہم ٹماٹر کی بات کریں تو ہم یہاں 50 ٹن فی ایکٹر پیداوار لے رہے ہیں اور وہ 150 من فی ایکٹر پیداوار لے رہے ہیں۔ یہ technique اور نئے irrigation system کی بات نہیں ہے۔ ہم بھی اپنے ملک اور قوم کے لئے زرمبادلہ کما سکتے ہیں لیکن اس کے لئے export zone اور سہولیات دینے کا آپ کو اختیار ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میں نے جتنی بھی inputs دی ہیں اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔

جناب والا! ہم زمینداروں کے ساتھ جو سب سے بڑی بے انصافی ہو رہی ہے اگر آج صنعتکار بنک سے بنک گارنٹی لینا چاہتا ہے تو اس کو zero percent پر یا 10 precent margin پر بنک گارنٹی مل جاتی ہے اور اگر کسان بنک گارنٹی لینا چاہتا ہے تو اس کو 50 precent margin پر ملتی ہے جبکہ ہماری زمین بھی ان کے پاس ہوتی ہے، ہم اپنا رقبہ ان کے پاس گروی رکھتے ہیں تو پھر وہ قرضہ دیتے ہیں وہ بھی 100 فیصد قرضہ نہیں دیتے بلکہ ہمیں 60 فیصد قرضہ دیتے ہیں۔ زمینداروں کو یہ سہولت ہونی چاہیے کہ وہ zero percent margin پر بنک سے بنک گارنٹی حاصل کر لیں کیونکہ اس کے عوض ہم نے اپنا رقبہ دیا ہوتا ہے۔ اب میں اپنے علاقے کی طرف آتا ہوں کہ میرا تعلق اس علاقے سے ہے جو وادی سندھ کی تہذیب کے بعد پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ میرا مطلب وہ ہڑپہ شہر ہے جس سے بڑے بڑے لوگ اس ایوان میں بیٹھتے رہے، جن کا سفر پاکستان پیپلز پارٹی سے شروع ہو کر "ج"، "ن" اور "ق" لیگز سے ہوتا ہوا پھر ہڑپہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ آج تک اس تہذیب کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ جو کہ پاکستان کی خالق جماعت ہے۔ میرے معزز ممبر بھائی کو اس طرح نہیں کہنا چاہیے بلکہ پاکستان مسلم لیگ سے پیپلز پارٹی نے وجود پایا اور ان کے بانی ذوالفقار علی بھٹو شہید اور ان کے والد بھی مسلم لیگی تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ وہ بجٹ پر بات کر رہے ہیں انھیں بات کرنے دیں۔ چودھری صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں نے صرف اپنے حلقے کی بات کی ہے۔ ہڑپہ کی تہذیب 3500 قبل مسیح کی ہے جس کی کھدائی 1921 میں شروع ہوئی، موہنجو داڑو کی 1922 میں کھدائی شروع ہوئی اور ٹیکسلا جو 500 قبل مسیح کی تہذیب ہے۔ ہڑپہ سب سے پرانی تہذیب ہے وہاں ہمارے visitors آتے ہیں تو ہم شرمندہ ہوتے ہیں اگر آپ اس کی ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی طرف دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ کیا ہم وہاں پر بین الاقوامی معیار کے مطابق سہولیات دے رہے ہیں؟ میری آپ سے التجا ہے کہ اگر ٹیکسلا کو جو 500 قبل مسیح کی تہذیب ہے۔ اگر موہنجو داڑو اور قلعہ کو international heritage میں شامل کیا جا سکتا ہے تو وہ تہذیب جو پنجاب کی سب سے پرانی تہذیب ہے اور سندھ میں موہنجو داڑو کے بعد دوسرے نمبر پر وادئ سندھ کی تہذیب کا مرکز ہے۔ اس کو international heritage میں شامل کیا جائے، اس کی طرف توجہ دی جائے اور اس کے لئے 12۔ کروڑ کا جو بجٹ رکھا گیا ہے میری آپ کے توسط سے جناب وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ اس میں ہڑپہ کے لئے بھی حصہ مختص کیا جائے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ٹائم دیا کیونکہ کافی دوست احباب ناراض ہو رہے ہیں۔ ایک اور بات ضرور کہوں گا کہ جس طرح قومی اسمبلی کے ہر ممبر کو blue passport جاری کیا جاتا ہے تو میری استدعا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران کو بھی blue passport جاری ہونے چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ یہ بجٹ کا issue نہیں ہے۔ آج آپ کو اپنی بات کرنے کے بعد سمجھ آ گئی ہو گی کہ آپ کی باری تین دن بعد کیوں آئی ہے کیونکہ ہر ممبر اپنے مقرر کردہ ٹائم سے بھی اوپر لے کر جا رہا ہے کہ باقی ممبران جنہوں نے وقت کے لئے لکھوایا ہوا ہے ان کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! فاضل ممبر صاحب نے دو باتیں کی ہیں میں ان کو ذرا clarify کرنا چاہتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ میں سمجھتی ہوں کہ واحد پاکستان پیپلز پارٹی ہے جو اس

ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے اور اس پر کسی کو اس کی تعریف پر شک نہیں ہے کہ کون کیا ہے؟ اگر ہم لوگ کسی وجہ سے خاموش ہیں تو اس کا مطلب غلط نہ لیا جائے اور اسے کمزوری نہ سمجھا جائے۔ میں کہوں گی کہ یہاں پر سیاسی پارٹی پر بات کرنے سے اجتناب کیا جائے اور آئندہ ہاؤس میں ایسی کوئی بات نہ کی جائے کہ جس سے کسی پارٹی کو criticize کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہمارے بھائی نے اسلام آباد کی بات کی کہ شجرکاری صرف اسلام آباد کے لئے ہے۔ میں واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ سابقہ آٹھ سالہ دور سے پہلے اسلام آباد بڑا خوبصورت تھا اور اسے سرسبز علاقہ کہا جاتا تھا لیکن مشرف صاحب کے سکیورٹی رِسک کی وجہ سے تمام درخت کاٹ دیئے گئے ہیں اور ابھی اس سال نئی شجرکاری مہم کے تحت دس لاکھ نئے درخت لگائے گئے ہیں جو پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں نے، لوگوں نے اور سکول کے بچوں نے اپنی مدد آپ کے تحت لگائے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک بات عرض کرنی ہے کہ ہمارے بھائی نے ابھی تقریر کی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ جب ان کی تقریر دفاتر میں جاتی ہے یا اوپر جو ہمارے بھائی صحافی بیٹھے ہیں ان تک جاتی ہے تو پھر وہ لوگ اس کو criticize کرتے ہیں۔ میں اس ایوان کے ہر رکن کی طرف سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس بات کا جس کو کوئی علم ہو ہمیں چاہیے کہ صرف اسی پر بات کریں۔ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ 10 فیصد پر industrialist کو یا کاروباری لوگوں کو بنک گارنٹی ملتی ہے لیکن ایسی بات بالکل نہیں ہے۔ سٹیٹ بنک کی پابندی ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ 100 فیصد سے نیچے بالکل کوئی گارنٹی نہیں ملتی۔ lien 100 percent رکھا جا رہا ہے۔ 100 percent cash margin یا اس سے زیادہ کی جائیداد کے بدلے بنک گارنٹی ملتی ہے اس کے علاوہ نہیں ملتی۔

دوسری ضروری بات جو میں نے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کی تھی کہ مرکزی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پھانسی کی سزا ختم کر دی جائے۔ سورۃ المائدہ میں بڑا clear اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جان کا بدلہ جان، کان کا بدلہ کان، دانت کا بدلہ دانت اور آنکھ کا بدلہ آنکھ مقرر ہے۔ یہ ملک جو ہم نے اللہ کے نام پر لیا تھا یہاں پر international human rights کے کہنے پر قاتلوں

کو اگر معاف کیا جائے گا تو یقین کیجئے یہاں پر جرائم پہلے ہی کنٹرول نہیں ہو رہے، یہاں اور بھی لوگ ہوں گے جو اس کی مذمت کریں گے لیکن میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ آپ ماشاء اللہ ایک اچھے وکیل بھی ہیں۔ کل رات کا واقعہ ہے کہ یہاں سے صرف چند سو گز کے فاصلے پر ایک ہوٹل کے مالک نے ایک گاہک کو قتل کر دیا۔ ہم لوگ پہلے ہی اتنے shock tempered ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ رجم کی سزا موت ہے۔ اب اس کے ساتھ ساتھ جس شخص نے زنا کیا اس کو بھی ہم معاف کریں گے۔ قرآن clear کہتا ہے کہ باغیوں کے لئے بھی قتل ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اگر ہم معاف کر رہے ہیں تو پھر ہم قرآن سے بغاوت کر رہے ہیں۔ چاہے اس وقت اس ایوان میں لوگ میرا ساتھ دیں یا نہ دیں لیکن میں اس گھپ اندھیرے میں ایک دیئے کی طرح یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے سب لوگ یہ سوچیں کہ قاتلوں کو معاف نہ کریں۔ سات ہزار قتل اگر معاف ہوں گے تو یقین کیجئے کہ 70 ہزار خاندان تباہ ہو جائیں گے۔ آپ کو مجھ سے زیادہ پتا ہے کہ مدعیان کو قتل کیا گیا، evidences کو قتل کیا گیا، گھر کے گھر تباہ کر دیئے گئے۔ وہ بدمعاش اور حرام زادے مافیا کو معاف کر دیں اور وہ بھی صرف human rights کے کہنے پر۔ وہ اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتے، وہاں پر بچوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ مجھے اتنا کچھ پتا ہے کہ میں بتا نہیں سکتا۔ آپ دیکھیں کہ پورے یورپ میں کیا ہو رہا ہے اور ہمارا ان سے کیا لینا دینا؟ میں بار بار بھرپور مذمت کرتا ہوں اور اپنے تمام بھائیوں سے کہتا ہوں کہ ہمیں یہاں اس House میں لانے والا صرف اللہ ہے۔ اگر ہم نے اللہ کے نظام کے خلاف بغاوت کی تو ہماری تباہی لازمی ہے۔ بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ بات کو wind up کرنے دیں۔ بہت زیادہ دوست ابھی تقریر کرنے والے رہتے ہیں۔ شیخ صاحب نے اپنی بات کر دی ہے اب اس کو چھوڑیں۔

محترمہ شمائلہ رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شمائلہ رانا صاحبہ!

محترمہ شمائلہ رانا: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ جناب سپیکر! ابھی میرے فاضل بھائی ایک بات کر رہے تھے۔ میں اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کی توجہ ایک بہت ہی sensitive issue پر دلانا چاہتی ہوں کہ پرسوں میں نے کیمپ جیل کا visit کیا اور میں

نے وہاں پر قیدیوں کی جو صورتحال دیکھی ہے وہ دیکھ کر مجھے بہت زیادہ افسوس ہوا ہے کہ کروڑوں اور اربوں روپے کے گھپلے کرنے والوں کو ہم لوگ B class اور A class کی سہولت فراہم کرتے ہیں اور جو پانچ ہزار کی چوری کر کے غریب آدمی جیل چلا گیا ہے اس سے وہاں پر ذلت آمیز طریقے سے سلوک ہوتا ہے جس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ ہمارے وزیر جیل خانہ جات چودھری عبدالغفور کو آپ بتائیں اور اس حوالے سے کچھ نہ کچھ ایسے rule بنائیں کہ ان لوگوں کو بھی اتنی ہی سزا ملنی چاہیے اور وہ بھی اسی گرمی میں بیٹھیں جس طرح چھوٹی چوری کرنے والے کو سزا ملتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اس وقت میری سب سے زیادہ emphasis اس بات پر ہے کہ صرف بجٹ پر ہی رہیں۔ اس طرح تو ہاؤس کی کارروائی نہیں چل سکے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مولانا صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے فاضل ممبر نے قتل کی سزا کے بارے میں ذکر کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ قرآن پاک کی مقرر کردہ سزاؤں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ قبل ازیں انہوں نے زنا جو حدود اللہ میں سے ایک حد ہے اور اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ "تلک حدود اللہ فلا تھتدوہ ومن یتعد حدود اللہ فا اولئک ھم الظلمون" کہ یہ میری مقرر کردہ حدیں ہیں جو ان کو پھلانگے گا وہ بڑا ظالم ہوگا اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے پہلے زنا کی حد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی، شراب کی حد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور اب قتل کو جس کے لئے اللہ پاک نے تورات اور انجیل میں لکھ دیا تھا کہ قتل کی سزا قتل ہے جبکہ واضح طور پر جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہو اور اس قتل کی سزا جو معافی ہے وہ سوائے ورثا کے نہ کسی صدر کے پاس ہو سکتی ہے، نہ کسی وزیراعظم کے پاس ہو سکتی ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن اور سنت کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ جب ہمارے آئین میں یہ بات منظور شدہ ہے کہ ہمارا supreme law قرآن اور حدیث ہے تو اس صورت میں پاکستان میں ایسا کوئی قانون لاگو نہیں ہو سکتا جو قرآن اور سنت کے قوانین سے متصادم ہو اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ ہماری اس اسمبلی کا احتجاج آپ اسلام آباد تک پہنچائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ جناب والا! سنا تھا کہ کم علمی خطرناک ہوتی ہے اور اتنی خطرناک ہوتی ہے یہ مجھے اندازہ نہیں تھا۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہم سب legislators ہیں ہمیں کم از کم اندازہ ہونا چاہئے کہ قوانین کیا ہیں۔ اس ملک میں penal code علیحدہ ہیں اور حدود اللہ یا اسلامی شریعت بالکل علیحدہ ہے۔ پاکستان میں جو سزائیں ملتی ہیں وہ penal code کے تحت ہوتی ہیں، حدود اللہ کے اندر نہیں ہوتیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان کو mix کر کے عجیب قسم کی confusion پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حدود آرڈیننس اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا تھا بلکہ ضیاء الحق نے بنایا تھا۔ اپنی کرسی کے لئے اور عورت کا نام استعمال کرنے کے لئے حدود آرڈیننس بنایا گیا تھا۔ آج تک اس پر debate ہوئی اور نہ آج تک حدود آرڈیننس کے تحت کسی کو سزا ہوئی ہے۔ جس قانون پر عملدرآمد نہیں کروایا جا سکتا۔ اس میں جو witness کی شرائط ہیں مجھے یہ بتائیں کہ تزکیہ الشہود کی جو شرائط ہیں ان پر کون پورا اترتا ہے؟ ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے آج تک جھوٹ نہیں بولا، ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے گناہ کبیرہ نہیں کیا؟ جو قوانین implement نہیں ہو سکتے۔ ہم حدود آرڈیننس کی repeal کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے خدانخواستہ شریعت کے خلاف یا حدود اللہ کو کبھی چھیڑنے کی کوشش نہیں کی اور جن سزاؤں میں کمی کرنے کی بات کی جا رہی ہے وہ penal code کے تحت ہیں۔ اس میں حدود اللہ یا اسلامی قوانین کا کوئی تعلق نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے آپ میری بات سن لیں کہ آج کا اجلاس specific بجٹ پر بحث کے لئے ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کے لئے معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ ہاؤس میں پڑھ کر آئیں اور اگر کسی issue کو وہ raise کرنا چاہتے ہیں تو اس کا طریق کار بھی اگر رولز اینڈ پروسیجر پڑھیں تو اس میں طے ہے۔ اگر آپ اس issue پر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس پر باقاعدہ جو رولز ہیں ان کو اپنائیں اور ان کے مطابق اس issue کو لے کر آئیں اور اس پر باقاعدہ وقت دیا جائے گا لیکن آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسئلہ جو اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ اس بجٹ کو approve کرنے کا ہے اور اس بجٹ کو دیکھنے کا ہے جس پر پورے پنجاب کے عوام کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ آپ لوگ اپنے اپنے حلقوں سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور آپ کے حلقے کے عوام منتظر ہیں کہ آپ یہاں پر اس کے اوپر کیا فیصلہ کرتے ہیں تو میں صرف یہ بات کروں گا کہ اس بات کو یہیں پر چھوڑیں۔ اس پر اگر کوئی معزز ممبر بات کرنا

چاہتا ہے تو رولز اینڈ پروسیجر کو follow کرے اور اس کے مطابق اسمبلی میں لے کر آئے اور ہم اس کو دیکھیں گے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ بات کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ حزب اقتدار کے اراکین اپنی حکومتی پالیسیوں پر تنقید نہیں کرتے لیکن ہماری جماعت اور ہمارے قائدین کا یہ شیوہ رہا ہے کہ انہوں نے نہ صرف تعمیری تنقید کو پسند کیا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے۔ میں یہاں اس بحث میں نہیں الجھنا چاہتی کہ گزشتہ بجٹ بہتر تھا یا موجودہ بجٹ بہتر ہے لیکن میں یہاں ایک بات پورے اعتماد کے ساتھ کہنا چاہوں گی کہ گزشتہ نو سالوں کی نسبت اس سال موجودہ بجٹ میں عوام کو بہتر ترقیاتی منصوبے اور بہتر سہولیات ضرور ملیں گی۔

جناب سپیکر! ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں نہ صرف یہ تمام ترقیاتی منصوبے مکمل ہوں گے بلکہ اس کے بہتر نتائج بھی حاصل ہوں گے۔ میں یہاں پر ایک بات اور کہنا چاہوں گی کہ گزشتہ حکومت نے ترقیاتی کاموں کی آڑ میں جو لوٹ مار کی ہے اس کا احتساب کیا جائے اور ان قومی لٹیروں کو نہ صرف عبرتناک سزا دی جائے بلکہ ان سے وہ لوٹا ہوا خزانہ واپس لیا جائے تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کو ان کا حق خوشحال پاکستان کی صورت میں مل سکے۔ اس لوٹ مار کی تازہ ترین مثال ہمارے سامنے پنجاب بنک کی صورت میں موجود ہے۔ جس کے کئی افسران گرفتار ہیں اور جہاں کروڑوں، اربوں روپے کے گھپلے ہوئے ہیں لیکن اصل مجرم شکنجے میں نہیں آ سکے ہیں۔ میری آپ سے، اس ایوان کے توسط سے گزارش ہے کہ ان اصل ملزموں کو گرفتار کرنے کے لئے اقدامات کریں۔

جناب سپیکر! اب میں خواتین کی بہبود کے حوالے سے صرف دو باتیں کہوں گی کہ خواتین کی بہبود کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایسے سنٹرز قائم کئے جانے چاہئیں جہاں پر ان کو روزگار کے مواقع دیئے جائیں، ان کو ہنرمند کیا جائے، ان کو مختلف کام سکھائے جائیں اور پھر ان کو چھوٹے قرضے یا ان کے کام کے حساب سے قرضے دیئے جائیں تاکہ وہ اپنا کام کر کے خود روزگار پیدا کر سکیں۔ اس طرح سے ہمارے ملک میں جو بے روزگاری کا مسئلہ ہے اس میں خاصی حد تک کمی آ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ نئے سکولز اور کمیونٹی سنٹرز ضرور تعمیر ہونے چاہئیں لیکن جو موجودہ سکولز ہیں ان میں تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جائے۔ بلڈنگز موجود ہیں تو اساتذہ نہیں ہیں، فرنیچر نہیں ہے۔ میں لاہور ہی کی بات کرتی ہوں کہ میں نے یہاں شہر میں ہی بے شمار سکولز دیکھے ہیں کہ جہاں پر سٹاف نہیں ہے، فرنیچر

نہیں ہے، بچے پڑھنے آتے ہیں لیکن ان کو سہولیات نہیں ہیں۔اگر ہائی سکول ہے سائنس کے مضمون ہیں تو سائنس لیبارٹری نہیں ہے۔اس طرف توجہ دی جانی چاہیے،ہیلتھ سنٹرز اور کیمونٹی سنٹرز ہیں مگر وہاں پر سٹاف نہیں ہے ، ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ ان کے لئے بہتری پیدا کی جائے اور وہاں ان کو activate کرنا چاہئے۔بہت شکریہ

محترمہ شگفتہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! براہ مہربانی مجھے پانچ منٹ کا وقت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کس بارے میں؟

محترمہ شگفتہ شیخ: میں نے بجٹ کے حوالے سے تقریر کرنی ہے۔ میرا نام تو کافی دیر سے آئے گا اور مجھے ضروری کام جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو پہلے ہی بلالوں گا۔آپ بیٹھیں میں آپ کو بلاتا ہوں۔ سردار محمد ایوب خان!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں جناب وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ پنجاب دونوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس جمہوری دور کا پہلا جمہوری بجٹ پیش کیا ہے۔ حقیقتاً یہ بجٹ ایک عوامی اور فلاحی بجٹ ہے۔بجٹ صرف اعداد و شمار کے مجموعے کا نام نہیں ہوتا بلکہ بجٹ نام ہے ایک vision کا ،ایک financial policy کا،ایک approach کا۔ غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے اور غربت کے خاتمے کے لئے 17۔ارب کے پروگرام رکھنے پر یقیناً وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ پنجاب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ان پروگراموں کی بدولت غربت کے خاتمے میں کافی مدد ملے گی۔ جس طرح مفلس اور نادار لوگوں کے لئے شہری علاقوں میں کم قیمت والے گھروں کی سکیم شروع کی جارہی ہے میری یہ گزارش ہے کہ دیہات میں جہاں 70 فیصد آبادی رہتی ہے اور غربت کا level بھی بہت زیادہ ہے وہاں غریبوں کے لئے پانچ مرلہ اور سات مرلہ کی سکیم شروع کی جائے ۔ پانچ مرلہ اور سات مرلہ کے تحت ان کو مفت پلاٹ دیئے جائیں اور ان کو further گھر بنانے کے لئے بھی امداد دی جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ کی پہلی ترجیح انصاف کی فراہمی ہے۔ دیگر اقدامات کے علاوہ عدلیہ کی تنخواہوں میں اضافہ یقیناً ایک ایسا قدم ہے جسے دوسرے صوبے بھی follow کریں گے اور یہ سستے اور فوری انصاف کے لئے مثبت پیشرفت ہے۔ اگر آپ نے عوام کو انصاف دینا ہے تو پھر میری یہ گزارش ہے کہ ان ججوں کو لایا جائے جن پر عوام کا اعتماد ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے میں پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگانے والوں نے سوائے اپنی publicity کے کچھ بھی نہیں کیا اور اگر کیا بھی تو صرف یہ کہ قائداعظم اور علامہ اقبال کی تصاویر کی جگہ جناب پرویز مشرف اور چودھری پرویز الٰہی کی تصاویر درسی کتابوں پر چھپوائیں لیکن ہم نے اپنے بچوں کو معیاری تعلیم دینی ہے۔ دیہات کا بچہ جو ہے اس کو بھی وہی تعلیم ملنی چاہئے جو شہر کا پرائیویٹ بچہ حاصل کر رہا ہے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ دیہات میں proper teacher ہیں نہ ان کو proper تعلیم دی جاتی ہے۔ شہر میں جو بچہ ہے وہ اچھی تعلیم حاصل کرتا ہے اور دونوں بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو ان کا مقابلہ آپس میں نہیں کیا جا سکتا، وہ احساس کمتری کا شکار ہوتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ سب کے لئے یکساں تعلیم کی پالیسی کے تحت ایک سلیبس ہونا چاہئے۔ چاہے وہ بچہ دیہات میں پڑھ رہا ہے، چاہے کسی پرائیویٹ سکول میں پڑھ رہا ہے، چاہے گورنمنٹ سکول میں پڑھ رہا ہے ایک سلیبس کے تحت اس کو تعلیم دی جائے۔

جناب سپیکر! بوائز کے ساتھ بچیوں کی تعلیم بہت ضروری ہے کہ انہیں تعلیم دی جائے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میرا حلقہ جس کے 78 گاؤں میں صرف دو بوائز ڈگری کالج ہیں اور گرلز کا کوئی ڈگری کالج نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ میرے حلقہ کا بڑا شہر رجانہ ہے جو کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ٹاؤن ہے جہاں پر بوائز ڈگری کالج ہے۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا ٹاؤن ہے جہاں پر بوائز انٹرمیڈیٹ کالج ہے لیکن طالبات کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے ٹوبہ ٹیک سنگھ یا کمالیہ جانا پڑتا ہے۔ دونوں اطراف میں انہیں 25/30 کلو میٹر کا سفر طے کرنا پڑتا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ رجانہ میں گرلز ڈگری کالج کی منظوری دی جائے۔

جناب سپیکر! زراعت کے شعبے میں چھوٹے کاشت کاروں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کا دوبارہ اجراء حوصلہ افزا ہے۔ جب تک کسان خوش حال نہیں ہوگا یہ ملک خوش حال نہیں ہوگا۔ کسان کو جعلی ادویات اور کھادوں سے نجات دلائی جائے۔ میاں محمد شہباز شریف نے اپنے سابقہ دور حکومت میں یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا اور اب بھی اس کو فوقیت دی جائے۔ اس بجٹ میں کھاد اور بیج کی

قیمتیں کم کرنے کا کہا گیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنی ہونی ہیں تو میری یہ تجویز ہے کہ further کھاد اور بیج کی قیمتوں پر کسان کو سبسڈی دی جائے۔ ان علاقوں میں جہاں نہری پانی نہیں ہوتا وہاں پر بجلی کے ٹیوب ویل کے فلیٹ ریٹ مقرر کئے جائیں تاکہ کسان آرام سے اپنی فصلوں کو جتنا پانی انہیں required ہو، دے سکیں۔

جناب سپیکر! نہری پانی ہر حالت میں ٹیل تک پہنچایا جائے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میرے حلقہ کے 16 دیہات ایسے ہیں جو کہ درکھانی راجباہ کی ٹیل پر واقع ہیں۔ میں اس معزز ایوان میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ پچھلے 8 سال سے ان 16 دیہاتوں میں ایک قطرہ نہری پانی نہیں گیا۔ اگر ان دیہاتوں کا زیر زمین پانی میٹھا نہ ہوتا تو زمین بنجر ہو چکی ہوتی۔ آخر وہ لوگ جو ٹیل پر واقع ہیں یعنی جن کی زمینیں ٹیل پر ہیں ان کا قصور کیا ہے؟ شروع والے زمینداروں کو جتنا پانی ملتا ہے اتنا ہی پانی ٹیل پر رہنے والوں کو بھی ملنا چاہئے اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انگریز کے دور میں اگر ٹیل پر وافر پانی پہنچ سکتا تھا تو اب کیوں نہیں پہنچ سکتا؟ میری وزیر خزانہ اور وزیر آبپاشی سے یہ گزارش ہے کہ ٹیل کے زمینداروں کی دادرسی کی جائے۔ انہیں ان کے نہری پانی کے حق سے محروم نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں میاں صاحب کا اعلان کہ پرانے کڈنی اور ڈائلسز سنٹر کو بحال کیا جائے گا اور نئے سنٹر بھی کھولے جائیں گے جو کہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن D.H.Q کو facilities زیادہ سے زیادہ دیں۔ اگر آپ نے عوام کو صحت کی سہولتیں دینی ہیں تو پھر بڑے شہروں تک نہ رکھیں بلکہ چھوٹے شہروں میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں وہ سہولیات ملنی چاہیئیں۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ہیڈ کوارٹر ہسپتال 124 بیڈ کا ہے جہاں آپریشن کے بعد چوتھے پانچویں دن مریض کو ڈسچارج کر دیا جاتا ہے جبکہ وہ ابھی پوری طرح صحت یاب بھی نہیں ہوا ہوتا۔ صرف اس وجہ سے کہ مریض زیادہ ہیں اور بیڈ اگلے مریض کو دیا جائے اور اس کو ڈسچارج کر دیا جاتا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی capacity بڑھائی جائے جو 125 بیڈ کا ہے اسے 300 کا کریں اور اسی طرح تحصیل ہسپتالوں کی بھی capacity بڑھائیں اور وہاں maximum facilities دیں۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر دیہات میں جانا ہی نہیں چاہتے اور دیہات میں سب سے زیادہ کمی ڈاکٹروں کی ہے۔ ڈاکٹر ادھر ملتے ہی نہیں ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ڈاکٹروں کے لئے لازم کیا

جائے کہ انہیں اگلے گریڈ میں move over اسی صورت کیا جائے کہ جب تک وہ دو سال کا عرصہ دیہات میں نہ گزاریں۔ ان کی یہ پالیسی بنا دینی چاہئے تاکہ دیہات میں زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر دستیاب ہوں اور لوگوں کو صحت کی سہولتیں ادھر ان کے نزدیک ترین علاقوں میں ہی مل سکیں۔

جناب سپیکر! پولیس کے بارے میں اس ایوان میں پہلے بھی کافی دوستوں نے بحث کی ہے اور اس سے متعلق باتیں کی ہیں تو میری صرف ایک گزارش ہے کہ پولیس کے اس وقت مختلف پانچ، چھ شعبے ہیں جن میں موٹر وے پولیس، ہائی وے پولیس، ٹریفک پولیس اور تھانوں کی پولیس ہے۔ امن و امان کی ذمہ داری اگر سب سے زیادہ کسی پر ہے تو وہ تھانوں کی پولیس پر ہے اور ڈیوٹی تھانوں کی پولیس 24 گھنٹے دیتی ہے۔ موٹر وے والا یا ہائی وے والا 8 گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے لیکن تنخواہوں میں اتنا فرق ہے کہ موٹر وے کا اے۔ایس۔آئی اٹھارہ، بیس ہزار روپے لے رہا ہے اور تھانے والا جو 24 گھنٹے ڈیوٹی دے رہا ہے اور جس نے امن و امان کی صورتحال کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے زیادہ کام کرنا ہے، وہ بیچارہ ساڑھے پانچ ہزار روپے لے رہا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ تنخواہوں کے اس فرق کو ختم کیا جائے اور سب کی ایک طرح کی تنخواہیں ہونی چاہئیں کیونکہ ایک ہی محکمہ ہے۔ اگر مختلف شعبے ہیں تو ان کی تنخواہیں ایک جیسی ہونی چاہئیں اور تنخواہوں کے اس فرق کو ختم کیا جائے تاکہ وہ دلجمعی سے کام کر سکیں اور تھانوں میں جو رشوت چلتی ہے، یہ کچھ کم ہو۔ اگر ان کی تنخواہیں زیادہ ہوں گی تو رشوت کم ہو گی ورنہ پانچ ہزار روپے تنخواہ لینے والا اے۔ایس۔آئی لازمی رشوت لے گا۔

جناب سپیکر! مہنگائی اور بے روزگاری کے خاتمہ اور امن و امان کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کو ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سابقہ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ملک متعدد بحرانوں میں مبتلا ہوا ہے لیکن اب ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم سب مل کر اس ملک کو بحرانوں سے نکالیں اور مجھے قوی امید ہے کہ دونوں بڑی جماعتیں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) مل کر اس ملک کو بحرانوں سے نکالیں گے اور انشا اللہ پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں یہ ملک جلد ان بحرانوں سے نکلے گا۔ مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اس موقع پر اپنے قائد آمریت کے سامنے ڈٹ جانے والے مرد مجاہد میاں محمد نواز شریف کو جمہوریت کی بحالی، آئین کی بالادستی اور آمریت کے خاتمہ کے لئے ان کی

آٹھ سالہ طویل جدوجہد کرنے پر ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔آج ان کی جدوجہد کے نتیجے میں ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔میں شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی جمہوریت کے لئے قربانی پر انہیں بھی خراج تحسین وعقیدت پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر!سب سے پہلے میں اپنے لیڈر پاکستان مسلم لیگ(ن) کے صدر اور پنجاب کے عوام کے دلوں کی دھڑکن میاں محمد شہباز شریف کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ ان کی ولولہ انگیز قیادت میں پنجاب کی پہلی جمہوری حکومت کا تاریخ ساز بجٹ پیش ہوا۔میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہیں پہلی عوامی جمہوری حکومت کا عوامی،فلاحی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

جناب سپیکر!میاں محمد شہباز شریف کے دور حکومت کو لوگ آج تک یاد کرتے ہیں کیونکہ اس وقت عوام کو اپنی جان و مال کا تحفظ حاصل تھا لیکن اب حالات ایسے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میاں محمد شہباز شریف کو دوبارہ تعمیر و ترقی کا موقع دیا ہے۔جب ان کے سابق دور میں ترقی ہو رہی تھی تو آمریت نے جمہوریت کا تختہ الٹ کر آمریت ملک پر مسلط کر دی لیکن آٹھ سال میں لوگوں کے دلوں سے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی محبت نہیں نکال سکے۔

جناب سپیکر!میاں محمد شہباز شریف نے حکومت سنبھالتے ہی پر تعیش وزیر اعلیٰ ہاؤس کو خواتین I.T یونیورسٹی بنانے کا اعلان کر کے پنجاب کی خواتین کے دل موہ لئے ہیں۔۔۔

(اذان ظہر)

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! وزیر خزانہ کی تقریر میں ہر شعبہ کی مکمل تفصیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہماری حکومت اس بجٹ پر عملدرآمد کروانے کے لئے monitoring کے نظام کو موثر بنائے گی تو پنجاب حقیقی معنوں میں عوامی،فلاحی اور ترقیاتی صوبہ کہلائے گا۔میں جس حلقہ سے تعلق رکھتی ہوں وہ لاہور کا چھوٹا بھائی قصور ہے مگر گزشتہ 8 سالوں سے اسے نظر انداز کئے رکھا چونکہ قصور مسلم لیگ(ن) کا گڑھ ہے۔District Head Quarter ہسپتال قصور کہنے کو تو ہسپتال ہے لیکن وہاں طبی سہولتوں کا فقدان ہے،ڈاکٹروں کی کمی ہے اور ادویات کی عدم دستیابی جیسے مسائل درپیش ہیں۔سابقہ حکومت نے ہسپتال کی حالت زار پر کوئی عملی قدم نہیں اٹھائے اور لوگ آج بھی علاج معالجہ کے لئے لاہور آتے ہیں۔dialysis unit پر لاکھوں روپے خرچ کر کے machinery کو زنگ لگانے کے لئے نصب کر دیا گیا مگر staff اور شعبے کا ڈاکٹر تعینات نہیں کیا

گیا۔ ہسپتال میں عوام کو relief دینے کی بجائے مسائلستان بنایا ہوا ہے۔ جو ہسپتال عوام کا علاج نہیں کر سکتا وہ خود علاج کے قابل ہو جاتا ہے اس لئے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر صحت اس پر خصوصی توجہ دے کر قصور کے لوگوں پر رحم کریں۔

جناب سپیکر! قصور کا ایک بہت بڑا مسئلہ عظیم صوفی شاعر دربار حضرت بھلے شاہ کا ہے جو کہ گزشتہ 8 سال سے تعمیر کے مراحل میں ہے مگر محکمہ اوقاف لاکھوں روپے ماہانہ آمدن کے باوجود مزار پر آنے والے زائرین کو کوئی سہولت میسر نہیں کر رہا ہے۔ اس مزار کو شایان شان بنانے کے لئے 2003 میں اس وقت کے وزیر اعظم میر ظفر اللہ جمالی نے ڈیڑھ کروڑ روپے کی گرانٹ دی تھی جبکہ سابقہ وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے بھی ڈیڑھ کروڑ روپے کا اعلان کیا تھا۔ یہ تین کروڑ کی گرانٹ اور محکمہ اوقاف کی اپنی گرانٹ بھی ہو گی مگر پھر بھی مزار کی تعمیر مکمل نہیں ہو سکی۔ میں مطالبہ کرتی ہوں کہ اس منصوبے پر غفلت کے مرتکب محکمہ اوقاف کے افسران کے خلاف کارروائی کا تعین کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ قصور کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ وہاں سڑکیں کھنڈرات کا منظر پیش کر رہی ہیں اور پینے کے لئے صاف پانی میسر نہ ہے لہذا اس کے لئے خصوصی ترقیاتی فنڈ دیا جائے تاکہ قصور کی پسماندگی دور ہو سکے۔ میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! جب اذان ہو جاتی ہے تو براہ مہربانی اگر ہو سکے تو نماز کے لئے 15 منٹ کا ضرور وقفہ ہونا چاہیے تاکہ ہم بھی آ کر واپس کارروائی میں حصہ لے سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ صبح آئے ہوتے تو آپ کو پتا ہوتا کہ ہم نے ابھی نماز کے لئے وقفہ کرنا ہے۔ جی، حاجی لیاقت علی!

حاجی لیاقت علی: جناب سپیکر! میں صرف چند منٹ لینے نے، ایس توں ودھ نئی لینے، وعدہ کیتا اے۔ جناب پردھان جی! ایس اچی تے سچی پیڑھی تے بہہ کے مُچھّاں دے تھلے نماں نماں ہسدے بڑے

سوہنے لگدے او۔ میں پنجابی صرف ایس واسطے بولی سی کہ اک نے کیا سی کہ پنجابی دے وچ سپیکر نوں کی کہندے نے۔ میں وزیر خزانہ صاحب نال چند گزارشاں کراں گا۔

جناب سپیکر! ملک دی 70 فیصد آبادی دا زراعت دے نال تعلق اے تے اوہدے واسطے اسیں جو کجھ رکھیا او تقریباً مونگ پھلی دے دانے دے برابر وی رقم نئیں اے۔ 10 ہزار ٹریکٹر دا اعلان کیتا گیا جدے تے subsidy تقریباً ایک ارب روپے دتی جائے گی۔ میری گزارش ہے کہ اینوں بڑھا کے اگر تے زیادہ ہو سکدی اے 40,50 ٹریکٹر اک سال دے وچ اگر مل جان تے زراعت دے وچ انقلاب آ جائے گا۔ اے 4,5۔ارب روپے دی subsidy بنے گی اوہدے واسطے جیڑی قرعہ اندازی کرنی اے او اگر ضلع وار کر دتی جائے ضلع دی آبادی دے مطابق ٹریکٹر دِتے جان او بہت اچھا رئے گا۔ پوری قرعہ اندازی دے وچ کسے ضلع نوں ملن گے تے کسے نوں نئیں ملن گے۔ جیڑا کسان 3,4 لکھ روپے دا ٹریکٹر لے سکدا اے اگر اوہدے جیڑے فارم نیں او 500 یا 1000 دا دتا جائے تے ہر گھر دے وچوں کوئی اٹھ اٹھ، دس دس درخواستاں نئی اون گیئاں۔ دس ہزار ٹریکٹر تے اک کروڑ روپیہ اکٹھا ہوئے گا زیادہ تسی بڑھا دیو تے چار پنج کروڑ دی امید اے کہ او اکٹھا ہو جائے گا۔ میری تجویز ایہہ وے کہ جتنے اسیں ممبر بیٹھے آں اپنے حلقے دے وچ، کالج دے وچ، بچے بچیاں چار چار، پنج پنج لڑکے یا لڑکیاں او نہاں نوں ایم۔پی۔ایز دی recommendation دے اُتے داخلہ ملے تے اونہاں دا خرچہ ایس جیڑے فارم دی رقم اے اوہدے وچوں اونہاں دا سال دا پورا کیتا جا سکدا اے۔ دوسری گل ایہہ وے کہ گندم دا اج کل بڑا شور اے کیونکہ قیمت سوا چھ سو روپے رکھی گئی تے بازار دے وچ ست سو، ساڈے ست سو اور اٹھ سو روپے ہے جو ذخیرہ اندوزی کر لئی گئی اے۔ میری تجویز اے کہ اگر ایہدی قیمت تُسی اک ہزار روپے کر دیو تے کل ای ساری گندم باہر آ جائے گی کیونکہ نفع دی خاطر ذخیرہ اندوزی کیتی گئی اے۔ جدوں مناسب اوہدی قیمت ہو جائے گی جتنے وی ذخیرہ اندوز نے او اپنی ساری گندم باہر لے آن گے۔ کماد دے نال جو کیتا گیا پچھلی حکومت دے وچ، میرا خیال اے کہ ایس توں بڑا ظلم ہور زراعت دے نال، زمیندار دے نال نئیں ہو سکدا۔ پورا وزن نئیں دتا گیا جتنے وی مالک نے شوگر ملاں دے میرا خیال اے کہ ایہناں دے دل پتھر دے ہو گئے نیں۔ نہ دین نوں سمجھے نہ دنیا ای سمجھ سکے۔ دنیا وی ہتھ نئیں آئی ایہناں تے دین نوں وی چھڈ بیٹھے۔ جے چار سو من وزن جاندا اے پر صرف سو یا ڈیڑھ سو من دے پیسے دتے گئے۔ پیسے دین لگیاں وی ایہناں نے bargaining کیتی کہ اگر نقد لینے جے تے ست فیصد چھڈ دیو اگر مہینے بعد لینے جے تے تہانوں

پورے پیسے دتے جان گے۔ہر جگہ دے اتے زمیندار نوں لٹیا گیا تے سودے بازی کیتی گئی اے۔اگر مینوں اجازت ملدی تے خدادی قسم میں ایہناں ساری شوگر ملاں دے مالکان نوں چک کے بوائلر دے وچ ساڑھ دیندا۔اپنے ملک وچ ایس طرح دا حال وے تے سارے خاموش بیٹھے نیں۔جنے وی نے سارے ای چپ چاپ بیٹھے نیں تے کسے نے وی action نئیں لیا۔کسان پٹ پٹ کے مر گئے نیں لیکن کسے نے وی گل نہیں سنی۔ اِج اگر ساڈی حکومت اے، عوامی حکومت اے تے اسیں عوام دے نمائندے آں اگر ایس دے وچ وی ایس طرح دا حال رہوے گا تے فیر اللہ ہی حافظ اے۔اسیں دعوے تاں بہت کردے آں اگر ایہناں دوتین فصلاں اتے توجہ دے دتی جائے تے زمیندار خوشحال ہو جائے گا۔ ستر توں اسی فیصد آبادی اے۔ فیصل آباد وچ بڑے بڑے زمیندار نئیں ایہناں دے کول تاں زمین تقسیم ہو کے ایکڑاں وچ آ گئی اے۔ایس واسطے ضروری اے کہ اساں ایہناں اتے توجہ دیئے کم از کم ایہناں نوں جنس دی قیمت تاں پوری تے وقت دے نال مل جائے۔کساناں نوں اتنا ذلیل کیتا گیا اے کہ بار بار او ہناں نوں چکر لگوائے نیں۔دیکھو او ہناں نوں raw material مفت مل گیا اے پورا سال پیسے نہیں دینے۔ کھنڈ بناؤنی اے تے ویچ لینی اے تے ایس پیسے نال ہور کم کرن لگ پیندے نیں لیکن زمیندار نوں پیسے نئیں دیندے۔لہذا ایس تے غور کیتا جائے۔اگر اتنی لیٹ کرنی اے تے ایہناں توں percentage دا حساب لیا جائے یا کمیٹیاں بنا دتیاں جان اور سارے متعلقہ ایم۔پی۔ایز نوں ایہناں کمیٹیاں دے وچ ممبر بنادتا جائے جہڑے ایہناں شوگر ملاں نوں ویکھن sugar cess دا پیسا ملدا اے۔ ہنیں ڈی۔سی۔او صاحب نے نوٹیفکیشن کرنا اے ملاں والے اپنے نمائندے بھیجدے نیں۔میری تجویز اے کہ ڈی سی او صاحب نوں کہیا جائے کہ دیہی علاقے دے جتنے ایم۔پی۔ایز نیں sugar cess دی جہڑی رقم آنی آ اہناں دا ممبر بنایا جائے اور اوہ سڑکاں بناؤن۔

جناب والا! میڈیکل دے وچ اک تھوڑی جہی بات آئی اے کہ تناں صوبیاں دے وچ ڈسپنسر نوں ادویات دی دکان بنان تے ادویات ویچن دی اجازت اے لیکن پنجاب دے وچ ایہناں نوں بند کر دتا گیا اے تے بی فارمیسی آلے نوں اجازت دتی گئی اے۔بی فارمیسی والے 60ہزار روپے لیندے نیں اور دوائیاں ڈسپنسر ہی ویچ رہے نیں۔اگر حکومت ایہناں نوں اجازت دے دیوے اور بے شک 60ہزار توں ودھا کے یا گھٹ کر کے دس بیس ہزار لوے تے حکومت دے خزانے وچ کافی پیسے آ سکدے نیں۔لہذا میں پھر کہندا واں کہ ڈسپنسر نوں اجازت دے دتی جاوے چونکہ ہن وی ڈسپنسر ہی بی فارمیسی والے نوں 60ہزار روپے دے کے ایہناں دی سند لے کے ادویات ویچ رہے

نیں۔ جناب! جہڑے سکول دی گل کیتی گئی اے بیت المال پنجاب حکومت دے کول آ۔زکوٰۃ دا پیسا مرکز وچوں آندا اے۔اگر حکومت پسند کرے تے ایہہ بیت المال تے زکوٰۃ دے پیسے وچ چیمبر آف کامرس نوں اگے کیتا جائے کیونکہ پچھے زکوٰۃ دا سارا پیسا الیکشناں دے وچ استعمال ہویا اے۔ساڈے چکاں دے وچ ممبراں نوں زکوٰۃ دا پیسا دتا گیا۔ناظماں نوں دتا گیا اور ایہہ الیکشناں وچ استعمال ہویا تے غریب آدمی نوں نئیں پہنچیا۔اگر غریب آدمی نوں ملدا وی اے تے پیسے دین لگیاں ادھے پیسے غریب نوں دیندے نیں تے ادھے پیسے اپنے کول رکھ لیندے نیں تے نال قرآن تے حلف لئی جاندے آکہ جدوں ووٹ دینے نیں سانوں دینے نیں۔اس طرح زکوٰۃ دا پیسا استعمال ہو رہیا اے۔اس لئی میری تجویز ہے کہ زکوٰۃ اور بیت المال دا پیسا بڑے شہراں دے چیمبر آف کامرس دے حوالے کیتا جائے ایہہ اوتھے یتیماں واسطے سکول تے کالجز بنان جس طرح فیصل آباد وچ گورننگ باڈی بنائی گئی تے ہسپتالاں دی حالت بدل گئی۔ایہناں نے کولوں وی پیسے لائے لہذا گزارش اے کہ اہدے تے وی غور کیتا جائے۔جناب نے دو بیلاں دے دتیاں نیں اک ماڑی جہی گل کرنی سی کر لواں۔

جناب میں اپنے حلقے دی گل کرن لگاں۔ایتھے انڈسٹریل سٹیٹ بنی اے تے گورنمنٹ نے گیارہ لکھ روپے فی ایکڑ اوسط بیع لگائی اے جہڑی کہ زمینداراں توں زبردستی زمین لئی گئی اور چار لکھ روپے فی ایکڑ دے حساب نال قیمت دتی گئی تے اگے سال انڈسٹری سٹیٹ کارخانے والیاں نوں 45 لکھ روپیہ فی ایکڑ دتی گئی اے۔درخت دا زمیندار نوں سو روپیہ دے رہے نیں میں ایہہ کیس بنوا رہیا آں تے جناب نوں دیواں گا یا پھر میاں محمد شہباز شریف نوں دیئے ایہہ اپنی معائنہ ٹیم نوں دین کہ ایہدی انکوائری کرائی جائے جس طرح ساڈے سینئر منسٹر صاحب نے وی کہیا سی گا کہ اس اسمبلی دی جہڑی عمارت بن رہی آ ایہدی وی انکوائری کرائی جائے کیونکہ ساڈے دُکھ سُکھ اتھے ای حلقے وچ جا کھلوندے نیں۔ایہدے اتے ضرور توجہ کیتی جائے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

محترمہ آصفہ فاروقی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! یہاں تقاریر ہو رہی ہیں کہ انسانی جان بچانے کے لئے فلاں کیا جائے ڈائلسیز سسٹم اور pure پانی فراہم کیا جائے تو ایک انسانی جان مرتے مرتے بچی ہے کہ vein کٹ جاتی تھی اور really اس میں سے بہت زیادہ bleeding ہوئی ہے تو آج میں نے اپنی ایکسرے رپورٹ سرجن کو دکھانی تھی کہ اب کیا پوزیشن ہے اور یہ stitches کب

کاٹتے ہیں۔ میں زیادہ ٹائم نہیں لیتی پانچ منٹ ہیں چلیں تین منٹ، دو منٹ اڑھائی منٹ آپ پر چھوڑا جتنا ٹائم دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصفہ فاروقی صاحب! آپ بات کریں لیکن اڑھائی منٹ بعد bell ہو جائے گی۔

محترمہ آصفہ فاروقی: بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر! میں پہلے تو آپ کو مبارکباد دے رہی ہوں شاید یہ میری دعا کا ہی اثر ہے کہ جب بھی تقریر کرنے کا میرا نمبر آیا وزیر اعلیٰ ہوتے تھے نہ سپیکر صاحب ہوتے تھے اور میں آپ کو دعا دیا کرتی تھی کہ چلیں آپ ہی میرے لئے سپیکر ہیں اور آپ ہی میرے لئے وزیر اعلیٰ ہیں۔ تو آج آپ کو سپیکر کی کرسی پر بیٹھے دیکھ کر خوشی بھی ہو رہی ہے کہ وہ وقت دعا کا تھا جب آپ کو دعا دی تھی تو مبارک ہو۔ میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کر رہی ہوں اور میاں محمد شہباز شریف کو بھی مبارکباد پیش کر رہی ہوں کیونکہ یہ ہمارے اتحاد کی حکومت ہے وہ بھی اس عوامی بجٹ پر قابل مبارکباد ہیں۔ میرا تعلق ضلع جھنگ سے ہے وہ ایک پسماندہ ضلع ہے اگر آپ کو جانے کا موقع ملا ہے اور آپ کو معلوم بھی ہے کہ وہ ہڑپہ یا موہنجو داڑو کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں جیسے یہاں پر پچھلے آٹھ دس سال سے کوئی تعمیری کام نہیں ہوا۔ اس بجٹ میں بہت اچھی باتیں کی گئی ہیں جیسے کائرہ صاحب نے بتایا ہے کہ جنوبی پنجاب میں تعلیم کے لئے اتنا خرچ کیا جائے گا میرا ضلع جھنگ بھی جنوبی پنجاب میں ہی آتا ہے۔ ہمیں جھنگ سے لے کر فیصل آباد تک موٹر وے کی طرز کی ون وے سڑک بنا کر دی جائے تاکہ ہمارا سفر بھی کم ہو اور حادثات بھی کم ہو جائیں گے۔ میرے ضلع سے نوبل انعام یافتہ تک بچے ہیں لیکن وہاں پر کوئی میڈیکل کالج نہیں ہے۔ میرے علاقے ضلع جھنگ کو میڈیکل کالج بھی دیا جائے۔ میرے علاقے میں بہت زیادہ پسماندگی ہے۔ جیسا کہ یہاں دونوں اطراف سے میرے زمیندار بھائی زراعت کا رونا رو رہے تھے کہ بجلی ہے نہ پانی ہے اور خدانخواستہ یہ ایتھوپیا بن جائے گا۔ ہمارا پنجاب کا علاقہ سرسبز ہے اور خدا نہ کرے کبھی یہ ایتھوپیا بنے۔ میں اس کے لئے یہ تجویز دوں گی کہ مزارعوں کو زمینیں دی جائیں، اس کو دو بیل دیئے جائیں اس کو ایک کنواں بنا کر دیا جائے پھر دیکھیں کہ وہ آپ کو انڈیا کے کسان سے بھی زیادہ پیداوار دے گا۔ وہ کبھی نہیں روئے گا کہ میرے پاس بجلی یا پانی نہیں ہے کیونکہ کنواں اسے پانی دے گا، وہ بیلوں سے کاشت بھی کرے گا۔ ٹریکٹر سکیم میں تو اسے ٹریکٹر نہیں ملے گا یعنی آپ public sector کی طرف توجہ دیں۔ بقول ذوالفقار علی بھٹو private partnership میں کچھ نہیں ملتا تبھی انھوں نے یہ

ملیں nationalize کی تھیں۔ آج ہم آٹے، پانی اور بجلی کے لئے نہ ترس رہے ہوتے۔ اگر ہم نے public sector میں زیادہ کام کیا ہوتا، توجہ دی ہوتی تو آج یہ مسائل گھمبیر صورتحال اختیار نہ کرتے۔ اسی طرح میرے بھائیوں نے بھی صحت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہسپتالوں میں ادویات میسر نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ پرچی لکھنے کے لئے کاغذ بھی نہیں ہوتا۔ صحت کے شعبے کا بہت بُرا حال ہے، اس طرف توجہ دی جائے۔

تعلیم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہوں گی کہ سرکاری سکولوں میں مفت تعلیم دی جارہی ہے۔ یہ اچھا قدم ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ فنی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ اگر پانچویں جماعت کے بعد کسی بچے کے والدین چاہتے ہیں کہ یہ technical hand بھی بنے تو اسے سکول میں carpentry بھی سکھائی جائے، اسے electricity کے بارے میں بھی بتایا جائے۔ اس طرح وہ بہترین electrician بن کر، part time کام کر کے اپنے گھر کا خرچہ بھی چلا سکتا ہے اور اپنی تعلیم بھی جاری رکھ سکتا ہے۔ ہمارے سامنے کئی درویش وزراء اعلیٰ کی مثالیں موجود ہیں۔ میاں چنوں سے تعلق رکھنے والے ہمارے وزیر اعلیٰ وائیں صاحب نے یہاں محنت مزدوری کی تھی، part time کام کر کے آگے آئے تھے۔ دوسرے وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد تھے جنھوں نے لاہور کی گلیوں اور محلوں میں دودھ بیچ کر یہ مقام حاصل کیا تھا۔ تیسرے درویش وزیر اعلیٰ حنیف رامے تھے جنہوں نے مساوات اخبارات کے پرچے سائیکل پر رکھ کر لاہور شہر کی گلیوں میں بیچے اور اس مقام پر پہنچے یعنی اپنی محنت سے اس اعلیٰ کرسی پر پہنچے تھے۔ میاں محمد شہباز شریف بھی محنتی ہیں لیکن انھیں ہمارے ساتھیوں کی قدر کرنی چاہیے، یہاں ہاؤس میں آکر ہمارے مسائل سننے چاہییں تاکہ ان تک ہماری باتیں direct پہنچیں۔

جناب سپیکر! جناب تنویر اشرف کائرہ اپنے عوامی بجٹ میں ترمیم کر کے غریبوں کے لئے آسان بنادیں تو پھر سر چھوٹو رام کا ریکارڈ ٹوٹ جائے گا جس کا آج تک تاریخ میں نام لیا جاتا ہے کہ اس وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ نے ایک ایسا عوامی بجٹ پیش کیا تھا جو تاریخ میں آج تک یاد کیا جاتا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران کے لئے میں یہ بات کروں گا کہ جس طرح میں نے صبح بتایا تھا کہ آج بھی اجلاس کی دو نشستیں ہوں گی۔ پہلی نشست کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔ اب چار بجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہوگا۔ وزیر خزانہ کی طرف سے اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں مرد اراکین کے لئے کھانے کا

بندوبست کیا گیا ہے اور اس سے ملحقہ کمیٹی روم (سی) میں خواتین اراکین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔دوسری نشست چار بجے شروع ہو گی۔بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر نماز ظہر اور کھانے کے لئے معزز ایوان
کی کارروائی 4 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر نماز ظہر اور کھانے کے
وقفہ کے بعد سہ پہر 4 بج کر 17 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں جناب ثناء اللہ خان مستی خیل کو بجٹ پر بحث کے لئے دعوت دیتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: الحمد للہ رب العالمین، وصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین۔ بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ وقت دیا۔ مجھے یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں پچھلے پانچ سال تک ایم۔این۔اے رہا ہوں اور اس دفعہ تقدیر نے کچھ اس قسم کے تنکے چنوانے تھے کہ میں unfortunately قومی اسمبلی کا الیکشن کوئی 300 ووٹوں سے lose کر گیا اور ایم۔پی۔اے win کر گیا اور یہاں مجھے اس ہاؤس سے کچھ سیکھنے اور وہاں سے میں نے جو کچھ سیکھا ہے اس کے بارے میں یہاں باتیں کرنے کا موقع ملے گا۔ بہر حال میں ان مساعد اور گھمبیر حالات میں ایسا عوام دوست، کسان دوست، علم دوست، اساتذہ دوست، میں ان کو کیا کیا نام دوں، ایسا بجٹ پیش کرنے پر visionary, dynamic leader میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! 18۔فروری کو یہ جو الیکشن منعقد ہوئے۔ان الیکشنز نے پاکستان کے اندر ایک history رقم کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان 1947 میں گورے انگریز سے آزاد ہوا، میں کہتا ہوں 18۔فروری 2008 کو پاکستان کالے انگریز سے آزاد ہوا۔آمریت کو شکست ہوئی، ایسی طاقتوں کو، سازشی قوتوں کو، استحصالی ٹولوں کو شکست ہوئی اور پاکستان کے عوام نے ایک ایسا mandate دیا جس میں غربت کا خاتمہ ہو، بیروزگاری کا خاتمہ ہو، ناانصافی کا خاتمہ ہو، جو گورنمنٹ کے نام پر، good governance کے نام پر پاکستان کی 16 کروڑ عوام کی امنگوں کا پچھلے 8 سالوں میں خون کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ 8 سالوں کی بھڑاس 18۔فروری کو اس الیکشن میں عوام نے نکالی اور پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (نواز) کو فقید المثال کامیابی سے ہمکنار فرمایا لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا

چاہیے کہ اقتدار مشرف پر بھی رہا ہے، اقتدار چودھریوں پر بھی رہا ہے۔ اقتدار سے کبھی قومیں بنتی ہیں اور نہ کبھی سنورتی ہیں۔ ایسی policies اور visions ہوتے ہیں اور ایسے institutions establish کرنے پڑتے ہیں جن سے قومیں اور معاشرے قائم رہتے ہیں۔ مجھے کسی شاعر کا وہ شعر یاد آ رہا ہے جس میں شاعر کہتا ہے کہ:

سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقش قوم تمھیں نظر آئے اسے مٹا دو

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے، میرے اس معزز ایوان کو پتا ہے کہ پاکستان کتنی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا۔ پاکستان ایک civilian leader کی جدوجہد سے معرض وجود میں آیا۔ پاکستان کے پیچھے ہمارے، آپ کے اور اس ایوان میں بیٹھے اراکین کے آباؤاجداد نے جو قربانیاں دیں، لاکھوں سہاگنوں کے سہاگ اجڑے، لاکھوں ماؤں نے اپنے بیٹوں کو جدا کیا تو اس کے بعد پاکستان معرض وجود میں آیا اور ایک بنیاد پر معرض وجود میں آیا کہ:

پاکستان کا مطلب کیا
لا الہ الا اللہ

جناب والا! آج جب ہم پاکستان کی 60 سالہ تاریخ کا محاسبہ کرتے ہیں تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 60 سالہ دور میں تقریباً 29 سال میں، سمجھتا ہوں کہ کالے انگریزوں کا جسے میں آمریت کے دور کا نام دیتا ہوں وہ یہاں عوام کی قسمت کے سیاہ و سفید کے مالک رہے۔ انھوں نے عوام کو اپنی مرضی کے مطابق rule کیا۔

جناب سپیکر! میرا پاکستان کے اس علاقے سے تعلق ہے اور مجھے فخر ہے کہ جہاں سے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔ بھکر کی وہ غیرت مند دھرتی جس نے پچھلے انتخابات میں چودھری شجاعت کے مقابلے میں ظفر اللہ خان ڈھانڈلا کو بھی 75 ہزار ووٹ دیئے تھے لیکن اس دفعہ میاں صاحب کو ہمارے تمام groups نے متفقہ طور پر اس لئے وزیراعلیٰ چنا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کی وہ سسکتی ہوئی پیاسی سرزمین جو 60 سال سے ایک مسیحا کی تلاش میں تھی اور ایک منصف کی تلاش میں تھی وہ 60 سال سے اس امنگ اور امید پر قائم تھی کہ

پنجاب میں ایک ایسا وزیر اعلیٰ آئے گا اور ایسی حکومت ہو گی جو یہاں door steps پر انصاف پہنچائے گی اور بنیادی سہولتیں پہنچائے گی۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ:

تیرے وعدے پہ اعتبار کیا
ساٹھ سال قیامت کا انتظار کیا

60 سال تک ہماری اس غیرت مند عوام نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا کہ ہمارے عوامی نمائندے ایوانوں میں جائیں گے وہ ہمارے لئے کچھ کر کے لائیں گے۔ یہاں پر بھوک اور ننگ نہیں ہو گا، ناانصافی نہیں ہو گی لیکن جب ہم عوامی نمائندے بن کر آتے ہیں تو اس میں ہمیں بھی کوئی مجبوریاں ہیں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ پر بھی بات کروں گا لیکن میں repetition کرنا نہیں چاہتا۔ آپ کو پتا ہے کہ ایوان کے قواعد وضوابط یہ ہیں کہ repetition کی اجازت نہیں ہوتی۔ میں نے شروع میں کہا کہ کائرہ صاحب کے بھائی ہمارے ساتھ M.N.A رہے ہیں۔ میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ کائرہ صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے انھوں نے یہ بجٹ ایک الگ انداز میں پیش کیا ہے۔ ہم وہ سر پھرے M.N.As تھے کہ ساٹھ M.N.As نے ایک group بنایا تھا اور ہم نے اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کر دی کہ آپ یہاں پر جو بجٹ پیش کر رہے ہیں، ہمیں اس پر اعتراض ہے، اس کی technicalities پر اعتراض ہے۔ اگر آپ پاکستان کا دوسرے ممالک کے ساتھ موازنہ کریں، کینیڈا، امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ موازنہ کریں تو وہاں دو دو، تین تین ماہ تک بحث ہوتی رہتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ:

> This budget is the representative dream of the aspiration. The people of Pakistan and the people of the Punjab.

لیکن گفتند نشستند برخاستند کی روایت چلی آ رہی ہے۔ ہم بھی اس بنیاد پر لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ میں پھر بھی کافی دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ notes لے رہے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ہماری تقاریر سے کتنی تبدیلیاں آئیں گی۔

جناب سپیکر! میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے جو 160-ارب روپے کے ترقیاتی funds رکھے ہیں یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک record ہے۔ اس سے بڑا ترقیاتی بجٹ پاکستان کی تاریخ میں پنجاب کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔

جناب والا! پچھلی دفعہ بڑے funds تھے، بہت زیادہ development ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور میں نے M.N.A ہوتے ہوئے اپنے حلقے کے اندر چھ ڈگری کالج بنوائے۔ پچھلے 60 سالوں میں پورے سرگودھا ڈویژن میں 6 ڈگری کالج نہیں تھے۔ میں نے پچھلے 5 سالوں میں 6 ڈگری کالج بنوائے تو آپ اس سے اندازہ یہ کر سکتے ہیں کہ development کی انتہا تھی لیکن اس دفعہ عوام نے جو ووٹ دیا ہے اس کی ایک اور ہی مہک اور خوشبو تھی۔ وہ کیا تھی کہ ہماری خودداری، ہماری integrity ہماری self respect at stake تھی۔ ہم کالونی بنے ہوئے تھے، ہم امریکہ کے غلام بنے ہوئے تھے۔ میں آپ کو اور اس ایوان کو گواہ بنا کر سوال کرتا ہوں کہ جو مسلمانوں کے شہداء کا خون بہا کر، معصوم بچوں کا خون بہا کر 10 billion dollar پرویز مشرف کو ملا آج پنجاب کی عوام ان سے سوال کرتی ہے کہ وہ 10 billion dollar کہاں گیا؟ پاکستان کے کس خزانے کی مد میں گیا جو ہمارے قیمتی ادارے تھے ان کو لالے تللوں کے ذریعے اپنا شیر مادر سمجھ کر بیچ دیا گیا اور کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔

جناب والا! سٹیل مل کی مثال کو دیکھ لیں۔ سٹیل مل سے destabilization کا سارا آغاز ہوا۔ میں جس مٹی سے ہوں اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ پٹھان آدمی ہوں اور سیدھی بات کرتا ہوں۔ ہم سنتے تھے چونکہ میرا جنوبی پنجاب سے تعلق ہے میرا نام 21 تاریخ کی فہرست میں 23 ویں نمبر پر تھا سیکرٹری صاحب اس کے گواہ ہیں پرسوں 25 لوگ بولے۔ اصول تو یہ تھا کہ آج میرا پہلا نمبر ہوتا۔

جناب والا! میں نہیں چاہتا کہ repetition کروں اور ایسی باتیں کروں لیکن میں چند باتیں کہوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اس ملک میں حقیقی اور سچی تبدیلی چاہتے ہیں تو ہمیں development funds نہیں چاہییں، ہمیں کچھ نہیں چاہیے لیکن تمام funds بلا امتیاز زراعت کی فلاح و بہبود کے لئے مختص کر دینے چاہییں۔ زراعت ایک ایسا subject ہے کہ جس پر پاکستان کی پوری معیشت کا انحصار ہے۔ میرے بھائیوں نے کہا الحمد للہ پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جس کے پاس Atomic technology ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم ہے۔ کیا

روس کے پاس ایٹم بم کم تھے، کیا روس کے پاس میزائل ٹیکنالوجی نہیں تھی؟ جی، ان کے پاس ایٹم بم اور میزائل ٹیکنالوجی تھی لیکن جب ان کے معاشی حالات خراب ہوئے، انھوں نے انصاف کرنا چھوڑ دیا۔ آج وہ روس جو امریکہ کے مقابلے میں دوسری super power تھا وہ scattered into pieces ہو چکا ہے اس لئے میں کہتا ہوں اور حدیث شریف کے الفاظ بھی ہیں کہ "قریب ہے کہ ایک بھوکا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے" بھوک اور ننگ آپ کے ایمان کو بھی ختم کر سکتی ہے لیکن آج جو حالات بد قسمتی سے ہمیں ملے ہیں، ہمیں جہیز میں ملے ہیں۔ کتنی شرمندگی کی بات ہے کہ ہم تعارف کرواتے ہیں کہ ہمارا زرعی ملک ہے جس کی 75 فیصد آبادی زراعت پر انحصار کرتی ہے لیکن ہم آٹے کے لئے قطاروں میں کھڑے ہیں۔ ہمارا قریبی پنجاب جو پورے انڈیا کو گندم سپلائی کر رہا ہے لیکن ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں یہ بھی درخواست کروں گا کہ تمام زراعت میں emergency declare کر دی جائے اور تمام فنڈز زراعت کو دے دیئے جائیں۔ زراعت میں ایسے technocrats اور professional لوگوں کو introduce کروایا جائے جو صحیح معنوں میں اس کی خدمت کر سکیں۔ میں شوگر کین کی بات کروں گا کہ اگر شوگر کین نہیں ہوگا تو ہماری شوگر ملیں نہیں چلیں گی۔ میں کاٹن کی بات کرتا ہوں کہ اگر کاٹن نہیں ہوگی تو آپ کی ٹیکسٹائل انڈسٹری نہیں چلے گی۔ الغرض آپ کا سارا دارومدار زراعت پر ہے۔ میں خود زمیندار ہوں اور میں حلفاً یہاں کہہ رہا ہوں کہ ہم بڑے زمیندار جو باپ دادا سے آ رہے ہیں لیکن یہ سفید کپڑے نہیں بچتے۔ زمیندار طبقے پر اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ یہاں پر شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا اگر وہ یہاں ہوتے تو میں ان کے سامنے کہتا کہ پچھلی گورنمنٹ نے اربوں روپے کے قرضے جو زرعی ترقیاتی بنک کے تھے معاف کئے لیکن اس میں کوئی غریب کاشتکار شامل نہیں ہے۔ ان کے قرضے معاف کئے گئے ہیں جو merchantile culture کے حامل ہیں جنہوں نے پاکستان کی معیشت کو capture کیا ہوا ہے جیسے امریکہ کی politics کو وہاں کے Jews نے capture کیا ہوا ہے۔ یہ کہاں کا طریق کار ہے کہ ہم زمیندار لوگ اپنی زمینیں pledge کرواتے ہیں اور تحصیلدار ہمارے پیچھے لگا ہوا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک دن ایسا آتا ہے کہ ہتھکڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور وہ چارپائیوں کی جسے سرائیکی میں کہتے ہیں کہ چارپائیوں کی "داونیاں" ہی ختم ہو جاتی ہیں یعنی اس کی رسی ہی ختم ہو جاتی ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست ہوگی کہ وہ interest rate کو کم کریں۔ زمیندار تو بیچارا اپنا حق بھی نہیں مانگ سکتا، ہم تو پٹواری کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انگریز نے چونکہ ہمارے اوپر 100 سال تک

حکمرانی کی اور پنجاب خاص کر اس کا شکار رہا ہے۔ چونکہ انگریز کا ایک فلسفہ تھا کہ انگریز نے چند خاندانوں کو capture کیا ہوا تھا، ان کے ذریعے انہوں نے حکمرانی کی اور ابھی تک وہی نظام ہمارے اوپر مسلط ہے۔ پٹواری اور تھانیدار کی سرکار چلتی ہے۔ Grass Root Level پر بہت ہی دگرگوں اور برے حالات ہیں۔ غریب آدمی کو انصاف نہیں مل رہا۔ مشرف نے ایک نعرہ لگایا کہ میں devolution کے نام پر پولیس ایکٹ نظام پر جو انگریز کا فرسودہ نظام تھا میں اس کو ختم کر رہا ہوں کیونکہ اس نظام نے ہمارا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ اگر کسی کے خلاف کوئی F.I.R درج ہوتی ہے تو اس میں کسی D.P.O, S.D.P.O یا کسی D.I.G کا role نہیں ہے بلکہ بھکر سے ایک آدمی ایڈیشنل آئی۔ جی کے پاس آئے گا تو وہ اس کو درخواست دے گا، وہ اس کو mark کرے گا پھر وہ درخواست R.P.O کے پاس جائے گی اور R.P.O آگے بھجوائے گا جس پر بورڈ بیٹھے گا اور تین ماہ تک وہ غریب آدمی جس پر جھوٹا پرچہ درج کروایا گیا ہے وہ جیل میں گل سڑ جائے گا۔ اس کے ساتھ جو زیادتی ہوگی اس کا کون جوابدہ ہوگا؟ میں نے اس حوالے سے اپنے وزیراعلیٰ صاحب سے request کی تھی کہ اس پر بھی غور فرمایا جائے۔ مجھے فخر ہے کہ میں لاہور میں کھڑا ہوں، یہاں پڑھا ہوں اور یہاں پر میری پیدائش ہوئی ہے لیکن میں جنوبی پنجاب سے ہوں تو 60 سال گزر گئے ہیں لیکن ہمیں پکی سڑک نہیں ملی، ہمیں پینے کا پانی نہیں ملا، بجلی نہیں ملی، ہمیں پرائمری سکول نہیں ملا، اصل دوائی تو دور کی بات ہمیں ایک زہر والی دوائی نہیں ملی۔ 60 سال سے لوگ اس آس پر کھڑے ہیں کہ ہم نے اس ملک پاکستان کے لئے اور کلمے کے لئے ووٹ دیا تھا جس وجہ سے پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔

گھر پیر کا روشن ہے چراغوں سے
ہم کو تو مٹی کا دِیا بھی میسر نہیں

جناب والا! جیسا کہ زرداری صاحب نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت پر کہا تھا اور میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ "کھپے پاکستان" کہ آج پاکستان کی سالمیت at stake ہے۔ کیسا ماحول ہے کہ جو آپ کے western borders تھے، جو آپ کے جفاکش لوگ تھے جنہوں نے پاکستان کے لئے قربانیاں دیں ان پر پاکستان کی فوج بمباری کر رہی ہے۔ بلوچستان جو سب سے بڑا صوبہ ہے آپ کی western side محفوظ تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم! پہلے ہی کافی ٹائم ہو چکا ہے۔ kindly ایک منٹ میں wind up کر دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں یہی تو رونا رو رہا ہوں لیکن اگر آپ کہتے ہیں تو میں wind up کر دیتا ہوں۔ میری گزارش ہوگی کہ خدارا! اس ملک کو بچالیں۔ چھوٹی قوموں کے حقوق کا خیال کریں۔ development سے کچھ نہیں ہو سکتا، self respect, integrity and sovereignty جو ہے اس پر قومیں کھڑی ہوتی ہیں۔ پاکستان بنایا گیا تھا لیکن اب پاکستان کے حکمرانوں کو چاہیے کہ ان کا حق دیں۔ میری دعا ہے کہ اس ملک پر کوئی آنچ نہ آئے لیکن اگر اس ملک پر کوئی آنچ آئی تو ہم اپنے خون کی ندیاں بھی بہا دیں گے۔ میری گزارش ہوگی کہ remote areas کے لئے development authority قائم کی جائے، اس کی پسماندگی اور محرومیوں کی بنیاد پر قائم کی جائے جو ان کا حق بنتا ہے۔ ہم کسی کا حق نہیں لینا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا انصاف کیا جائے اور ہمارا حق بھی دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم حق چھین کر لیں گے اور ہمیں اپنا حق چھیننا بھی آتا ہے۔

جناب والا! میں یہ بھی کہوں گا کہ زراعت، تعلیم اور صحت پر بھی emergency نافذ کر دی جائے۔ تمام وسائل ان تین چیزوں پر جھونک دیئے جائیں تو میں دیانتداری کے ساتھ کہوں گا کہ اگر تعلیم ہوگی تو انسان میں شعور آئے گا، جب شعور کی کرن ہوگی تو انسان اپنے حقوق چھین سکتا ہے اس بنیاد پر ہمارے پانچ چھ اضلاع کا بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ ضلع بھکر، میانوالی، لیہ، خوشاب، مظفر گڑھ اور جھنگ کا کچھ علاقہ جو sandy area پر مشتمل ہے جسے ہم desert کہتے ہیں، ہمارے کاشتکاروں کے اوپر جو زرعی انکم ٹیکس impose کیا گیا ہے اس کے لئے بڑا سادہ سا سوال ہے کہ "زرعی انکم ٹیکس یعنی انکم پر ٹیکس" لیکن ہمارے کاشتکاروں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے تو انگریز نے ایک produce index units بنائے تھے اس کی اتنی پیداوار ہوتی ہے، ہماری زمین کی جو منسٹری ہے that is quite different from Multan, Faisalabad and Khanewal. فیصل آباد کی زمین جو پچاس پچاس من فی ایکڑ فصل پیدا کرتی ہے اور ہماری تھل کی زمین جہاں پر نہر بھی نہیں ہے اس پر بھی آبیانہ پر برابر کا ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کے بھی یہ بات گوش گزار کی ہے لیکن میں ہاؤس کے سامنے بھی یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اس ٹیکس کو منصفانہ بنایا جائے۔ آبیانہ flat rate پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ fluctuating rate پر ہونا چاہیے۔ میاں صاحب کے حلقے دریا خان میں جہاں سے وہ وزیر اعلیٰ بنے ہیں، وہاں پر Fecto شوگر مل ہے۔ اس مل نے وہاں کے کاشتکاروں کا 55 کروڑ روپیہ دبایا ہوا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کو ذرا interrupt کر رہا ہوں۔ معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ آپ کے سامنے ہماری efforts ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ممبران اس ایوان میں اپنی بات کر سکیں تاکہ وزیر خزانہ صاحب نوٹس لے سکیں۔ پانچ منٹ کا جو وقت رکھا گیا ہے اب تھوڑا سا اس کو دیکھیں۔ آپ سارے میرے لئے محترم ہیں، آپ سارے معزز ہیں لیکن سب نے بات کرنی ہے۔ مجھے جو بہت زیادہ چٹیں آ رہی ہیں وہ اسی بات کی آ رہی ہیں۔ میں اب صرف اتنی بات کروں گا کہ جو پانچ منٹ کا وقت رکھا گیا ہے اس پر دو منٹ دینے کے بعد معزز ممبر کا mike بند کر دیا جائے گا تاکہ بات باقی ساتھی بھی کر سکیں۔ آپ دو منٹ میں wind up کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میری گزارش یہ ہو گی کہ جیسا کہ میں نے اپنی تقریر کے شروع میں کہا کہ (ق) لیگ کی حکومت نے بھی بڑے فنڈز لگائے تھے، امریکہ بھی پاکستان کو بڑے فنڈز دیتا ہے لیکن پاکستان کے اندر امریکہ کے خلاف کیوں نفرت ہے؟ ہمیں جس مسئلہ پر 18 فروری کو ووٹ دیا گیا اس مسئلہ کو ہمیں حل کرنا چاہئے۔ گوانتاناموبے کے اندر جو مظالم کئے گئے اس پر انکوئری کمیٹی بنائی جائے چونکہ یہ وفاقی حکومت کا subject ہے لیکن میں request کر سکتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی اس کی recommendations بھجوا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، جن جن لوگوں نے پاکستان میں مارشل لاء لگایا چاہے وہ وفات پا چکے ہیں۔ ایوب خان یا جنرل ضیاء الحق ان کو ceremonial پھانسی دی جائے اور جن لوگوں نے نظریہ ضرورت کے تحت ان کے اقدامات کو جائز قرار دیا ان کو بھی ceremonial پھانسی دی جائے تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت کے دروازے بند ہو جائیں۔

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب والا! میں اس موقع پر اپنے dynamic وزیر خزانہ صاحب سے یہ اپیل کروں گا چونکہ مجھے احساس ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی تقریر میں جو اظہار کیا تھا۔ پنجاب کے پورے عوام نے اسے live دیکھا۔ پنجاب کے عوام کی نظریں میاں محمد شہباز شریف پر اٹکی ہوئی ہیں۔ جو یہ اتحاد قائم دائم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جمہوریت کی آس امید یہ اتحاد ہے۔ اگر اس اتحاد کے پیچھے

کوئی سائنسی عناصر، آمریت کی باقیات اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ یہ جو coalition ہے یہ صحیح فیصلے کرے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا کہ ساٹھ سال میں پہلی دفعہ احساس ہوا ہے کہ عوام کے منتخب نمائندوں نے اپنی حکومت بنائی ہے ۔ وگرنہ establishment agencies بناتی رہی ہیں۔اس موقع پر میں تمام دوستوں کا اور آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور انشاء اللہ آگے کافی مواقع آتے رہیں گے۔

ان اندھیروں سے کہہ دو کہ اب ٹھکانہ کر لیں
ہم نئے عزم سے آغاز سحر کرتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ کشور قیوم صاحبہ!

محترمہ کشور قیوم: شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) اور دوسرے شہیدوں کو سلام پیش کرتی ہوں کہ ان کی قربانیوں کی وجہ سے آج ہم نے جمہوریت کا سفر شروع کیا ہے اور پھر میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنھوں نے ان مشکل حالات کے باوجود عوامی اور فلاحی بجٹ پیش کیا ہے۔ میں جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جو ملک کے مفاد میں مرکز اور پنجاب میں مخلوط حکومتیں چلا رہے ہیں۔انشاء اللہ ہماری حکومت پانچ سال پورے کرے گی۔

جناب سپیکر! ذوالفقار علی بھٹو شہید نے کہا تھا کہ:

Pakistan is a poor country. The poor of Pakistan are among the poorest in the world. The rich of Pakistan are among the richest in the World. This is not law of God. This is not message of Islam. This is not Ideology of Pakistan.

پاکستان کا المیہ یہ رہا ہے کہ پچھلے ساٹھ سالوں میں جو غریب ہیں وہ غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے چلے گئے ہیں۔ غریب لوگ بہت زیادہ مشکل حالات میں گزارہ کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے وہ خودکشیاں کر رہے ہیں اور اپنے گردے بیچ رہے ہیں۔اس بجٹ میں جو غریبوں کے لئے 17۔ارب

روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گی کہ اس کو تھوڑا اور بڑھایا جائے تاکہ غریب بھائیوں کی زیادہ سے زیادہ مدد ہو سکے۔ دوسری بات یہ کہ جو رقم آپ غریبوں کو دیں گے وہ عورتوں کے نام ہونی چاہئے کیونکہ خواتین ہی اپنے گھر کو بہتر طور پر چلا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں بجلی کی لوڈشیڈنگ سے لوگ بے زار ہیں اور 350 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے جو یونٹ لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے یہ بھی بہت اچھا فیصلہ ہے لیکن اس پر بھی ہنگامی بنیادوں پر کام ہونا چاہئے۔ اس سلسلے میں ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دینی چاہئے جو اس کام کی نگرانی کر کے اس کو جلد از جلد مکمل کروا سکے۔

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے پانی کی کمی کا کافی تذکرہ کیا ہے جو کہ زراعت سے متعلقہ ہے لیکن میں اس اہم بات کی طرف بھی اشارہ کروں گی کہ لاہور جیسے بڑے شہروں میں بھی پانی کی کمی ہو رہی ہے۔ یہاں پر لوگ پانی کو ضائع بہت کرتے ہیں اس لئے ایک ایسی مہم چلانی چاہئے جو لوگوں میں awareness پیدا کر سکے کہ جو جائز پانی خرچ کرتے ہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن نلکے کھلے چھوڑ دینا اور پانی ضائع کرنا اس طرف ان کی توجہ دلائی جائے تاکہ وہ اس کو بہتر طریقے سے استعمال کر سکیں اور ضائع نہ ہونے دیں۔

جناب سپیکر! عوام کے لئے جو 17۔ ارب روپے کی سبسڈی رکھی گئی ہے وہ بھی بہت اچھی ہے اور یہ مہنگائی ختم کرنے میں کافی کارآمد ہو گی لیکن اس میں بھی middleman کا کردار ختم ہونا چاہئے۔ یہ سارے منصوبے جو عوامی فلاح و بہبود کے لئے رکھے گئے ہیں اس میں good governance کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے ہی منصوبے بہتر طور پر حل ہو سکتے ہیں اور good governance نہ ہونے کی وجہ سے ان منصوبوں پر کام نہیں ہو سکتا اور پورے پنجاب میں یکساں طور پر اس کی تقسیم ہونی چاہئے اور پورے پنجاب میں کام ہونا چاہئے۔

جناب والا! وزیراعظم پاکستان نے جو جیلوں کی ریفارمز کے لئے کہا ہے اس پر بھی کام ہونا چاہئے۔ جیلوں کے اندر جو حالات ہیں وہ کافی بگڑ گئے ہیں کیونکہ اس حوالے سے میرا ذاتی تجربہ بھی ہے۔ مجھے ضیاء الحق کے دور میں اپنے چار ماہ کے بچے کے ساتھ دو دفعہ جیل جانا پڑا۔ جیلوں میں اصلاحات کی ضرورت ہے کیونکہ ایک تو کچھ بچے غربت سے تنگ آ کر بھی چوری وغیرہ کرتے ہیں تو ان کو اگر آپ بڑے جرائم والے لوگوں کے ساتھ رکھیں گے تو وہ بچے ان سے وہی چیزیں سیکھیں گے۔

میرے خیال میں اگر ان کی اصلاح کے لئے ان کو علیحدہ رکھا جائے اور ان کی اصلاح کی جائے تو وہ بہتر راستہ اختیار کر سکتے ہیں۔ میں اپنی تقریر کو احمد ندیم قاسمی کے ان دعائیہ اشعار پر ختم کرتی ہوں۔

خدا کرے میری عرض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہء زوال نہ ہو
یہاں پہ جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں پر خزاں کو گزرنے کی مجال نہ ہو
خدا کرے مرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی ناصر صاحب!

حاجی ناصر محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ میں سب سے پہلے سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی جس نے اربوں روپے اپنی ذاتی تشہیر اور پڑھا لکھا پنجاب کے نام پر خرچ کئے۔ اس پر تھوڑا سا تبصرہ کروں گا کہ اس کے اپنے حلقہ کی یہ پوزیشن ہے، جہاں سے وہ ایم۔پی۔اے بنا تھا اور جس کی وجہ سے وہ وزیر اعلیٰ بنا، اس کے اپنے حلقہ میں ابھی تک 26 سکول ایسے ہیں جہاں پر فرنیچر نہیں ہے اور بچے ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

آوازیں: شیم، شیم۔

حاجی ناصر محمود: وزیر تعلیم کے اپنے حلقہ گجرات شہر میں ابھی تک 6 سکول ایسے ہیں کہ جہاں پر فرنیچر نہیں ہے اور اربوں روپے انہوں نے اپنی ذاتی تشہیر پر خرچ کئے کہ ہم پڑھا لکھا پنجاب بنا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ابھی گجرات میں 62 سکول ایسے ہیں جن کی اپنی عمارتیں تک نہیں ہیں۔ یہ ان کا پڑھا لکھا پنجاب تھا۔ اس کے علاوہ گجرات میں کل 202 سکول ہیں جن میں سے ابھی تک 100 سکول ایسے ہیں جہاں پر نسپل ہیں نہ ہیڈ ماسٹر ہیں۔ گجرات میں ابھی تک 10 کالجوں کے پرنسپل موجود نہیں ہیں اور کالج بغیر پرنسپل کے چل رہے ہیں۔ یہ تھا ان کا پڑھا لکھا پنجاب، جس پر انہوں نے قوم کے اربوں روپے ضائع کئے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان سے ضرور اس کا حساب لیں کہ

آپ تو اپنے گھر کو نہیں بنا سکے تو آپ نے اپنے علاقے کے لوگوں کا تعلیمی معیار کیا بلند کرنا تھا، آپ تو لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ مہیا نہیں کر سکے تو آپ نے پورے پنجاب کا کیا ٹھیکہ لیا تھا، آپ نے پورے پنجاب میں کیا کام کرنے تھے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایسے شخص جو کہ اپنی ذات کے لئے سب کچھ کرتے ہیں اور انہوں نے گزشتہ سالوں میں گجرات شہر میں ترقیاتی فنڈ کی مد میں تقریباً 15۔ارب ,80کروڑ 28لاکھ روپے لگائے اور ہمیں یہ پینے کا پانی دیا۔

(اس موقع پر مٹیالہ پانی کی بوتل ایوان میں لہرا کر دکھاتے ہوئے)

جو انہوں نے گجرات شہر میں لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کیا وہ یہ ہے۔ یہ ہے سابق وزیر اعلیٰ کا کارنامہ اور پھر ان کی سوچ کیا تھی کہ جب انہوں نے میاں محمد نواز شریف کو چھوڑا تو میرے اوپر انہوں نے ایک ڈونکی پمپ کی چوری کی درخواست دے دی کہ حاجی ناصر نے ہمارے ڈونکی پمپ کی موٹر چوری کر لی ہے۔ یہ ان کی سوچ اور یہ ان کا کردار تھا لیکن مجھے پھر بھی نہ جھکا سکے۔ پھر انہوں نے نعوذ باللہ، نعوذ باللہ میرے اوپر توہین رسالت اور منکر قرآن کا پرچہ درج کروایا جو کہ میں ابھی تک بھگت رہا ہوں یہ ان کا کردار تھا۔ ان میں اتنی جرات نہیں ہوئی کہ ابھی تک گجرات چیمبر میں الیکشن کروائیں جبکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ سات سال سے وہ قبضہ جما کر بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ چیمبر کا قانون جو کہ آرڈیننس 160 کے تحت ایک صدر جو منتخب ہو کر آتا ہے وہ ایک سال کے لئے آتا ہے اور اگلے سال یعنی دو سال کے بعد وہ دوبارہ الیکشن لڑ کر ایگزیکٹو ممبر بن سکتا ہے۔ انہوں نے گجرات کے ایک لٹیرے کو مستقل تین سال کے لئے مسلسل گجرات چیمبر کا صدر بنائے رکھا۔

جناب سپیکر! ان میں اتنی جرات نہیں اور میں یقین اور ایمانداری سے کہتا ہوں کہ گجرات شہر میں جب بھی fair election ہوں گے تو وہ ایک کونسلر بھی نہیں بن سکتا جو کل وزیر اعلیٰ تھا۔ میں اس کا ہمسایہ تھا اور میں اس کے حلقے میں ناظم بھی رہا ہوں۔ اس کے گھر یعنی اپنی ذاتی کوٹھی کے 150 ووٹ تھے اور جب پولنگ ہوئی اور چودھری شجاعت، چودھری پرویز الٰہی اور وجاہت نے بھی ووٹ ڈالے تو 160 ووٹ انہیں ملے اور 495 ووٹ مجھے اس پولنگ اسٹیشن سے ملے جہاں ان کی رہائش ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے اس صوبے کے ساتھ جو ظلم کیا ہے یہی پوزیشن ان کی گجرات میں تھی کہ گجرات کے لوگ بھی ان سے پریشان تھے اور انہوں نے شکر کا کلمہ پڑھا کہ یااللہ ہماری ان سے جان چھوٹی ہے۔

جناب سپیکر! جس پانی کی بوتل کا میں نے ذکر کیا ہے اور یہاں پر لسرائی بھی ہے تو اس سے متعلق نیسپاک کی رپورٹ بھی ہے کہ گجرات کا پانی اس قابل نہیں کہ لوگ اسے پیئیں لیکن اس کے باوجود بھی کوئی فرق نہیں پڑا تو میری اس ہاؤس سے گزارش ہے کہ خاص طور پر گجرات کے شہریوں کے لئے صاف پانی کا انتظام کروایا جائے۔

جناب سپیکر! گجرات میں ان کا ایک اور کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے cottage industry کو تباہ کرنے کے لئے ایک کام شروع کیا۔ میرا سرامکس انڈسٹری سے تعلق ہے اور ہمارے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے بڑی کوشش کی۔ وہ گیس چوری کراتے رہے اور میرا خیال ہے کہ یہاں میرے معزز ساتھی جو بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے گھر کے بل زیادہ آتے ہوں گے اور گجرات کی بل انڈسٹری کے کم آتے ہوں گے یعنی 6ہزار بل ماہانہ بل انڈسٹری والوں کا آتا تھا اور وہ گیس چوری کرنے کے عوض ڈیڑھ لاکھ روپے فی فیکٹری سے منتھلی لیتے تھے اور میرے پاس پورا ثبوت ہے کہ کون کون چوری کرتا رہا اور کتنی کتنی کرتا رہا ہے۔ سات سال کا میرے پاس پورا ریکارڈ موجود ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ ایک کمیٹی بنوائیں اور مرکز سے یہ request کی جائے اور یہاں پر سوئی گیس کے M.D بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ involve تھے تو ایک کمیٹی بنا کر انکوائری کروائیں تو کروڑوں روپے نکلیں گے جو انہوں نے چوری کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ بھی درخواست ہے کہ گجرات کے جن ساتھیوں نے چوری نہیں کی تو سرامکس انڈسٹری کی حالت بہتر بنانے کے لئے، کیونکہ اس وقت ایک تو بجلی کا بحران زبردست آیا ہوا ہے اس کے لئے انہیں جنریٹر دیئے جائیں اور سبسڈی دینے کے ساتھ ساتھ بغیر سود کے قرضہ بھی دیا جائے کیونکہ سرامکس انڈسٹری گوجرانوالہ اور گجرات میں ہے۔

جناب سپیکر! شادی پر ون ڈش کی پابندی کے حوالے سے اپنے وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا اچھا قدم اٹھایا اور اسی کے ساتھ فوتیدگی پر ہم جو تین تین چار چار ڈشیں کھلاتے ہیں تو میری اس ہاؤس سے یہ request ہے کہ یہ بھی پاس کیا جائے کہ ایسے موقع پر دال روٹی کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو۔

آوازیں :دال بہت مہنگی ہے۔

حاجی ناصر محمود: جناب سپیکر! دوست کہہ رہے ہیں کہ پانی کا مسئلہ ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ دریاؤں کی صفائی ہو اور پانی کا سٹاک دریاؤں میں ہو تو ہر ایم۔پی۔اے کے حلقے میں جتنا دریا آتا ہے اس کے ذمہ لگایا جائے کہ وہ وہاں پر ڈیوٹی دے اور وہاں سے ریت کو چار چار فٹ نیچے سے نکلوائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پانی کے سٹاک سے کچھ نہ کچھ ضرور فائدہ ہوگا۔ جہاں ہماری حکومت نے بہت اچھا قدم عدلیہ کے لئے اٹھایا ہے تو میری یہ بھی تجویز ہے کہ ایف۔ آئی۔ آر کاٹنے سے پہلے اس کی investigation ہونی چاہئے اور اس کے بعد ایف۔آئی۔آر ہونی چاہئے۔ میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ گجرات میں میرے ہی حلقے میں 120 سالہ ایک بوڑھے، ضعیف اور کانپتے ہوئے شخص پر کلاشنکوف ڈالی گئی ہے اور وہ بیچارہ دو سال سے جیل میں ہے۔ یعنی 120 سال کا بوڑھا کمزور اور باریش شخص ہے لیکن ظلم ہے۔ اگر یہی پہلے investigation ہو تو کم از کم ایسے بزرگ سزا سے بچ سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی حاجی صاحب!

حاجی ناصر محمود: جناب سپیکر! ایک سیکنڈ صرف ایک عدلیہ کی بات رہ گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے کریں۔

حاجی ناصر محمود: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر ملزم نے ایک جرم کیا ہے اور اس کے پاس 50 گرام چرس تھی اگر اس کا عدالت میں remand لینے کے لئے جاتے ہیں اور اگر وہ مجرم اپنا جرم تسلیم کر لیتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو میری گزارش ہے کہ ہمیں ایسا قانون بنانا چاہیے کہ جس میں 24 گھنٹے کے اندر اندر پولیس اس کا چالان پیش کرے اور عدلیہ اس کو سزا دے جو بھی اس کو دینی ہے۔ ایسے چھوٹے چھوٹے جرم والوں سے جیل بھری پڑی ہے، اِن کو جیل سے فارغ کیا جائے۔ میری رائے عدلیہ کے سلسلہ میں یہ ہے کہ ایسا system بنایا جائے کہ جج دو دو سو، چار چار سو آدمیوں کو مجرم بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں تاریخ کو آجانا میں کہتا ہوں کہ ایسا system ہو کہ جج صاحب پانچ دس آدمیوں کو بلائیں اور ان کا فیصلہ کریں۔ اس سلسلے میں وکیلوں کو پابند کیا جائے کہ وہ دو یا تین تاریخ لیں اور اگر کوئی وکیل اس سے زیادہ تاریخ لینے کی کوشش کرے تو عدلیہ کو یہ اختیار ہو کہ وہ اس وکیل کا licence cancel کرنے کے لئے پنجاب بار کونسل کو

کہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انصاف بروقت ہو گیا تو برائی ضرور کم ہو گی۔اس کے علاوہ میں یہ کہوں گا کہ اگر قاتل کو بروقت سزا مل جائے اور چار پانچ قاتلوں کو ہر ضلع میں ان کو کٹہرے میں لاکر اور چوکوں میں سزا دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں برائی کم ہو گی، قتل وغارت کم ہو گا اور معاشرے میں امن وامان قائم ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ مہربانی۔ محترمہ نرگس پروین اعوان!

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔

جب بھی کبھی ضمیر کے سودے کی بات ہو
ڈٹ جاؤ حسین کے انکار کی طرح

جناب سپیکر! چالیس سالہ سیاسی زندگی میں، میں پہلی بار پنجاب اسمبلی میں آئی ہوں اور جب سے بجٹ اجلاس شروع ہوا ہے میں اپنے غریب زمیندار بھائیوں کی باتیں سن رہی ہوں اور میں یہ سوچ رہی تھی کہ میرے بھائیوں نے بہت سارے مسائل بیان کئے لیکن کسی بھائی نے اپنے گھر میں کام کرنے والے مزارعین کے بیٹوں کی تربیت کا بندوبست کرنے کو نہیں کہا۔

جناب والا! 1975 میں ذوالفقار علی بھٹو نے overseas پاکستانی کی سکیم شروع کی اور 1975 میں 4۔ارب روپے کا زرمبادلہ overseas پاکستانیوں کی طرف سے ملا جبکہ 2007 میں یہ رقم صرف 5۔ارب ڈالر ہوئی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس شعبے میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو شہید نے تمام مشرق وسطیٰ کا طوفانی دورہ کیا اور ملک کے لئے، ملک کے غریبوں کے لئے manpower کی صورت میں روزگار حاصل کیا۔ انہوں نے یہاں پر vocational ادارے قائم کئے ان اداروں میں ایسی تعلیم دی کہ ہمارے تربیت یافتہ labour دوسرے ممالک میں گئے اور انہوں نے نہ صرف اپنی families کو خوشحال کیا بلکہ انہوں نے ملک کے لئے وافر زرمبادلہ بھی بھیجا۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایسے technical ادارے قائم کریں جس میں غریب کے بچوں کے لئے تربیت کا انتظام کریں تاکہ کل کو وہ بیرون ملک جاکر نہ صرف اپنے خاندانوں کی معاشی حالت ٹھیک کریں بلکہ ملک کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوں۔

جناب والا! اسی بجٹ میں ایک منصوبہ میں نے پڑھا جس میں 5 اضلاع کے لئے یہ رکھا گیا کہ ان کا معیار زندگی بلند کرنا ہے ان کی تعلیم کو بھی بلند کرنا ہے اور وہ اضلاع کون سے تھے ملتان،

رحیم یار خان، گوجرانوالہ اور اسی طرح کے دوسرے اضلاع ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان اضلاع میں تو معیار زندگی پہلے ہی بلند ہے یہاں تو تعلیم کی ratio پھر بھی ٹھیک ہے۔ اس طرح کے اضلاع کو چھوڑ کر جیسے بھکر ہے، لیہ ہے، وہاڑی ہے اور بورے والا ہے ایسے پسماندہ اضلاع میں ان کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے دیا جائے تاکہ وہاں پر واقعی جمہوریت کا ثمر غریب عوام تک پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو میں نے یہاں ایک چیز نوٹ کی وہ یہ ہے کہ ایجوکیشن پر جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ اگرچہ کافی زیادہ ہے لیکن ایک فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ 1981 میں جب گورنمنٹ کالج کی فیس 300 روپے تھی تو آج وہ 32 ہزار روپے سہ ماہی ہے۔ اسی طرح F.C کالج میں جو فیس 175 روپے تھی آج 70 روپے سہ ماہی ہے۔ ہمیں اس طرح بڑھتی ہوئی فیسوں کے نقصانات پر بھی نظر رکھنی ہے اور ایک اور قابل ذکر چیز یہ ہے کہ private sector اور government sector میں فرق۔ اس وقت حکومت نے 175۔ارب روپے government sector کی تعلیم کے لئے رکھے ہیں جبکہ private sector میں بہت کم پیسے لگا کر بہت زیادہ فیسیں وصول کی جاتی ہیں اس طرح ان کی آمدنی بہت زیادہ ہوتی ہے اور ہماری درمیانے طبقے کی لوٹ کھسوٹ زیادہ ہوتی ہے۔ میں نے یہ بھی بہت observe کیا جب میں ایک literacy کے پروگرام پر کام کر رہی تھی کہ جو ایک کمرہ اور ایک صحن ہم دو لاکھ روپے میں تیار کرواتے تھے وہ سرکاری sector میں 12 لاکھ روپے میں تیار ہوتا تھا۔ private sector اور government sector کی تعلیم کے اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور یہ باور کیا جائے کہ جب government sector میں اتنے فنڈز دیئے جاتے ہیں تو ان کا output بھی عوام تک پہنچے۔

جناب عالی! گزشتہ بجٹ 2007 میں دو ہزار کالجوں کے teachers کو trained کرنے کے لئے ایک خصوصی بجٹ رکھا گیا لیکن پورے سال میں اس کی کارکردگی zero رہی۔ House جاننا چاہے گا کہ یہ پیسا کہاں گیا اور اس کے ذمہ دار لوگوں کی کوئی باز پرس کی گئی یا نہیں؟ اسی طرح حکومت نے ڈیڑھ ارب روپے sports کے لئے رکھا ہے جس سے gymnasium اور کرکٹ کلب کی چیزیں تیار کی جائیں گی میرا concept یہ ہے کہ ہمارے ملک کی خواتین جن کو صحت مند تفریح کے بہت کم مواقع حاصل ہوتے ہیں کیا ان خواتین کے لئے بھی اس بجٹ میں کچھ مختص کیا گیا ہے؟

جناب والا! پانی کا مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں بہت سنگین ہو رہا ہے اور بہت سے دانشوروں کا یہ کہنا ہے کہ آئندہ آنے والی جنگیں پانی کے مسئلے پر ہوں گی۔ غازی بھروتھا کو تعمیر ہوئے چار سال ہو گئے، دوسرے صوبے اپنا حصہ مانگتے ہیں، میری گزارش ہے کہ اس حساب سے پنجاب کو 4۔ارب روپیہ سالانہ کا حصہ ملنا چاہیے۔ میری گزارش ہے کہ ہم مرکز سے اپنے حصے کا 16۔ارب روپے demand کریں اور پنجاب کی فلاح اور پانی پر خرچ کریں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے جس طرح کہ دوسرے صوبے مانگتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ:

"کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ"

جناب سپیکر! اس سے پہلے ہی ہمیں پانی کا انتظام کر لینا چاہیے کہ اس بجٹ میں 2015 تک خواندگی کی شرح کو 85 فیصد کرنے کی تجویز ہے اور یہ پروگرام بہت اچھا ہے اور یہ پروگرام مجھے اور بھی اچھا لگا کہ اس میں بھٹہ مزدوروں کے لئے، ان کی تعلیم و تربیت کے لئے کافی بجٹ رکھا گیا ہے لیکن یہ بجٹ اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے اور صحیح جگہ پر لگ سکتا ہے اور یہ سکیم اسی صورت کارگر ہو سکتی ہے کہ مالکان بھٹہ مزدوروں کو ان centres میں بھیجیں اور ان کی تربیت کا انتظام کریں۔

جناب والا! Federal Service Board کی رپورٹ ہے کہ پاکستان میں گھریلو ملازمین کی تعداد ایک کروڑ 26 لاکھ ہے اور اس کے علاوہ میرے غریب زمیندار بھائیوں کے گھروں میں جو غریب ملازموں کے غول کے غول کام کرتے ہیں ان کا data collect نہیں ہو سکا کیونکہ کوئی مخصوص تعداد کسی زمیندار کے ہاں واضح نہیں ہوتی۔ میری اس House سے یہ گزارش ہے کہ جہاں آپ دوسرے غریب لوگوں کے لئے projects بناتے ہیں ان گھریلو ملازمین کے لئے بھی ایسے projects بنائیں کہ جہاں ان کی تعلیم و تربیت ہو سکے اور ان کی زندگی کسی اچھے ڈگر پر لگنے کے امکانات موجود ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پاس صرف ایک منٹ مزید ہے۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! جی، درست ہے۔ میرے پاس ایسے کافی points تھے جو ابھی تک میرے بھائیوں نے یہاں discuss نہیں کئے اگر آپ اجازت دیں تو میں لکھ کر بھی دے سکتی ہوں۔ it's so to go میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ low cost housing میں تقریباً ایک ارب 70 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ ہمارے ہاں 24 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے رہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پنجاب میں 30 لاکھ گھروں کی ضرورت ہے۔ کیا یہ بجٹ

30 لاکھ گھروں کے لئے کافی ہو گا؟ میں آپ کے حکم کے مطابق اپنی تقریر کو wind up کرتے ہوئے یہ کہتی ہوں کہ ٹھیک ہے یہ بجٹ بہت خوبصورت ہے اور میں مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ان کی مشترکہ کاوشوں نے اتنا متوازن اور خوبصورت بجٹ پیش کیا۔اس بجٹ کی ایک بہت بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں بیرونی قرضوں پر بہت کم انحصار کیا گیا ہے۔جب بیرونی قرضے آتے ہیں تو ان کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ ہمیں ان کی شرائط بھی ماننا پڑتی ہیں اور جب ان کی شرائط مانتے ہیں تو پھر ہمیں نقصان ہوتا ہے۔اگر کشکول توڑا نہیں گیا تو کشکول scatter ضرور گیا ہے۔ اسی لئے میں مبارکباد دیتی ہوں اور میں میاں محمد شہباز شریف سے امید رکھتی ہوں کہ وہ بہت محنتی ہیں اور وہ بیشتر ٹائم کام کرتے ہیں ان کے آنے سے دفاتر کا ماحول بہتر ہوا ہے اور لوگوں نے کام کو serious لینا شروع کیا ہے۔میں امید کرتی ہوں کہ ان کے ساتھ ہماری پارٹی کی کاوشیں مل کر پنجاب کو جو پہلے ہی خوبصورت ہے حسین سے حسین تر بنائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کہنا چاہتی ہوں کہ 21۔جون کو میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا جنم دن تھا۔میں نیچے گئی تو ہمارے ساتھ پولیس کے لوگوں نے، مسلم لیگ کے لوگوں نے اور دوسرے سیاسی بہن بھائیوں نے ہمیں ہماری قائد کے لئے نذرانہ خون دیا میں اپنی پارٹی کی طرف سے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

صبح تاریک سے کہہ دو کہ کنارہ کر لے
ہم اٹھائے ہوئے سورج کا علم لائے ہیں

شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ)!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو بڑا رحمان اور رحیم ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو اس کرسی پر صدارت کرتے ہوئے دیکھ کر بڑی خوشی ہو رہی ہے اور آپ کو اپنے دل کی گہرائیوں سے اپنی اور اپنے حلقے کی عوام کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس بجٹ پر بحث کے موقع پر اپنی اور اپنے ضلع شیخوپورہ کی عوام کی طرف سے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جو جمہوریت کی صبح طلوع ہوئی ہے۔اس جمہوریت کی تحریک میں رنگ بھرنے والے اپنے وکلاء بھائیوں، اپنے صحافی بھائیوں اور سول سوسائٹی کے ان لوگوں کو خراج تحسین بھی پیش کرنا انصاف سمجھتا ہوں جنھوں نے

جمہوریت کے اس سفر میں اپنے جسم کا خون دے کر اس جمہوریت کی تحریک میں رنگ بھرا ہے۔اس بجٹ کے موقع پر میں جناب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اتنا اچھا، خوبصورت، عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! میرا حلقہ لاہور کے بالکل مضافات میں واقع ہے لیکن بد قسمتی سے گزشتہ ادوار میں اس کے ساتھ سوتیلی اولاد جیسا سلوک ہوا اور میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرتے دیکھنا ہے تو آؤ میں دعوت دیتا ہوں ونڈالہ دیال شاہ اور ڈھاکہ نظام پورہ کے ایریا میں دیکھیں تو آپ کو وہ زندگی نظر آئے گی جو آپ کو رسالوں میں، کتابوں میں اور اخبارات میں پیش کی جاتی ہے۔ وہ عملی زندگی جہاں پر لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں تعلیم حاصل کرنے کے لئے کوئی سکول نہیں، صحت کے لئے کوئی ہسپتال نہیں اور حقیقتاً وہاں کے مکین عملی طور پر غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں میں دوبارہ عرض کر دوں کہ یہ علاقہ لاہور کے مضافات میں واقع ہے اور بد قسمتی یہ ہے کہ کسی نے بھی اس علاقے پر توجہ نہیں دی۔اس علاقے پر توجہ نہ دینے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ پچھلے الیکشن میں بھی وہاں پر مسلم لیگ (ن) کا امیدوار کامیاب ہوا تھا وہ علیحدہ بات ہے کہ بعد میں اس نے بھی اپنی وفاداری تبدیل کر لی لیکن علاقے کے ساتھ وہی سوتیلا سلوک ہوا اور آج بھی وہاں پر کوئی بنیادی سہولت میسر نہیں ہے۔اس لحاظ سے میں اپنے علاقے کی چند demands پیش کروں گا پھر چند تجاویز دے کر اجازت لوں گا۔

Due to this very reason that I am the student of law, I am the son of a farmer.

میں قانون کی خلاف ورزی کو اخلاقی جرم سمجھتا ہوں لاہور کے گرد و نواح میں تمام روڈز دورویہ بن چکی ہیں لیکن بد قسمتی سے ہماری لاہور، جڑانوالہ، شرقپور روڈ گزشتہ کئی سالوں سے اعلانات اور ڈیمانڈ کے باوجود دورویہ نہیں بن سکی۔ میری پرزور کوشش اور میرے ایم۔این۔اے رانا تنویر حسین کی پرزور محنت کے بعد اس روڈ کو A.D.P میں شامل تو کر لیا گیا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اس کے لئے 09-2008 میں صرف پچاس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔یہ رقم صرف paper work کے لئے رکھی گئی ہے اور معلوم نہیں وہ بھی ملتی ہے یا نہیں؟ میری گزارش ہے کہ اس سڑک کے لئے 09-2008 میں کم از کم 200 ملین رکھا جائے۔میرے پورے حلقے میں ایک بھی گرلز یا بوائز ڈگری کالج نہیں ہے اور نہ ہی میرے حلقہ پی پی۔165 کے گرد و نواح میں کوئی گرلز ڈگری کالج موجود ہے

اس لئے میری گزارش ہے کہ چونکہ شرقپور شریف ایک روحانی شہر کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ ایک پرانا شہر ہے اب اسے تحصیل کا درجہ بھی دے دیا گیا ہے اس لئے وہاں پر ایک گرلز ڈگری کالج اور ایک بوائز ڈگری کالج کا قیام فوری طور پر عمل میں لایا جائے۔

میری تیسری گزارش ہے کہ شرقپور سٹی میں پہلے سے کمرشل کالج ہے لیکن وہ گزشتہ 18 سال سے کرائے کی بلڈنگ میں ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس کالج کے لئے ایک بلڈنگ بنا کر اس میں بی کام تک کلاسز کا اجرا کیا جائے۔ میری مراد کامرس کالج کا قیام ہے۔

جناب والا! ونڈالہ دیال شاہ کا علاقہ جو یونین کونسل 32,31,30 پر مشتمل ہے وہاں ایک سپیشل پیکج کے ذریعے تعلیم، صحت اور سیوریج کے لئے خصوصی فنڈ مہیا کیا جائے اور اسے اس A.D.P یا block allocation میں شامل کرتے ہوئے وہاں پینے کا صاف پانی بھی مہیا کیا جائے اور پانی کی نکاسی کا فوری بندوبست کیا جائے۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے سنا ہو گا کہ پینے والے صاف پانی کی نل / کنکشن سے گندہ پانی آ رہا ہے میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ آئیں میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ میرے حلقہ میں جہاں سے پینے کے لئے صاف پانی آنا چاہیے وہاں سے گٹر کا گندہ پانی آ رہا ہے اور میری بار بار شکایات کے باوجود ابھی تک ڈی۔ جی ایل۔ ڈی۔ اے اور ایم۔ ڈی واسا نے کوئی توجہ دی ہے اور نہ اس پر ضلعی انتظامیہ نے کوئی توجہ دی ہے۔

جناب سپیکر! سابقہ حکومت کے دور میں غالباً 1993 یا 1994 میں ورلڈ بنک نے ایک سکیم launch کی تھی جس کے تحت واسا نے ان تین یونین کونسلوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی واسا نے launch کیا تھا۔ وہ یونین کونسلیں شیخوپورہ کی ہیں لیکن واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام واسا نے launch کیا لیکن اب واسا والے اس کی maintenance کر رہے اور نہ ہی ضلعی حکومت شیخوپورہ کرتی ہے۔ ہم اس لحاظ سے rolling stone بنے ہوئے ہیں اور فٹ بال کی طرح ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ وہاں پر لوگوں کو بنیادی سہولتیں بالکل میسر نہ ہیں۔

میری اگلی گزارش یہ ہے کہ شیخوپورہ کو تقسیم کر کے ایک نئی تحصیل شرقپور بنائی گئی۔ ہم ننکانہ کو بھی اپنا حصہ سمجھتے ہیں۔ اگرچہ گزشتہ تین سالوں سے انتظامی لحاظ سے وہ تحصیل بنا دی گئی ہے لیکن وہاں پر تحصیل کا کوئی complex موجود نہیں ہے۔ تحصیل کے دفاتر موجود نہیں ہیں۔ وہاں پر کوئی سول جج بیٹھتا ہے اور نہ ہی کوئی ایڈیشنل سیشن جج دورے پر جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ وہاں پر فوری طور پر ایک تحصیل complex بنایا جائے اور عدالتوں کا اجراء کیا جائے۔ ہفتے میں ایک مرتبہ

ایڈیشنل سیشن جج وہاں پر جائے اور permanently ایک civil judge cum judicial magistrate وہاں پر تعینات کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا علاقہ چونکہ ایک زرعی علاقہ ہے۔ یہ سرسبز باغات، سبزیوں اور پھلوں کا علاقہ ہے۔ چاول میں ہماری منڈی فیض آباد پاکستان کی number one منڈی ہے جہاں سے پوری دنیا میں چاول بھیجا جاتا ہے۔ شرقپور شریف کے گردونواح میں دریائے راوی پر پل بنانے کی ایک previous scheme چل رہی ہے۔ اس بارے میں فوری طور پر سروے کیا جائے، feasibility report تیار کر کے اسے منظور کیا جائے اور بجٹ میں اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ اسی طرح منڈی فیض آباد اور شرقپور کے علاقے کے لئے دریائے راوی پر ایک پل تعمیر کیا جائے۔ میں چند مزید تجاویز within minutes پیش کر کے اجازت لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔ بار بار کہنے کے باوجود بھی جب یہاں سے وقت ختم ہو جانے کی bell ہوتی ہے تو اس کو follow نہیں کیا جاتا۔ آپ ماشاءاللہ سارے بڑے سمجھدار ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ممبران بات کر سکیں۔ میرے پاس ممبران کی چٹیں آ رہی ہیں کہ وقت بہت زیادہ لیا جا رہا ہے۔ علی اصغر صاحب! اب آپ کے پاس صرف ایک منٹ ہے۔ اس ایک منٹ میں آپ wind up کر لیں، مہربانی ہو گی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میں ایک منٹ میں یہی گزارش کروں گا کہ ڈاکٹر حمید اختر خان جن کا تعلق اورنگی کراچی سے ہے انھوں نے ایشیا کی سب سے بڑی کچی آبادی میں public partnership کے ساتھ وہاں کے مسائل حل کئے ہیں۔ اسی طرز پر پورے پاکستان بالخصوص پنجاب میں public partnership کے ساتھ واٹر سپلائی اور sanitation کے منصوبے شروع کئے جائیں۔ اس طرح ان میں public کا interest آ جائے گا، مقامی لوگوں کی concentration آ جائے گی، ایک حصہ آ جائے گا اور وہ منصوبے بہتر انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں گے۔

میری اگلی تجویز یہ ہے کہ پنجاب میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو computerize کرنے کے لئے فوری طور پر اقدامات کرنے چاہئیں۔ پٹواری جو کہ corruption کا بادشاہ ہے اس سے ہماری جان چھڑائی جائے۔ یہ اتنی لمبی مقدمہ بازی کی بنیادی جڑ ایک پٹواری اور تھانیدار ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ سے ریکارڈ لے کر جدید طریقوں پر computerize کیا جائے۔

میری اگلی گزارش یہ ہے کہ وہ تعلیمی ادارے جو قومی تحویل سے لے کر autonomous bodies بنا دیئے گئے ہیں ان کی یا تو فیسیں کم کی جائیں یا پھر انھیں واپس قومی تحویل میں لیا جائے۔ طبقاتی تقسیم اور طبقاتی نظام تعلیم کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔

غربت مکاؤ پروگرام میں میری یہ تجویز ہے کہ غریبوں کو امداد دینے کی بجائے انھیں چھوٹی چھوٹی کاٹن انڈسٹریز بنا کر دی جائیں۔ انھیں اس مد میں قرضے دیئے جائیں تاکہ بیماری کا permanent حل ہو سکے۔

آخر میں، میں زراعت کے حوالے سے گزارش کروں گا کیونکہ میرا تعلق ایک کسان فیملی سے ہے، ایک زمیندار گھرانے سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں یہ subsidy نہیں چاہیے۔ یہ لے جائیں subsidy اپنے پاس، یہ دے دیں تعلیم کو، یہ صحت کے شعبے کو دے دیں۔ خدارا! ہمیں ہماری اجناس کی مطلوبہ قیمت دے دیں۔ ہمیں یہ خیرات نہیں چاہیے۔ ہمیں subsidy کی شکل میں زکوٰۃ اور یہ فقیروں والی امداد نہیں چاہیے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کے صوبہ پنجاب میں اجناس کی قیمتیں دیکھ لیں۔ یہاں ہماری اجناس کی قیمتیں مقرر کرنے والی کوئی اتھارٹی نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ agro-marketing regulatory authority بنائی جائے جو کسان کی اجناس اور پیداوار کی قیمتیں مقرر کرے۔ ایک بے چارہ کسان، زمیندار ہے جو کہ اپنی پیداوار کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ ہر صنعت کار اپنی products کی قیمت مقرر کر سکتا ہے ایک بے چارہ زمیندار ہے جو کہ اپنی جنس کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! معزز اراکین نے پچھلے چار پانچ دنوں میں بجٹ اجلاس کے دوران جو mainly focus کیا ہے وہ اپنے حلقے کے مسائل ہیں۔ انھوں نے اپنے حلقے کے مسائل کو بڑی detail سے بیان کیا ہے۔ جناب وزیر خزانہ موجود ہیں، میں ان سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ کیا وہ ان تمام حلقوں کی ترقیاتی ضروریات کو اس بجٹ میں شامل کرنے جا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جب وزیر خزانہ wind up کریں گے تو ان ساری باتوں کا اکٹھا ہی جواب دے دیں گے۔ روایت بھی یہی رہی ہے کہ وہ اکٹھا ہی جواب دیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر جو question raise کیا جاتا ہے اس کا جواب آنا چاہیے۔ یہ winding up سے متعلقہ issue نہیں ہے۔ winding up تو ان کی conventional speech ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر میں یہ explain کرنا چاہوں گا کہ ہر پوائنٹ آف آرڈر پر فوری طور پر جواب دینا بھی ضروری نہیں ہوتا۔ جس طرح میں صبح سے بلکہ تین دن سے بات کر رہا ہوں کہ یہ بحث ہمارے بجٹ کے حوالے سے ہے۔ آپ کی بات وزیر خزانہ صاحب نے نوٹ کر لی ہے جب وہ winding up speech کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب کا جواب دیں گے۔ بہت شکریہ

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج آپ ممبران کے لئے چار منٹ، پانچ منٹ کی قدغن لگا رہے ہیں جبکہ پہلے دن چالیس چالیس منٹ کی تقریریں ہوئی ہیں۔ ابھی ہمارے علی اصغر منڈا صاحب تقریر کر رہے تھے تو آپ ان کو مختصر کرنے کا کہہ رہے تھے۔ یہ آپ discrimination کر رہے ہیں۔ آپ ایک دو دن کے لئے اجلاس بڑھا دیں۔ کوئی اتنی قیامت تو نہیں آ رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ لوگ مجھے چٹیں بھیجنا بند کر دیں۔ آپ نے خود مجھے چٹ بھجوائی تھی۔

پیر محمد اشرف رسول: میں نے کوئی چٹ نہیں بھجوائی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ please بیٹھیں۔ مجھے ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلانے دیں۔ میرے لئے تمام ممبران معزز اور برابر ہیں اور میری صرف ایک ہی کوشش ہے کہ سب لوگ بات کر سکیں لیکن ہم نے بجٹ کو بھی وقت پر پیش کرنا ہے۔ آپ کو میں صرف اتنی بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے اس House کے اندر بجٹ پر double session نہیں ہوئے۔ یہ آکر ہم نے شروع کروائے ہیں اور آپ کی سہولت کے لئے شروع کرائے ہیں، بجائے اس کے کہ آپ اس کو appreciate کریں اور ہمارے ساتھ تعاون کریں آپ تنقید کر رہے ہیں۔ آپ بس مہربانی کریں اور اس House کو چلنے دیں۔ تو میں اب زوبیہ رباب ملک صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی speech کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آج میں آپ کی اجازت سے اس معزز ایوان سے مخاطب ہوں۔ سالانہ بجٹ 09-2008 ایک ایسا بجٹ ہے جو کہ موجودہ کٹھن صورتحال میں تیار کیا گیا ہے۔ بد قسمتی سے پچھلے کچھ عرصہ سے ہمارے ملک کے حالات اس قدر خراب رہے ہیں کہ اس کے اثرات سب سے زیادہ معیشت پر پڑے ہیں لہذا اس بجٹ میں کچھ ایسی کڑوی گولیاں بھی ہیں جو کہ ہمیں بادل نخواستہ نگلنا پڑ رہی ہیں۔ ہماری اجتماعی غلطیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہمارے ملک میں کئی بحران ہیں۔ آج ہمیں خوراک کا بحران، بجلی کا بحران، عدالتی بحران اور سب سے بڑھ کر پانی کے بحران کا سامنا ہے۔ جس میں 90 فیصد لوگوں کی معیشت اس تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ہے۔ آج ایک غریب آدمی کے لئے دو وقت کی روٹی اور اپنے جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنا ناممکن ہو گیا ہے۔ ایک مثالی بجٹ میں کم از کم۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان میں خاموشی اختیار کی جائے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: ایک مثالی بجٹ میں کم از کم ان چار اجزاء کا ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ بجٹ متوازن ہو اس کا جھکاؤ کسی خاص طبقے کی طرف نہ ہو۔ بے روزگاری کی شرح میں کمی ہو افراط زر پر قابو پایا جا سکے۔ مجموعی قومی آمدنی میں اضافہ ہو۔ حکومت آئندہ مالی سال میں نجی شعبے کے تعاون سے پنجاب کے چھ بڑے شہروں یعنی لاہور، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور بہاولپور میں مزید ایک ہزار بسیں سڑکوں پر لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس میں ایک ارب روپے کی subsidy بھی دی جا رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ملک کی پچاس فیصد آبادی خواتین پر مشتمل ہے خاص طور پر ان شہروں میں طالبات اور working women کو شدید سفری دشواریوں کا سامنا ہے اور ہماری یہ بہنیں اور بیٹیاں۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ کسی تقریر کے دوران آپ interrupt نہ کریں آپ بیٹھیں تشریف رکھیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: ہماری یہ بہنیں اور بیٹیاں بس سٹاپوں پر پریشانی کا شکار رہتی ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ ان ایک ہزار بسوں میں سے تقریباً تین سو بسیں ہماری ان بچیوں کے لئے بھی allocate کی جائیں تاکہ وہ ان problems سے اور ذہنی اذیتوں سے باہر نکل آئیں۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا کہ پنجاب میں بجلی کے چھوٹے منصوبے بنانے کی استعداد موجود ہے اور وہ اس طرح سے 350 میگا واٹ بجلی پیدا کریں گے۔ حکومت سندھ نے ان مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے جہاں پر حکومت دریاؤں، نہروں پر چھوٹے ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کام کے لئے انہوں نے funds allocate کر دیئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اندھیروں میں کمی تو لائی جا سکتی ہے مگر اس وقت آپ کے اس بجٹ میں ٹھوس منصوبہ بندی اور رقم مختص نہیں کی گئی۔ اس کے لئے کوئی رقم allocate کی جانی چاہیے۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جناب وزیر خزانہ از راہ کرم اس سلسلے میں اپنی concluding speech میں وضاحت فرمادیں کہ انہوں نے صوبہ میں بجلی فراہم کرنے کے منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم allocate کی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم نے صوبے میں غربت کا خاتمہ کرنا ہے تو ہمیں یہاں پر cottage industry کو رواج دینا پڑے گا۔ جب تک ہماری حکومت cottage industry کو رواج نہیں دیتی ایک مضبوط معیشت وجود میں نہیں آ سکتی۔ cottage industry کو مضبوط کرنا انتہائی ضروری ہے کہ ان علاقوں میں مثلاً وزیر آباد، سیالکوٹ، ملتان وغیرہ میں cottage industry کو جس قدر رواج ملا وہاں عوام کی معیشت صوبے کے دیگر علاقوں کی نسبت قدرے بہتر ہے۔ حکومت نے اگلے مالی سال 09-2008 کے دوران cottage industry کے فروغ کے لئے چالیس کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے جو کہ ناکافی ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ صوبے میں cottage industry کو فروغ دینے کے لئے سستی بجلی اور پانی مہیا کیا جائے تاکہ یہ لوگ محنت کر کے صوبے اور ملک کی معیشت کو مضبوط بنیاد فراہم کر سکیں۔

آخر میں اپنے آبائی گاؤں میانی شہر کے صحت اور تعلیم کے حوالے سے کچھ مسائل بیان کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے خود وہاں پر visit کیا ہے۔ گاؤں میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے ہسپتال میں جب گئی وہاں پر ہسپتال تو ہے لیکن بیڈ نہیں ہیں، وہاں پر ایمرجنسی وارڈ نہیں ہے گائنی وارڈ بنا ہوا ہے لیکن گائنی کی ڈاکٹر نہیں ہے کیونکہ یہاں پر گورنمنٹ کا ہسپتال ہے ہزاروں غریب عورتیں علاج کے لئے آتی ہیں جو ایک روپے کی یا پانچ روپے کی پرچی سے علاج کرواتی ہیں لیکن سہولیات وہاں پر مہیا نہیں ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ اس میں آپ کچھ امداد کریں اور اقدامات بھی اٹھائیں۔

اس کے بعد تعلیم کے متعلق میں عرض کروں گی کہ وہاں پر سکول تو ہیں لیکن بچیوں کے لئے سکول میں ڈیسک نہیں ہیں، کوئی ٹیبل نہیں ہے۔ وہاں پر bath rooms تو بنے ہوئے ہیں لیکن زمینوں پر ہیں۔ سکولوں میں لائٹ نہیں ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ ان مسائل کو جلد از جلد حل کیا جائے۔ آخر میں، میں پورے ایوان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ ذاتی حیثیت سے میں پاکستان اور صوبہ پنجاب کی ترقی کے لئے بھرپور تعاون اور اتحاد جاری رکھوں گی۔ پاکستان زندہ باد۔ پائندہ باد۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شاہان ملک!

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن سے ہماری بہن زوبیہ ملک معزز رکن نے ایوان میں آکر اپنا جمہوری حق ادا کیا ہے پورا House ان کو welcome کہتا ہے۔ انہوں نے بجٹ تقریر بھی کی ہے اور مانا ہے کہ بجٹ بہت اچھا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میں اپوزیشن کے بارے میں صرف اتنی بات کروں گا کہ میں Custodian of the House ہوں اور میرے لئے اس طرف بیٹھے ہوئے اراکین بھی اتنے ہی معزز ہیں جتنے اس طرف بیٹھے ہوئے ممبران ہیں۔ اپوزیشن سے ہم نے بڑے parleys بھی کئے اور ان سے درخواست بھی کی کہ وہ آئیں اور آکر بیٹھیں۔ جس طرح محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ نے یہاں پر آکر ایک positive contribution کی ہے۔ اس طرح میری اپوزیشن کے باقی ممبران سے بھی یہی امید ہے کہ وہ آئیں گے اور آکر اس House میں positive contribution کریں گے۔ ابھی تک اپوزیشن کی طرف سے زوبیہ صاحبہ سے پہلے جو لوگ آئے ان کی طرف سے آکر یا تو کورم کی نشاندہی کی گئی یا یہاں پر آکر کوئی نہ کوئی legal point اٹھا کر House کی کارروائی کو disturb کرنے کی کوشش کی گئی۔ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا سوائے اس کے کہ:

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

اب میں شاہان ملک صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

جناب شاہان ملک: شکریہ۔جناب سپیکر! بہت اچھے اچھے لوگوں نے بہت اچھی اچھی باتیں کافی ساری کر لی ہیں۔.I will try to make it to the point and precise۔ میرا تعلق ضلع اٹک سے ہے جہاں سے سابق وزیر اعظم شوکت عزیز کو منتخب کروایا گیا۔ جہاں کا ضلعی ناظم چودھری برادران کا بہنوئی بھی تھا وہ ضلعی نظامت بھی enjoy کرتا رہا وزارت اعلیٰ کے اختیارات بھی enjoy کرتا رہا اور اس کے علاوہ وزارت عظمیٰ کے اختیارات بھی enjoy کرتا رہا۔

جناب سپیکر! بیت المال اور زکوٰۃ کے حوالے سے تذکرہ کرتا چلوں کہ یہاں پر پچھلے ادوار میں یہ کیا جاتا رہا کہ آدھی یا تین چوتھائی رقم لے کر دفتر آتا تھا وہ اس کو جمع کرواتا تھا اور پھر اس کو چیک ملا کرتا تھا۔ رشوت کا level اس جگہ پر پہنچ چکا تھا۔ تمام محکمے ضلعی حکومت کے ماتحت ہیں اور ان کے بجٹ کی allocation بھی ضلعی حکومت کے کنٹرول میں ہے۔Devolution plan کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور یہ براہ راست صدر کے ماتحت ہے اور یہ صوبائی خود مختاری کے خلاف ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ نظام برقرار رہے لیکن اس کی اس طرح سے اصلاح کی جائے کہ اس کا administrative اور financial control صوبائی حکومت کے پاس رہے۔ Districts funds کا احتساب صوبائی حکومت کرے اور ان کے الیکشن جماعتی بنیادوں پر کروانے کا فیصلہ کیا جائے۔

Therefore, I, on behalf of my other respectable colleagues, request you to consider referring this matter to the Minister of Local Government or however, you manage to review present local government system to keep a check and balance absolute powers invested in them but the dictator who believed in himself and non other. These were some issues that I believe, would create hurdles in the smooth execution of new beneficiary coalition formula of 2008 and onwards.

جناب سپیکر! ضلع اٹک میں D.H.Q ہسپتال میرے حلقے میں موجود ہے اور چھ تحصیلوں کی ذمہ داری اس پر ہے اس کا سالانہ بجٹ 7 ملین تھا۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو بڑھایا جائے کیونکہ سات ملین میں بڑی مشکل سے چھ تحصیلوں کے مریضوں کا علاج ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے دور میں dialysis centre قائم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ فنڈ کے غبن کے باعث مکمل نہ ہو سکا۔ آپ کی وساطت سے میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ اس پر توجہ فرمائیں اور تین ملین اگر ان کو مل جائیں تو وہ operative ہو جائے گا۔ اگر چھ تحصیلوں میں روز کے تین dialysis بھی ہوں تو یہ تقریباً 12 ہزار کے قریب خرچ آتا ہے جو سالانہ 4 سے 5 ملین کا یہ بجٹ بن جائے گا۔ ہماری اٹک سٹی میں sewerage pipeline مختلف جگہوں سے leak ہو کر drinking water کے ساتھ mix ہو گئی ہے۔ اس نے drinking water کو pollute کر دیا ہے اور یہ ہیپاٹائٹس کے بڑھاوے کا سبب بن رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ یا تو ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی وساطت سے اس کی proper sewerage system کی تنصیب ممکن بنائی جائے یا اس کے لئے کوئی سپیشل فنڈ allocate کیا جائے۔ میں زراعت کے حوالے سے اتنی گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں دو قسم کی زمین پائی جاتی ہے خصوصاً تحصیل اٹک میں، ایک semi hilly land اور دوسرا sandy land ہے۔ semi hilly land level کرنے کے لئے حکومت سے سہولیات فراہم کرنے کی گزارش ہے تاکہ جو کسان بساط نہیں رکھتا کہ وہ ایک semi hill کو plain land میں convert کر کے agriculture کرے اگر حکومت اس کی امداد کرے گی تو نہ صرف وہ agriculture land میں تبدیل ہو جائے گا بلکہ کسان بھی خود کفیل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! جنگلات کے حوالے سے میری گزارش ہے کہ اٹک کی مشہور mountain range جس کو کالا چٹا پہاڑ کے نام سے جانا جاتا ہے اس کا majority area آرمی نے acquire کر لیا ہے لیکن اس کے باوجود ہزاروں ایکڑ جنگل پچھلے دور میں غیر قانونی طور پر بے دردی سے کاٹ کر بیچ دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑا ظلم ہے جس کی وجہ سے شدید آلودگی کا خطرہ ہے لہذا اس کی نہ صرف انکوائری کرائی جائے بلکہ شجر کاری مہم کا دوبارہ آغاز کیا جائے اور کسانوں کو مفت پودے فراہم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے حوالے سے میں صرف اتنی سی گزارش کروں گا کہ استاد کی قابلیت ہمارے بچوں کے روشن مستقبل کی عکاسی کرتی ہے اس لئے سفارشی بھرتی ہونے والے اساتذہ کو نہ صرف تربیت دی جائے بلکہ ان کے امتحان بھی لئے جائیں تاکہ ہمارے بچوں کے مستقبل اچھے اور قابل اساتذہ کے ہاتھوں میں محفوظ ہوں۔

جناب سپیکر! لائیو سٹاک کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے لائیو سٹاک میں free special vaccination programme دیا ہے۔ میری اس میں گزارش ہے کہ special free vaccination کے ساتھ insemination کو بھی بیچ میں add کیا جائے اور 10 لاکھ کے قریب semen منگوا کر یہاں کے عوام کو فراہم کئے جائیں تاکہ اس سے گوشت اور دودھ والے جانور aggregate ہوں اور ہمارے لوگ اس میں خود کفیل ہوں۔

جناب سپیکر! میں پنجاب حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے حاجی شاہ کے مقام پر ایک ڈیم کے لئے fund allocate کیا ہے۔ صرف اتنی سی گزارش کروں گا کیونکہ یہ semi hilly area ہے یہاں پر پانی کو store کرنا آسان ہے اگر اس کو دو طرف سے block کر دیں گے تو پانی store ہو جائے گا ورنہ hills میں سے پانی بہہ کر دریائے سندھ میں چلا جاتا ہے اور وہ ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں سب سے ضروری بات عرض کرنا چاہوں گا۔ ہمارے حلقے کو تین main market لگتی ہیں، Attock to Peshawar جو صوبہ سرحد میں آ جاتا ہے۔ Attock to Pindi and Attock to Karachi via Jand Basal کا راستہ ہے۔ ہمارا ضلع تجارتی لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ strategically بھی اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ ایک طرف کامرہ ایروناٹیکل کمپلیکس ہے، دوسری طرف آرڈیننس فیکٹری سنجوال ہے، تیسری طرف غازی بروتھا ڈیم ہے۔ ان تین میگا پراجیکٹس کی موجودگی میں وہاں کی عوام ہر قسم کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے لہذا یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ پچھلے دور میں جتنے بھی فنڈز آئے وہ مفاداتی بندر بانٹ کا شکار ہو گئے۔ اس بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اُس دور کے سلطاں سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے ہاں ٹیکس فری انڈسٹریل زون کے قیام کو consider کیا جائے اور اس کا انعقاد کیا جائے۔ حکومت اس سلسلے میں خصوصی توجہ دے کیونکہ یہاں پر دو قسم کی انڈسٹریز حکومت کو revenue generate کر کے دے سکتی ہیں۔

نمبر 1، جیسے مجھ سے پہلے ایک معزز بھائی نے فرمایا تھا کہ سرامکس فیکٹری جو گوجرانوالہ اور گجرات میں ہے یہاں پر جو fire clay آتی ہے یہ اٹک سے آتی ہے۔ ہم اپنی ہی مٹی کے برتن یہاں سے خرید کر لے جاتے ہیں۔ اگر وہاں پر انڈسٹری لگے گی، وہاں پر روزگار ملے گا اور حکومت بھی اس سے revenue generate کرے گی۔ اگر اس کو آپ export level پر سوچیں گے تو آپ اس سے زیادہ revenue generate کر سکتے ہیں۔

دوسری جو important industry ہے وہ ہماری home ground crop peanut ہے اور آپ یہ جانتے ہیں کہ دنیا میں مہنگے oils میں peanut oil کا شمار ہوتا ہے۔ اگر سپیشل بیج ڈال کر peanut oil units or factory لگائی جائے اور اس کو export کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا میگا پراجیکٹ ہوگا۔

جناب سپیکر! اگر tax free zone لگ جاتی ہے تو یہ cottage industry کو بھی بہت فروغ دے گی اور اس سے روزگار کے بہت زیادہ وسائل ہوں گے۔ میری آخری گزارش یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ غازی بروتھا ڈیم پورے ملک میں بجلی سپلائی کر کے بجلی کی کمی دور کر رہا ہے اور چراغ تلے اندھیرا ہے۔ ہمارے گھر میں ڈیم ہے اور آپ دیکھیں کہ تربیلا ڈیم کی رائلٹی کی ادائیگی پر حکومت تیار ہے۔ اسی طرح بھاشا ڈیم کی feasibility کے بعد حکومت مقامی لوگوں کو up-lifting اور رائلٹی کی ادائیگی کے لئے تیار ہے۔ اسی تناظر میں غازی بروتھا ڈیم ہمارے حلقے میں ہے، ہمارے گھر میں ہے ہمیں اس کی رائلٹی دی جائے۔ ہمیں رائلٹی نہیں دے سکتے تو رائلٹی کے عوض ہمیں سستی بجلی دی جائے۔ پہلے تو ہمیں بجلی دی جائے کیونکہ ہم اپنے گھر میں ڈیم ہونے کے باوجود آٹھ اور دس دس گھنٹے بجلی کی لوڈ شیڈنگ برداشت کر رہے ہیں۔ اس پر توجہ دی جائے۔

آخر میں، میں جاتے جاتے صرف اتنا عرض کروں گا کہ جس نیت، جس عقیدت، جس محبت اور جس جذبے کے ساتھ یہ coalition government بنی ہے اور ہمیں جو مسائل ملے ہیں واصف علی واصف کا قول ہے کہ:

پریشانی حالات سے نہیں خیالات سے آتی ہے

جناب سپیکر! آخر میں یہ عرض کروں گا کہ:

سوال کرتے ہیں لمحے جواب ہیں ہم لوگ
نئی سحر کے نئے آفتاب ہیں ہم لوگ
یہ فیصلہ ہے وطن کو سجا کے دم لیں گے
جو چل پڑے ہیں تو منزل پہ جا کے دم لیں گے

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اب محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ سے گزارش ہے کہ وہ بات کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آج کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قائد جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنے خون کی آبیاری سے اس ملک میں جمہوریت دی۔ جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں جن کی سیاسی بصیرت کی وجہ سے آج اس ملک میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور تمام coalition partners کی صورت میں ہم لوگ یہاں پر اس حکومت کا حصہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وزیراعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جن کے باہمی تعاون سے ایک ideal budget پیش ہوا۔

جناب سپیکر! بجٹ جن حالات میں پیش ہوا میں سمجھتی ہوں کہ سب سے آخر میں پنجاب حکومت کا انعقاد ہوا جس کی وجہ سے پنجاب حکومت کو بجٹ بنانے کے لئے سب سے کم وقت ملا اور ان حالات میں پنجاب حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس سے اچھا بجٹ اور ہو نہیں سکتا لیکن پھر بھی اس سے پہلے آئندہ بجٹ کے لئے میری کچھ تجاویز ہیں۔ بجٹ پیش کرنے سے پہلے تمام محکموں، تمام utility اداروں کے heads کو شامل کر کے اور تمام مکاتب فکر کو شامل کر کے اس پر اگر ہم سیمینار منعقد کرائیں جس کا یہ فائدہ ہو گا کہ جون کے آخر میں ہمیں جو دس، پندرہ یا بیس دن کا ٹائم ملتا ہے اس میں اتنا اظہار خیال نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک proper time میں اس کی تجاویز سامنے آئیں تو actual budget پیش ہونے سے پہلے کم آمدنی والے لوگوں کا خیال رکھا جائے، لوگوں کے شکوے شکائتیں اور ضرورتوں کا خیال رکھا جائے جن کا ہم ضروری سمجھتے ہیں اور اس میں

pecially utility اداروں کے heads کی رائے کو بھی شامل کیا جانا چاہیے اور اس پر حکومت کو باقاعدہ سیمینار منعقد کرانے چاہئیں تاکہ اس بجٹ کو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بہتر سے بہتر بنانے کے مواقع پیدا کئے جا سکیں۔اس کے ساتھ میں سمجھتی ہوں اور سب سے پہلے میں بات کروں گی کیونکہ issue تو بہت سارے ہیں۔آج 3/4 دن بعد ہماری باری آئی ہے تو کافی issues discuss ہو چکے ہیں اور جو issue ابھی تک کسی نے discuss نہیں کیا وہ یہ ہے کہ صحافیوں کا بھی جمہوریت کی بحالی میں بہت اہم کردار رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ press کو آزادی دینے کے پچھلی حکومت نے جتنے دعوے کئے اور کہا کہ ہم نے اس کو آزادی دی ہے، ہم نے press کی آزادی کے لئے یہ کیا ہے وہ کیا ہے۔ ان کے دعوے تو بے نقاب ہو گئے ہیں کہ Press colony پر جو قبضہ ہے۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے درخواست ہو گی کہ صحافی بھی ہماری طرح worker ہیں۔وہ بھی کسی ادارے کے لئے کام کرتے ہیں یہاں پر کوئی بھی landlord نہیں ہے۔ ان کو مخصوص قبضہ group سے نجات دلائی جائے اور تمام photographers اور جو cameramen جن کے آئے دن کسی نہ کسی احتجاجی تحریک میں کیمرے ٹوٹ جاتے ہیں یا گم ہو جاتے ہیں وہ insured کئے جائیں کیونکہ وہ غریب worker دوبارہ سے کیمرے نہیں لے سکتے۔

جناب سپیکر! میں اقلیتوں کے متعلق بات کروں گی اور ان کے لئے میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ ان کے لئے خاص fund مختص کیا جائے کیونکہ اگر وفاقی حکومت ان کے لئے funds مختص کرتی ہے تو پنجاب حکومت کا بھی حق ہے کہ وہ ان کے لئے funds مختص کرے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر خواتین کے لئے بات کروں گی کہ ہم خواتین آبادی کا 54 فیصد ہیں۔ عام طور پر عوام میں یہ تاثر ہے کہ مخصوص نشستوں پر جو خواتین آئی ہیں وہ قومی اسمبلی میں یا صوبائی اسمبلیوں میں جا کر ہمارے حقوق کی بات نہیں کرتیں، سابقہ دور میں جو طریق کار رہا ہے کہ وہ صرف rubber stamp اسمبلی تھی اور انھوں نے خواتین کے حقوق کے لئے یا خواتین کی معاشی ترقی کے لئے کوئی ایسے اقدامات نہیں کئے جس سے خواتین کو مضبوط کیا جا سکتا تھا یا جس سے خواتین یہ سوچتیں کہ ہم direct election میں آئیں نہ کہ وہ مخصوص نشستوں پر ترجیح دیتیں۔ ہم خواتین یہاں پر جو بھی بہنیں بیٹھی ہیں میں سمجھتی ہو کہ کسی نہ کسی جماعت سے ان کا ضرور تعلق ہے اور سالہا سال کی محنت کے بعد یہاں پہنچی ہیں۔ ہماری طرح اور بہنیں جو یہاں نشستوں کی کمی کی وجہ سے نہیں آ سکیں تو ان بہنوں کے لئے یا دور دراز علاقوں میں رہنے والی بہنوں کے لئے جن کی

آواز کوئی نہیں اٹھاتا اور جن کے لئے کوئی بات نہیں کرتا میں ان بہنوں کے لئے بات کرنا چاہتی ہوں کہ ان کی معاشی ترقی کے لئے خصوصی طور پر اقدامات کئے جائیں جیسے وفاقی حکومت نے کئے ہیں۔ پنجاب حکومت کو بھی چاہیے کہ خواتین کا ملازمتوں میں بھی کوٹا مخصوص کیا جائے اور گھریلو صنعتوں کے لئے بھی انھیں آسان شرائط پر قرضے دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ دیہاتوں میں بیٹھی ہوئی جو بہنیں ہیں میں سمجھتی ہوں کہ ان کے لئے نہ کوئی تفریح کا پروگرام ہوتا ہے اور نہ وہ کہیں پر جا کر اپنی frustration کو نکال سکتی ہیں۔ میرے خیال میں ان کا گھر میں ہی لڑائی جھگڑے میں وقت گزر جاتا ہے۔ ان کے لئے U.C level پر clubs بنائے جائیں اور ساتھ ہی sports activities بھی شروع کی جائیں تاکہ کچھ بچیاں اور بہنیں اپنی practical life میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں رہنے والی بہنیں جو کارخانوں میں کام کرتی ہیں یا گھروں میں بیٹھ کر فٹ بال وغیرہ سیتی ہیں میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کو چاہیے کہ ان کے لئے cottage industries چھوٹے level پر لگائی جائیں جیسے سوویت یونین میں خواتین کی غربت کے خاتمے کے لئے ایسے اقدامات کئے گئے تھے تو خواتین کو آگے جا کر کافی حوصلہ افزائی بھی ہوئی تھی اور ان کے گھریلو بجٹ بھی متاثر نہیں ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ جو خواتین روزگار کے لئے گھروں سے باہر جاتی ہیں ان کو transport کے بہت مسائل ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت نے جو بجٹ transport کے لئے رکھا ہے اس میں خاص طور پر working women کے لئے special transport کا آغاز کیا جائے کیونکہ آپ بھی عام زندگی میں دیکھتے ہوں گے کہ بس اور ویگن میں صرف دو سیٹیں خواتین کے لئے ہوتی ہیں اور بعض دفعہ وہ بھی خواتین کو جگہ نہیں دیتے اس لئے وہ خاتون جو گھر سے گھنٹوں پہلے اپنے روزگار کے مقام پر پہنچنے کے لئے نکلتی ہے تو اس کو جاتے ہی یا تو اپنے boss کی ڈانٹ کھانا پڑتی ہے یا پھر راستے میں ہی اس کا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کا معاشرے میں مردوں کے برابر ایک کردار ہے اور وہ ہر میدان میں مردوں کے برابر کام کرتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین زیادہ ذمہ دار ہیں۔ خواتین کو جو بھی ذمہ داری دی جاتی ہے وہ بہت احسن طریقے سے اور ایمانداری سے نبھاتی ہیں اس لئے براہ مہربانی خاص طور پر working women کے لئے الگ transport کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کی جتنی بھی خواتین teachers ہیں جن کو contract base پر بھرتی کیا گیا لیکن سابقہ حکومت نے اپنا نام تو روشن کر لیا۔ میاں محمد نواز شریف نے بھی ان کے لئے بہت اچھے الفاظ کہے کہ پڑھے لکھے پنجاب کا اَن پڑھ وزیر اعلیٰ، اس نے میرے خیال میں صرف تین لفظ سیکھے تھے جو صرف اور صرف یہیں تک محدود تھے کہ ”ص“ سے صدر، ”م“ سے مشرف اور ”و“ سے وردی اس کے علاوہ اس نے اور کوئی چوتھا لفظ پڑھا اور نہ اس کو آیا۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ان اربوں روپے کا حساب لیا جائے کہ جو اربوں روپے اس نے تعلیم کے نام پر لوٹے اور اپنی ذاتی تشہیر کی اور اس نے قائداعظم محمد علی جناح کا syllabus سے نام out کر کے ان کی تصویر ہٹا کر اپنی تصویر لگائی یہ اس کا سب سے بڑا جرم ہے کہ اس نے قوم کو تقسیم کر دیا۔ ایسے شخص کو جس نے قوم کو تقسیم کیا اس کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ صوبے کی نمائندگی کرتا؟ قائداعظم محمد علی جناح کا نام یا تصویر کسی نے نہیں ہٹائی، واحد یہ اَن پڑھ وزیر اعلیٰ تھا کہ جس نے اپنی ذاتی modeling کی خاطر قائداعظم محمد علی جناح کی تصویر ہٹا کر اپنی تصویر لگائی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کا audit کرایا جائے اور اس کا نام E.C.L میں شامل کیا جائے اور اربوں روپے اس سے واپس لئے جائیں اور وہ پیسے باقاعدہ تعلیم پر خرچ کئے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح سے Polio کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے حکومتی level پر اس مہم کا آغاز کیا تھا۔ میری خواہش ہے کہ پنجاب حکومت اس کا credit لے اور ہیپاٹائٹس B اور C کی vaccination حکومتی level پر کرے کیونکہ یہ بہت مہنگی ہے اور عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ غریب آدمی کو، عام آدمی کو جب اس مرض کا پتا چلتا ہے تو وہ اس کے قابو سے باہر ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بے چارہ اپنا علاج کروانے کے قابل نہیں رہتا۔ اس طرح سے کئی زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گی کہ جس طرح خواتین کے لئے وفاقی حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے دور حکومت میں First Women Bank دیا پنجاب میں بھی First Women Bank خواتین کے لئے ہونا چاہیے۔ خواتین کے لئے الگ Police Stations ہونے چاہئیں، خواتین کو الگ آسان شرائط پر قرضے ملنے چاہئیں، آپ دیکھیں کہ خواتین کے ساتھ جیلوں میں جو سلوک ہوتا ہے، حکومت کے پاس ضمانت کی شکل میں جو اربوں روپیہ آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟ اگر اس اربوں روپے سے بھی آپ جیلوں کے لئے اصلاحات کریں تو میرے خیال میں اس سے جیل کی تمام قیدی عورتوں اور مردوں کو فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک دو باتیں میری اور ہیں کہ ہمارے سول اداروں میں ابھی تک فوجی بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے پوری پاک فوج کو بدنام کیا ہوا ہے۔ جو جرنیل بیٹھے ہوئے ہیں ان کو وہاں سے ہٹا کر بھل صفائی پر لگایا جائے، میں واقعی seriously کہہ رہی ہوں مذاق نہیں کر رہی، یہ جرنیل کسی اور کام کے تو ہیں نہیں لہذا مہربانی کر کے ان سے گند تو صاف کروائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے پنجاب حکومت یتیم بچوں کے لئے تعلیم کے انتظامات کر رہی ہے میری خواہش ہے کہ وہ بچے ایک تو جس کے والد کی سرپرستی چھن جاتی ہے اس کو ہم یتیم کہتے ہیں یا جس کے والد اور والدہ دونوں نہیں ہوتے، اس کی سرپرستی کون کرے گا؟ میری خواہش ہے اور آپ سے گزارش بھی ہے کہ ایسے بچوں کی کفالت پنجاب حکومت اپنے ذمے لے کیونکہ پنجاب حکومت نے جہاں پر credit یتیم بچوں کے حوالے سے لیا ہے تو تھوڑا سا اور آگے بڑھ کر جانے کی بات ہے، کئی غریب بچے جو آوارہ پھر رہے ہیں وہ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو سکیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم کو مفت کیا جانا چاہیے۔ ہر level پر حتیٰ کہ یونیورسٹی تک طلباء کی فیسوں کو معاف کیا جائے، نہ کہ پچھلی حکومت کی طرح ہم کوئی ایسا کوئی ڈھونگ رچائیں، عوام کو بے وقوف بنائیں یا ان کو کہیں کہ ہم نے فلاں چیز میں ریلیف دے دیا۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ بچوں کی پڑھائی اہم ہے اور یہ آج کی ضرورت ہے تو ہمیں practically چاہیے کہ ہم پنجاب level پر ان فیسوں کو کم از کم معاف کر دیں تاکہ بچے تعلیم آسانی سے حاصل کر سکیں۔ کتابیں تو ہر کسی نے ضرورت کے مطابق لینی ہیں جہاں تک وہ پڑھے گا لیکن اگر فیس کا بوجھ ہم ان سے ہٹا لیں گے تو یہ بھی بہت اچھی بات ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم نے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے پانچ منٹ کی جگہ بیس منٹ بات کر لی ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جلدی ختم کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ججز کی تنخواہوں میں جو اضافے کی بات ہے یہ اچھی اور بڑی خوش آئند بات ہے اور میں یہ چاہوں گی کہ اساتذہ کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہو کیونکہ یہ قوم کے معمار ہیں اور خاص طور پر lady teachers کو ان کے اپنے علاقوں میں رہنے دیا جانا چاہیے اور ان کو کسی سیاسی بنیاد پر کہیں بھی دوسری جگہ پر ٹرانسفر نہیں کرنا چاہئیں چاہے ان کا کسی بھی سیاسی پارٹی سے تعلق ہی کیوں نہ ہو۔ خواتین کو اپنے علاقوں ہی میں services دینی چاہئیں۔ میری آخری

گزارش یہ ہے کہ اس دفعہ جس طرح وزیر اعظم صاحب بھی اسمبلی میں وقفہ سوالات میں ممبران کے سوالات کا جواب دیتے ہیں تو ہماری یہ خواہش ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی ادھر بیٹھا کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو پٹواری اور S.H.O کے تبادلوں کا چکر ہے یہ منتخب نمائندوں کے سپرد ہونا چاہیے کیونکہ جتنے high level سے یہ لوگ آئیں گے اتنے ہی یہ high level کو use کریں گے اور public میں یہ عہدہ misuse ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار محمد حسین ڈوگر!

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! جب ہم بات کرتے ہیں تو آپ discrimination کرتے ہیں اور پانچ منٹ میں ہمیں بند کر دیتے ہیں۔ اب بیس منٹ تک تقریر کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار محمد حسین ڈوگر!

سردار محمد حسین ڈوگر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے اس بجٹ سیشن میں مجھے موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں بجٹ 09-2008 اس ایوان میں پیش کرنے پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ 09-2008 جن حالات میں ہم نے پیش کیا ہے یہ موجودہ منتخب حکومت کے لئے ایک challenge سے کم نہیں تھا۔ بجٹ آنے پر عوام کی آنکھیں بھی کھلی ہوتی ہیں اور کان بھی کھلے ہوتے ہیں۔ بجٹ حکومت کا ایک ایسا معاشی انتظام ہوتا ہے کہ جس کے ذریعے حکومت اپنی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنا کر اس کے اثرات عوام تک پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ باتیں پچھلے دو مہینے سے مختلف meetings اور اس ایوان کے floor پر ہو چکی ہیں کہ موجودہ منتخب حکومت کو ورثے میں بہت سارے مسائل ملے ہیں جن میں سب سے بڑا مسئلہ صوبہ پنجاب کے اندر امن عامہ کا ہے، اس کے بعد کرپشن، بے روزگاری، مہنگائی، خودکشیاں اور فاقے ہیں۔ ہم اور آپ سب عوام کو یہ یقین دلا کر اس ایوان میں پہنچے ہیں کہ ہم ان کے مسائل کو اس منتخب ایوان میں جا کر حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جیسے مجھ سے پہلے جتنے بھی مقررین آئے

انہوں نے سابقہ دور میں صوبہ پنجاب کے ساتھ ہونے والی ناجوازیوں اور زیادتیوں کا ذکر کیا تو میں بھی اپنی تقریر کا آغاز وہیں سے شروع کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی پچھلے پانچ سال یہ خوبصورت نعرے اور وعدے سنتا رہا جیسے امن کے نام پر اس صوبے کی عوام کو نعرہ دیا گیا "محفوظ پنجاب" اور آج صوبہ پنجاب کے لوگ جانتے ہیں کہ ہمیں صوبہ پنجاب محفوظ کی بجائے لہو لہان ملا ہے، ڈکیتیاں، قتل وغارت اور اس کے علاوہ صوبہ پنجاب میں سب سے بڑا مسئلہ تعلیم کا ہے۔ "پڑھا لکھا پنجاب" کے نعرے پر بھی اس ایوان میں بڑی بحث ہو چکی، صحت مند پنجاب کے بارے میں بھی بڑی بحث ہو چکی، سر سبز پنجاب کے حوالے سے بھی بڑی بحث ہو چکی۔ موجودہ حکومت ان دعوؤں اور وعدوں پر یقین نہیں رکھتی۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح وزیر خزانہ نے اپنی ٹیم کے ساتھ جس عرق ریزی سے صوبہ پنجاب کے اندر ان شعبہ جات میں تبدیلی لانے کے لئے محنت کی ہے اس پر موجودہ حکومت اور وزیر خزانہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ ابھی مقررہ وقت کی گھنٹی بجے گی اس لئے میں اپنی تقریر کو مختصر کرنا چاہتا ہوں۔ عوام کی توقعات ایک تبدیلی کے لئے ہیں اور ہم نے بھی صوبہ پنجاب کی عوام کے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم تبدیلی لے کر آئیں گے۔ میں اس ایوان کے floor پر یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ تبدیلی کیسے آئے گی؟ ابھی اگر آپ سابقہ حکومت کے پچھلے بجٹ پر غور کریں تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ امن عامہ کے نام پر محکمہ پولیس کو جتنے funds مہیا کئے گئے وہ شاید ریکارڈ میں کبھی بھی مہیا نہیں کئے گئے ہوں گے، ان کی utilization اس طرح ہوئی کہ بڑے بڑے دفاتر ٹھیک ہوئے، گاڑیاں خریدی گئیں اور ان گاڑیوں کا آج بھی misuse ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ امن عامہ کے نام پر جتنے اقدامات کئے گئے اس کے اثرات نچلی سطح تک نہیں پہنچ سکے۔ اگر ہم نے امن عامہ قائم کرنا ہے تو law inforcing agency ہمارے پاس صرف پولیس ہے۔ پولیس کے نظام کو درست کرنے کے لئے جو ریفارمز لائی گئیں ان میں آپ نے پڑھا ہو گا پولیس آرڈر 2002 جو کہ مکمل طور پر فیل ہو چکا ہے۔ اس میں جو investigation کا طریق کار وضع کیا گیا ہے اس کا انحصار ناانصافی پر ہے۔ آپ دیکھیں کہ لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہماری تفتیش کون کرے گا؟ لوگوں کے لئے investigation اور operation کا فرق بہت مشکل ہے۔ اب میں free registration پر آنا چاہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ نیچے تھانوں میں یہ ہوا کہ پانچ ہزار روپے مقدمہ درج کرنے کے لئے اور دو ہزار روپے پنجاب میں جسے "لاگ وار" کہتے ہیں، سات ہزار میں مقدمہ درج ہو گا اور اس کے بعد وہ ایف۔آئی۔آر investigation کے پاس چلی جاتی ہے۔ بے گناہ لوگ

جو ایف۔آئی۔آر میں آتے ہیں ان کی تفتیش کے لئے اور ان کو بے گناہ کرنے کے لئے علیحدہ پیمانے اور مختلف rates ہیں۔ اسی طرح میرے فاضل ممبر دوست نے یہاں پر یہ پوائنٹ آؤٹ کیا کہ جس پولیس سے آپ امن بحال کرانا چاہتے ہیں۔ آپ اس کی working کا اندازہ لگائیں کہ کانسٹیبل سے لے کر انسپکٹرز تک 24 گھنٹوں میں سے ان سے 22 گھنٹے کام لیتے ہیں۔ اگر تھانوں کے نظام کو دیکھیں تو ان کے پاس کوئی مناسب رہائش ہے نہ ان کے پاس اپنے مقدمات نمٹانے کے لئے کوئی دفتر ہے اور نہ ان کے سونے کے لئے کوئی مناسب جگہ ہے۔ اگر ہم فیلڈ میں کام کرنے والے آفیسر سے بہترین کام لینا چاہتے ہیں اور صوبہ کے اندر کام کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں تھانوں میں تبدیلی لانا پڑے گی۔ جس طرح موٹر وے کے ایک ملازم کو 8 گھنٹے ڈیوٹی کے بعد رخصت کر دیا جاتا ہے۔ ان کی تنخواہیں بھی ہمیں بہتر کرنی پڑیں گی اور ان کی ٹریننگ اور تربیت میں بھی ہمیں خصوصی توجہ دینی پڑے گی۔ بہترین نتائج حاصل کرنے کے لئے تمام محکمہ جات میں جتنے بھی ہمارے officials ہیں یا جو بھی supervisory authority ہیں جب تک وہ اپنے محکمہ کے فیلڈ کے افسران کو فیلڈ میں نہیں بھیجیں گے اور supervision کے نظام کو بہتر نہیں کیا جائے گا اس وقت تک آپ صوبہ کے اندر کسی بھی نظام میں تبدیلی نہیں لا سکتے۔ میں تمام وزراء اور تمام ذمہ داران اتھارٹیز سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اگر ہم نے واقعی صوبہ میں امن لانا ہے، صوبہ میں ترقی لانی ہے تو پھر سارے محکمہ جات کے اندر ایسا نظام بنانا پڑے گا کہ ہمیں فیلڈ میں کام کرنے والے officials کو ان کے کام کی احساس ذمہ داری دلانا پڑے گی اور ان سے کام لینا پڑے گا۔ ساری دنیا میں قوموں کا نام بنتا ہے لیکن قوموں کو منزل تک افراد لے کر جاتے ہیں ان کی قیادت لے کر جاتی ہے۔

(اذان عصر)

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ قوموں کو منزل تک قیادتیں لے کر جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ پاکستان میں یا صوبہ پنجاب میں یہ پہلا بجٹ نہیں ہے۔ ہر بجٹ آنے پر لوگوں کی امیدیں ہوتی ہیں کہ آنے والا بجٹ ہمارے لئے آسانیاں لے کر آئے گا، ہمارے لئے ترقی لے کر آئے گا، ہمارے لئے سہولتیں لے کر آئے گا لیکن ہر بجٹ کے ختم ہونے پر، ہر مالی سال کے ختم ہونے پر عوام کی مایوسیاں اسی طرح رہ جاتی ہیں تو میں مختصر وقت کے پیش نظر اپنے حلقہ کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق ضلع قصور سے ہے اور پی پی۔179 میرا انتخابی حلقہ ہے۔ میرا حلقہ وہ ہے جہاں پر پاکستان کی حدود ختم ہو جاتی ہیں۔ میرا حلقہ انتخاب کی سرحد

ہندوستان کی سرحد کے ساتھ 45 کلو میٹر لگتی ہے اور اس میں میرے انتخابی حلقہ میں آدھا ایریا جو ہے اس کو بارڈر ایریا قرار دیا گیا ہے اور جو بارڈر ایریا کے لوگ ہیں ان کے ساتھ بڑا نامساویانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ میں اس کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ کہیں یہ بارڈر ایریا پانچ کلو میٹر پر ختم ہو جاتا ہے، کہیں اس کی حدود بارہ کلو میٹر پر ہیں، اس ایریا میں زمیندار یا وہاں کے جو رہائشی ہیں اپنے ہی لگائے ہوئے درخت اور ان کو جو وہ پال پوس کر بڑا کرتے ہیں وہ کاٹ نہیں سکتے۔ اگر وہ اپنی زمینوں سے درخت کاٹیں تو ان کے خلاف مقدمات درج کر دیئے جاتے ہیں اور اس ایریا میں جتنی سرکاری اراضی پڑی ہوئی ہے، وہ صوبائی ہے یا وفاقی ہے اس ساری زمین کو lease out رینجرز کرتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بارڈر ایریا میں جتنی صوبائی یا وفاقی زمین ہے غریب مزارعوں میں تقسیم کر دی جائے تاکہ وہ اپنا روزگار چلا سکیں۔ میں وزیر معدنیات کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر یہ عالم ہے کہ کوئی آدمی اگر اپنا گھر بنانے کے لئے اپنی زمین سے ریت نکالتا ہے تو اس کو سترہ سو روپے فی ٹرالی دینے پڑتے ہیں اور لینے والے کون ہیں وہ حساس ادارے کے لوگ ہیں۔ وہ گنیں لے کر بیٹھے ہیں اور وہ گن کے زور پر ان سے سترہ سو روپے وصول کرتے ہیں۔ اگر ایک آدمی اپنی ہی زمین سے اپنا ہی مکان بنانے کے لئے ریت نکالتا ہے تو اس کو سترہ سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح ایسے لگتا ہے کہ وہ جو بارڈر ایریا ہے وہ پاکستان کے قانون کے اندر رہے اور نہ پاکستان کی حدود میں ہے۔ میں ان مسائل کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میرے پورے انتخابی حلقہ میں کوئی ڈگری کالج نہیں ہے۔ بچیوں کو خاص طور پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے کم از کم دونوں سائیڈ پر چونیاں جانا پڑتا ہے یا قصور آنا پڑتا ہے جو فاصلہ 45/40 کلو میٹر بنتا ہے اور ہر ایک کے پاس ٹرانسپورٹ کا کوئی انتظام بھی نہیں ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اور اس پر وزیر تعلیم اور Planning and Development Department کو بھی گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ انتخاب کے اندر دو ڈگری کالج منظور کئے جائیں اور خصوصی طور پر ایک گرلز ڈگری کالج میرے حلقہ کے سب سے بڑے ٹاؤن کھڈیاں خاص میں قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک بات کی نشاندہی میں اس ایوان میں کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ممبران کو یہ موقع آپ نے فراہم کیا ہے کہ ہم اپنے حلقے کی بات کر سکیں اور اپنے حلقہ کے عوام کے مسائل کی بات

کر سکیں تو وزراء کی حاضری کو بھی یقینی بنائیں کیونکہ انہوں نے ہی ہماری ان گزارشات پر عملدرآمد کروانا ہے۔

جناب سپیکر! کھیت مزدور کی ترقی کے لئے کوئی بات نہیں کی گئی اور پاکستان کے اندر کھیت مزدور کی جتنی تلخ زندگی ہے وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی کیونکہ آج بھی کھیت مزدور کی دیہاڑی 150 روپے ہے اور آپ اندازہ لگائیں کہ کوئی اکانومسٹ 6/7 افراد کے گھرانے کا ایک دن کا بجٹ بنا کر دے دے کہ 150 روپے میں اپنے بچوں اور اپنی دیگر ضروریات یعنی روٹی ہی نہیں کھا سکتا تو ان کی ترقی کے لئے بھی ہمیں کوئی ایسا فنڈ یا طریقہ کار وضع کرنا چاہئے۔ ان کے بچوں کی تعلیم کو مفت کرنا چاہئے یا ان کے علاج معالجہ جس طرح کہ صنعتی کارکنوں کے لئے سوشل سیکورٹی کا انتظام ہے، اسی طرح فارم ورکروں کے لئے سوشل سیکورٹی کی طرز کا انتظام کیا جائے تاکہ ان کو صحت کی سہولتیں میسر ہو سکیں اور ان کے لئے بھی کوئی ایسا ویلفئیر فنڈ مقرر کیا جائے جس سے وہ اپنے بچوں کی اور باقی ضروریات پوری کر سکیں۔

جناب سپیکر! پاکستان کے اندر سب سے بڑا مسئلہ کرپشن کا ہے جس کے خاتمے کے لئے ہر حکومت بڑے دعوے کرتی ہے لیکن آج تک کرپشن پر قابو نہیں پایا جا سکا اور اس کرپشن کے نظام کو ٹھیکیداری نظام نے چار چاند لگائے ہیں اور میں اس ایوان کے floor پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ٹھیکیداری نظام نے پاکستان کی بنیادوں میں ریت بھر دی ہے۔ یہ سارا خورد برد کا نظام ہے۔ اگر آپ نے انہی ٹھیکیداروں کے ذریعے پاکستان کی ترقی کرنی ہے تو پھر آپ کا کوئی پل محفوظ ہوگا نہ آپ کی کوئی بلڈنگ محفوظ ہوگی۔ جس ہاؤس میں آپ اور میں اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ اس کو دیکھیں کہ یہ کتنے سال پہلے بنا ہے تو مجھے اس کی کوئی ٹوٹ پھوٹ نظر نہیں آتی اور ایک ایوان اس طرف آپ کی نگرانی میں بن رہا ہے تو آپ نے دیکھنا اور مقابلہ کرنا ہے کہ اس کی پانچ سال کے بعد کیا حالت ہوگی؟ اس نظام پر بھی ہمیں غور کرنا چاہئے اور اس ٹھیکیداری نظام کو ختم کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب اور پاکستان کے اندر ناظمین سسٹم نے بھی کرپشن کو فروغ دیا ہے اور کرپشن کی اس نظام کے تحت مزید ڈویلپمنٹ ہوئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ناظمین سسٹم کو بھی review کیا جائے اور ایسا نظام لایا جائے کیونکہ ناظمین سسٹم کے ذریعے ہی ہم نے گلی محلوں کے اندر development لے کر جانی ہے لیکن یہ بلدیاتی ادارے کرپشن کے گڑھ بن چکے ہیں۔ ان

کے اندر بھی کوئی تبدیلی لانی چاہئے اور ایسا نظام ہمیں وضع کرنا چاہئے کہ جس سے صوبہ پنجاب کے عوام کو خاطر خواہ نتائج حاصل ہو سکیں۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں غریبوں کی امداد کے لئے ماسوائے زکوۃ، بیت المال کے کوئی نظام نہیں ہے۔ آپ بھی بخوبی جانتے ہیں اور ہم بھی کہ زکوۃ کی تقسیم کس طرح ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریبوں تک پہنچنے کی بجائے پروفیشنل لوگ اسے کس طرح ہڑپ کرتے ہیں تو میری یہ تجویز ہے کہ اس نظام کو بھی درست کیا جائے، اسی نظام کے تحت غریبوں کی بچیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے ہم ان کی مدد کرتے ہیں۔ غریبوں کے علاج معالجہ کے لئے ان کی مدد کرتے ہیں اور غریبوں کو اپنا روزگار خود حاصل کرنے کے لئے انہیں چھوٹے چھوٹے کاروبار کرنے کے لئے اسی مد سے مدد کرتے ہیں لیکن یہ نظام بھی خورد برد کا شکار ہو چکا ہے اور اس میں بھی کرپشن انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہم اگر اسی بات پر انحصار کرتے رہے کہ سابقہ حکمرانوں اور سابق حکومتوں نے یہ کیا، ہمیں یہ مسائل وراثت میں ملے، تو یہ گیت ہم کب تک گائیں گے؟ دو مہینے اور گالیں گے، چار مہینے اور گالیں گے اور ابھی تو دو مہینے کے بعد لوگ ہم سے بھی پوچھنا شروع کر دیں گے اور ابھی بھی پوچھتے ہیں کہ آپ نے 100 دن کا پروگرام دیا تھا اور اس پر آپ نے کتنا عملدرآمد کیا ہے؟ تو ہماری accountability عوام نے کرنی ہے اور ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ جن باتوں کی نشاندہی میں نے کی ہے، ان سارے شعبہ جات میں accountability کا کوئی ایسا شفاف نظام بنایا جائے، ایک deterrence پیدا کیا جائے اور لوگوں کے اندر ایک خوف پیدا کیا جائے کہ کرپٹ element کرپشن سے باز آ جائیں۔ جب تک آپ اس سوسائٹی کے اندر کرپشن کے ناسور کو ختم کرنے کے لئے کوشش نہیں کریں گے یا کوئی عملی اقدامات نہیں کریں گے تو اس وقت تک آپ کے یہ سارے پروگرام اور پالیسیاں ایسے ہی چلی جائیں گی اور ہمارے یہ دعوے اور وعدے ہی رہیں گے۔ انہی الفاظ اور دعا کے ساتھ اپنی بحث کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت اور طاقت دے کہ ہم سب مل کر صوبہ پنجاب کے عوام کی زندگی کے اندر کوئی آسانی لا سکیں اور آئندہ جب ہم عوام کے پاس جائیں تو ان میں سرخرو ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

محترمہ انجم صفدر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور اب تو مجھے یہاں سے آوازیں آنے لگی تھیں کہ " متاثرین اسمبلی" تو آپ کو دیکھ کر مجھے حوصلہ ہوا کہ اگر آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہیں تو ہم کیوں نہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں ماضی کی حکومت کی طرف سے ورثے میں دیئے گئے تباہ کن معاشی حالات کے باوجود ایک متوازی بجٹ پیش کرنے پر اپنے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب، اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی کابینہ و معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 8۔جون 2008 کو اپنی تقریر میں واضح طور پر بتایا تھا کہ وہ اپنے صوبے کی بہتر خدمت کرنے کے لئے کن شعبوں پر کام کرنا چاہتے ہیں اور ہماری ترجیحات کیا ہوں گی؟ جن میں انصاف کی فراہمی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کاٹتے ہوئے بات کروں گا کہ ماشاءاللہ ممبران نے کافی نام دیئے ہوئے ہیں اور ہماری کوششوں کے باوجود حالات آپ کے سامنے ہیں تو آج بھی یہ فیصلہ ہوا ہے جس کا تفصیلی اعلان میں ہاؤس کی کارروائی ختم کرتے وقت کروں گا لیکن میں ممبران کی اطلاع کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ بجٹ پر بحث کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ کل بھی چلائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ بحث کل بھی چلے گی تو اس سلسلے میں ہمیں کم از کم بتا دیا جائے کہ ہماری باری کب آئے گی کیونکہ جمعرات کو میں نے نام دیا تھا اور اب تک باری نہیں آئی۔ہمیں اتنا بتا دیا جائے کہ آج کن کن ممبران کی باری ہے اور ہاؤس کی کارروائی مزید کتنی دیر تک چلے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کی کارروائی رات ساڑھے آٹھ سے 9 بجے تک چلائیں گے اور اس میں جتنے ممبران ہوں گے وہ آج ہو جائیں گے اور باقی انشاءاللہ تعالیٰ کل کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک عامر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! ہماری باری بھی لے آنا ہم پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے ہیں برائے مہربانی آپ ہمیں پسماندہ نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام دوست تشریف رکھیں، مجھے یہ احساس نہ دلائیں کہ میں نے کل کا ٹائم دے کر غلطی کر دی ہے تمام دوست تشریف رکھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محسن لطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محسن لطیف!

مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی مسترد ہونے پر معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے پُرزور مذمت اور اجلاس کی کارروائی ملتوی کرنے کا مطالبہ

جناب محسن لطیف: جناب سپیکر! ابھی یہ خبر آئی ہے کہ پی۔ سی۔ او ججوں نے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیئے ہیں ہم اس پر بائیکاٹ کر کے جا رہے ہیں۔ ہم اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کے بغیر کسی وجہ کے کاغذات مسترد ہونے کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو پی۔ سی۔ او ججوں نے اس طرح کیا ہے اگر اسی طرح کے فیصلے کئے گئے تو یہ ایک گھناؤنی سازش ہے federation of Pakistan کے خلاف، اس coalition government کے خلاف اگر یہ باز نہ آئے تو ہم بھی قانونی طریقے سے ان کے خلاف پوری طرح قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتے ہیں اور جو judicial system میں ان کے خلاف complaint ہو گی اور reference ہوں گے وہ بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ فوری طور پر with relevant provision اور with relevant allegation ہم put کریں گے اور جناب کی توسط سے ان کے خلاف کڑے احتساب کے لئے بھرپور مطالبہ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایک قومی سانحہ ہے کہ آج میاں محمد نواز شریف کے الیکشن سے دو دن قبل ان کے کاغذات نامزدگی پی۔ سی۔ او ججوں کی طرف سے مسترد کئے گئے ہیں۔ 18۔ فروری 2008 کے بعد جب عوام نے جمہوری قوتوں کو یہاں mandate دیا تو ہم نے اسی وقت اس بات

کا عہد کیا تھا اور اپنی coalition parties سے بھی اس بات کا تقاضا کیا تھا کہ پرویز مشرف نے uniform تو اتار دی ہے لیکن وہ ایک غیر آئینی طور پر ایوان صدر میں بیٹھا ہے اس سے جتنا جلد از جلد چھٹکارا حاصل کیا جائے اور عدلیہ کو بحال کیا جائے یہ معاشرہ کے لئے مفید ہو گا لیکن اس بات پر توجہ نہیں کی گئی۔ آج نتیجتاً ہم نے دیکھا کہ پی۔ سی۔ او ججوں نے ہمارے قومی leader محترم میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیئے ہیں۔ اس قسم کے سانحات سے بچنے کے لئے فوری طور پر میں House اور تمام political parties سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ چونکہ کاغذات مسترد ہوئے ہیں لہذا یہ کارروائی بند کی جائے اور ہم لوگ یہاں سے جا رہے ہیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اچلانہ صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی جس گھناؤنے طریقے سے مسترد کئے گئے ہیں یہ جمہوریت کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے اور ہم جو جمہوریت کو آگے بڑھانا چاہتے تھے اور قوم کو ایک dictator سے مکمل طور پر نجات دلانا چاہتے تھے اس میں رکاوٹ ڈالی گئی ہے۔ میں اس House کے توسط سے اپنی leadership سے یہ التماس کروں گا کہ وہ جلد ہی صدر مشرف کے خلاف مواخذے کی تحریک پیش کریں اور اس سے قوم کو نجات دلائیں۔ شکریہ

معزز اراکین حزب اقتدار: گو مشرف گو، گو مشرف گو، گو مشرف گو۔۔۔(نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز House میں خاموشی اختیار کریں اور بات کرنے دیں۔ میں minister صاحب کو floor دے رہا ہوں اب minister صاحب بات کریں گے۔

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی سارے حضرات، دوست احباب اور اسمبلی کے معزز ممبران جس بات پر تبصرہ کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی تاریخ میں کسی بھی لحاظ سے کسی اچھے معاشرے کی نشاندہی نہیں کر رہے ہیں۔ ہم سب نے دیکھا کہ جیسے سیاسی میدان میں پوری قوم smooth sailing چاہتی ہے اس میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے سازشیں ہو رہی ہیں اور یہ اس کی ایک کڑی ہے جو آج ہمارے سامنے آئی ہے۔ جس طرح سب معزز

اراکین بیٹھے ہیں ان سب کے ایک ہی جذبات ہیں۔ یہ coalition government اسی لحاظ سے چلنا چاہتی ہے ہمارے آپس میں کوئی differences نہیں ہیں لیکن ایک چیز بڑی واضح ہے کہ اس dictator سے جب تک نجات نہیں ملے گی یہ اسی طرح سازشیں کرتے رہیں گے۔ میری آپ سے ایک request ہے کہ آپ مہربانی فرما کر احتجاجاً یہ اجلاس ابھی ختم کر دیں تاکہ ہم اس احتجاج میں شامل ہو سکیں اور ہم ابھی جا کر پریس کے سامنے بھی اور جو کچھ بھی ہم سے بن پڑا وہ کریں گے۔ آپ سے میری humble request ہے کہ مہربانی کر کے صبح تک کے لئے اجلاس ختم کر دیں صبح پھر اجلاس ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام معزز اراکین میری بات سنیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جو جذبات آپ کے ہیں اس House کا جمہوری روایات کی وجہ سے وجود ہے اور میں as a Speaker یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے اندر جب تک صحیح معنوں میں جمہوریت نہیں آئے گی یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ آج اگر کوئی تبدیلی کی علامت پاکستان کے اندر ہے اور کوئی لیڈر ہے تو وہ محترمہ بے نظیر بھٹو ان کے بعد آصف علی زرداری، میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) آج کا یہ فیصلہ ہے میں خود بھی ایک وکیل ہوں یہ کس طرح کا انصاف ہے کہ ایک شخص جس کو اجازت مل چکی ہے جو leader ہے جس پر پوری قوم نے 18۔فروری 2008 کو اعتماد کا اظہار کیا ہے اس کی تقدیر کسی پی۔ سی۔ او شدہ جج کے ہاتھ نہیں دی جا سکتی اور اس بات پر میں ایوان کے ساتھ ہوں، آپ کے ساتھ ہوں اور آپ نے جو یہاں put کیا ہے کہ احتجاجاً اس House کی کارروائی کو موخر کیا جائے تو میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ آج کے شیڈول کے مطابق آج بجٹ پر عام بحث کا آخری دن تھا لیکن بہت سے معزز اراکین آج بھی بحث میں حصہ نہ لے سکے ان اراکین کے پرزور اصرار پر اور اب جو صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔ اس کی بنیاد پر میں نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 138 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے پہلے سے جاری شدہ شیڈول میں تبدیلی کر دی ہے۔ اب کل بھی بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی تمام خواہش مند اراکین کی تقاریر کے بعد وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں گے۔ اب اجلاس بروز منگل مورخہ 24۔جون 2008 صبح 10 بجے تک کے لئے اس دعا کے ساتھ ملتوی کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کا حامی و ناصر ہو اور اس ملک کے اندر صحیح فیصلے کرنے والوں کو لے کر آئے۔ بہت شکریہ